حیرت انگیز اور انتہائی دلچسپ حکایات اور واقعات کا مجموعہ

حکایاتِ غوثیہ

المعروف

میں اور میرے اللہ میاں

مصنف

حضرت مولانا سید غوث علی شاہ صاحب قلندر قادری

Marfat.com

حیرت انگیز اور انتہائی دلچسپ حکایات اور واقعات کا مجموعہ

حکایاتِ غوثیہ

المعروف

میں اور میرے اللہ میاں

مصنف

حضرت مولانا سید غوث علی شاہ صاحب قلندر قادری

مُشتاق بُک کارنر

الکریم مارکیٹ۔ اُردو بازار، لاہور

Marfat.com

ہماری کتابیں· معیاری کتابیں
خوبصورت اور کم قیمت کتابیں

ناشر: مشتاق احمد

اہتمام: سلمان منیر

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	—	حکایتِ غوثیہ المعروف میں اور میرے اللہ میاں
مصنف	—	سیّد غوث علی شاہ صاحب
پروف ریڈنگ	—	حافظ محمد برکت
مطبع	—	اسد نیئر پرنٹرز، لاہور
سنِ اشاعت	—	مارچ 2007ء
ڈیزائن	—	عاطف بٹ
کمپوزنگ	—	گُل گرافکس
قیمت	—	130 روپے

مُشتاق بُک کارنر
الکریم مارکیٹ۔ اُردو بازار، لاہور

فہرست

⌘	وجہ اشاعت	15
⌘	یاالٰہی یہ ماجرا کیا ہے	17
⌘	حبسِ دم کی بھائی پر آزمائش	18
⌘	درخت بھی جل کر خاک ہوگیا	19
⌘	عمل پڑھتے ہی ایک روپیہ روز مل جاتا	20
⌘	اپنے اوپر ہی عاشق ہوگیا	23
⌘	ذراسی دیر میں تین سو برس گزر گئے	24
⌘	عمل بتلاکر لڑکا شہید کردیا	26
⌘	سفید پھول کے ذریعہ کایا کلپ	28
⌘	تانبے کی دیگ اصلی سونے کی بن گئی	29
⌘	سانپوں کی بارات	31
⌘	رُوس کا شہزادہ اجمیر شریف میں	33

Marfat.com

⌘	لوہے کا ستون بھی ریزہ ریزہ ہو جاتا	35
⌘	سلام کرنے پر ناراض ہو گئے	35
⌘	کلو کپتان کو افیون کا چسکا	37
⌘	پیرزادے تو ٹھگ ہوتے ہیں	38
⌘	کافر شاہ مجذوب مَر کر زندہ ہو گئے	38
⌘	مُفت کا حلوہ پُوری	40
⌘	عورت کے سَر پر ماموں اللہ بخش	40
⌘	وہ تو ایک خاندان آگے بڑھ گیا	41
⌘	ہر ایک پیر کے مُرید ہو جاتے	43
⌘	کیمیا گری سیکھنے کا شوق	43
⌘	بھائی سیّد قاسم علی کا کمال	45
⌘	سیّد قاسم علی راجہ رنجیت سنگھ کے رسالہ میں جا پہنچے	46
⌘	بھائی حیدر علی کی مجذوبانہ کیفیت	47
⌘	ہڑ کی پوڑیوں پر اشنان	48
⌘	تم جنگل چھوڑ دو شہر میں رہو	52
⌘	ہندو مسلمان فقیر ایک ہی میں	53
⌘	چار سو سالہ فقیر سے ملاقات	53
⌘	کیا یہ منتر سیکھا جا سکتا ہے	56
⌘	دست غیب کا تعویذ	57

Marfat.com

⌘	بے سمجھے حال کھیلنے لگے	58
⌘	خواب میں کیمیا بنانے کی ترکیب مل گئی	60
⌘	خدا کا پتہ نہ کسی دائرہ میں لگا نہ لطیفہ میں	64
⌘	جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے	66
⌘	کہنے لگا میرا کاروبار ہی یہ ہے	67
⌘	ہم پانچوں کی خبر لیجیے	68
⌘	ہمارا جسم ہم سے الگ ہو گیا	68
⌘	تا نہ بخشد خدائے بخشندہ	69
⌘	لڑکیوں کی شادی امام مہدی سے کی جائے	70
⌘	دن کو مل جوتو اور رات کو اللہ اللہ	71
⌘	جاہل سجادہ نشین کا سجدہ	71
⌘	ایک فقیر میں دو۲ دو۲ کمال	72
⌘	کبھی تو خدا بن بیٹھے اور کبھی بندہ کا بھی بندہ	73
⌘	حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ سے ملاقات	74
⌘	آؤ معبود جاؤ معبود .	76
⌘	ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا	76
⌘	سپاہیوں کے فوطے غائب ہو گئے	77
⌘	انسانی رُوح طوطے میں آ گئی	79
⌘	شادی نہ کرتا تو اچھا رہتا	80

Marfat.com

⌘	بیگم بھوپال سے دو دو چونچیں	81
⌘	مرنے کے بعد پھر زندہ ہو گئے	83
⌘	حضرت خضر خود ہی آ گئے	84
⌘	تمام بدن آئینے کی طرح چمکنے لگا	85
⌘	نابینا حافظ کی کرامت	86
⌘	بھوپال سے اندور اور بمبئی کو	87
⌘	یہ فقیر نہیں مسخرے ہیں	88
⌘	جدّہ کی بندرگاہ اس قدر جلدی	89
⌘	کعبہ کی چھت پر شیطان کی نماز	90
⌘	حلوے پر بزرگوں کی فاتحہ	93
⌘	جُبّہ شریف کی زیارت	93
⌘	قیس (مجنوں) کا ماتم کروں یا فرہاد کا	94
⌘	ہم بھی عارضی شیعہ بن گئے	95
⌘	پیر کی شان میں مُرید کے نخرے	101
⌘	چاندنی چوک میں رنڈی کے مکان پر	102
⌘	لا الٰہ اِلّا اللہ —— محکم الدین رسول اللہ	102
⌘	تینوں بزرگوں کا پانی پر چلنا	104
⌘	وہ فقیر تھا یا فرشتہ	104
⌘	ہم کو خدا پہ چھوڑ دو بہرِ خدا جو ہو سو ہو	107

Marfat.com

⌘	فقیر کا راز ظاہر ہو گیا	108
⌘	قنوج کے عقیدے تمند باشندے	109
⌘	لکھنؤ کے بوڑھے معشوق کا چرچا	110
⌘	سُنّی عالم کی دلیری بر سرِ منبر'	111
⌘	تبرا پڑھنے پر لڑائی ہو گئی	112
⌘	کچھ خبر نہیں کہ میں کون ہوں	113
⌘	پانچ ماہ کا حمل برداشت نہ ہو سکا	114
⌘	تو میرا نواسہ کیوں ہوتا	115
⌘	۲۴ برس کے بعد والدہ کی زیارت	116
⌘	عاشق ہونا ہندو خاتون پر	118
⌘	قسمت کی بدنصیبی کو حضرت سلیمان کیا کریں	121
⌘	فقیر نے بدُعا کی تینوں مر گئے	123
⌘	بنا بنایا گھر بگڑ گیا	124
⌘	اللہ تعالیٰ کی محبت مال سے ہزار درجہ زیادہ ہے	125
⌘	دیکھ تو جانہار تجھ کو محمود لے جاوے گا	126
⌘	چاروں نے ملکر ایک عورت بنائی بادشاہ نے ہڑپ کر لی	128
⌘	راج گدی چھوڑ فقیری لی	131
⌘	ابن یامین پر چوری کا الزام	132
⌘	تجھ کو کونسا عمل پسند ہے	133

Marfat.com

⌘	اللہ اپنی بلا اپنے پاس رکھ	134
⌘	آج رات اس شہر پر خوب پیشاب کرو	136
⌘	دونوں دیوتاؤں کو لڑنے دو	137
⌘	اندھوں کے شہر میں ہاتھی کا گذر	138
⌘	سچ کہو تو جوتوں پٹو	139
⌘	روٹیاں گنتا لے گیا	140
⌘	لنگوٹی منہ پر دے ماری	141
⌘	امیر تیمور کا خواب	142
⌘	صبغۃ اللہ سے رنگین رام	143
⌘	میں کون ہوں؟	144
⌘	خدا کچھ نہیں امام حسین سب کچھ	144
⌘	کنیز نے ہارون رشید کو پسند کیا	146
⌘	ایک غیر مسلم مومن بن گیا	147
⌘	پیغمبر کو بھی کوٹھری میں بند کر دیا	148
⌘	حضرت بایزید مور کی شکل بن گئے	149
⌘	ایک راجہ کو بے ادبی کی سزا	149
⌘	حضرت سلیمان کی بیوی ماہی گیر کی لڑکی	150
⌘	کماتا ہے کوئی کھاتا ہے کوئی	151
⌘	دریا میں جادوئی معشوقہ کا ہاتھ	152

Marfat.com

⌘	جس کی موت تھی اس پر بجلی گری	153
⌘	ایک روپے میں وزارت' دو روپے میں بادشاہی	154
⌘	نادر شاہ نے قلندر صاحب کا مزار توڑ ڈالا	154
⌘	پیپل کا درخت نہ کاٹ ایک اشرفی روزانہ لے	155
⌘	تلوار لے کر برہمن کو کاٹ ڈالا	156
⌘	گائے کی قربانی سے باز نہ آیا	157
⌘	لڑکا چڑی مار اور لڑکی طوائف ہوگی	158
⌘	ایک چڑیل آتی اور دو روپے روزانہ دے جاتی	160
⌘	خواب میں رسُولِ خدا کی زیارت	161
⌘	لا الٰہ الا اللہ شبلی رسول اللہ	162
⌘	لاؤ میرا گھوڑا۔ اور جوڑا۔	164
⌘	محمود غزنوی چوروں کا شریک بن گیا	165
⌘	کُتے کا پلاؤ اور شراب کی بوتل	166
⌘	کلی ناس سانپ اگر کاٹ لے	169
⌘	لا کہتے ہی غائب ہو جاتا تھا	169
⌘	خاوند کو مطیع کرنے کے لیے جادو سیکھ ہی لیا	170
⌘	دُعا کر کے ڈوبتے جہاز کو بچالیا	172
⌘	اولیاء اللہ کا قتل۔ بغداد کی بربادی	173
⌘	لڑکی کا مہر دو پیغمبروں کی شہادت	175

⌘	سجادہ اور خلیفہ بننے سے انکار	176
⌘	جوگن کا کمال۔نامرد کو مرد بنادیا	178
⌘	ریاست رامپور میں ایک ماہ کا قیام	180
⌘	نماز پڑھتے نہیں تسبیح پڑھتے ہیں	182
⌘	قلب شق ہوگیا اور مر گیا	183
⌘	فوجی دستے کو قتل کا حکم اور ۱۸۵۷ء میں قلندر کو پھانسی نہ لگی	184
⌘	فقیر کامل۔سیّد احمد شاہ صاحبؒ کشمیری	185
⌘	بیوی کی مار پڑتی اور صبر کرلیتے	186
⌘	حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کو حضرت محمدؐ کا سلام	187
⌘	رُباعی	188
⌘	قلندر صاحب قبر سے باہر آگئے	189
⌘	گالیاں سنکر بھی فقیری دیدی	194
⌘	بازاری طوائف کو پارسا بنادیا	195
⌘	طلب کس چیز کی تھی اور ملا کیا	196
⌘	محمود غزنوی لڑکے کا شریک ہوگیا	197
⌘	کافر مسلمان ہوگیا	198
⌘	کچھ سمجھ نہیں آتا	199
⌘	ہے اپنا مقدر۔نصیب جدا	205
⌘	حضرت خضر علیہ السلام	207

Marfat.com

⌘	چوری اور سینہ زوری	209
⌘	کیمیا کا شوق اور بچے کا پیشاب	210
⌘	خواجہ باقی باللہ اور نان بائی	213
⌘	تانبے کی دیگچی سونے کی بن گئی	214
⌘	مر پنجہ کش دہلوی	215
⌘	عاشق ہونا شہزادہ کا شہزادی پر	216
⌘	کیا لکھوں کیا لکھوں کیا لکھوں	217
⌘	گدائے بے نوا شہزادی کا عاشق	219
⌘	عاشق ہونا بادشاہ کا وزیر زادے پر	222
⌘	خواب تھا جو کچھ دیکھا	224
⌘	دل کا معاملہ ہے کوئی دل لگی نہیں	225
⌘	دھوبی کا عشق شہزادی سے	227
⌘	نہ خود۔ نہ خودی۔ نہ خُدا	230
⌘	آگ کے بدلے میں آنکھ دے دی	230
⌘	آندھی میں بھی چراغ جلتا رہا	231
⌘	کشف قبور کیا کہ بے ہوش ہوگیا	236
⌘	چار ٹکے کی رنڈی	237
⌘	قارون اور لیلیٰ مجنوں	238
⌘	۱۵۰ روپے میں نمبر داری مانگی	238

Marfat.com

⌘	شیطان کی ایسی تیسی کردی	240
⌘	دوسری بیوی پر دُکھ ہے	241
⌘	منہ کالا کر کے دنیا حاصل کی	243
⌘	مرید کا بازاری عورت سے نکاح	243
⌘	اے تو نے ہمارا دھرم بھرشٹ کردیا	244
⌘	لڑکی پر شہید کا قبضہ	245
⌘	روکھی روٹیاں خدا کو کھلادیں	246
⌘	سری کرشن کے خالق ہم ہیں	247
⌘	خوب سمجھ لو آج کل کے پیروں کو	248
⌘	مر کر پھر زندہ ہوگیا۔ تعزیت والے حیران	248
⌘	بھڑوے کی جورو دنیا کا سامان	250
⌘	شیطان کا گھوڑا سوراخ میں گھس گیا	251
⌘	کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی	252
⌘	چھری ماری لیکن زندہ رہے	254
⌘	جنت۔ دوزخ۔ آدم نہ ابلیس	255
⌘	قطب۔ قطب مدار۔ قلندر۔ غوث ابدال نہ ہوتے تو تمام عالم نہ ہوتا	261
⌘	دُبکاءِعیٰ	263
⌘	تین آنکھیں ایک جگہ جمع ہوجاتی ہیں	265

Marfat.com

⌘	خدا بندے میں آ کر خود نہاں ہے	266
⌘	لومڑی کا مکان موسیٰؑ کو خیال	272
⌘	حضرت نوح علیہ السلام تمام عمر روتے رہے	272
⌘	شیطان کی نافرمانی	273
⌘	قلب مثل آئینہ ہو گیا	274
⌘	اللہ میاں کے ایک بلا تھا	275
⌘	شربت میں بھنگ	276
⌘	مجذوب سونے کے کڑے پہنتے ہی مارے گئے	277
⌘	کیا قتل جس نے نظیر کو یہ وہی تو خانہ خراب ہے	278
⌘	پنڈت جی جوان جاٹنی سے لپٹ گئے	280
⌘	حضرت رابعہ بصریؒ کو رنڈی کے ہاتھ فروخت کر دیا	281
⌘	خوب سمجھ کر پڑھیں	282
⌘	مسجد اُلٹ دی	283
⌘	لالچ بُری بلا ہے	283
⌘	گرو جی نے بھنگ پی لی	285
⌘	سیاہ رنگ بہتر ہے	286
⌘	غوث پاکؒ اور محبوب الٰہی	286
⌘	یقین کی تین قسمیں	287
⌘	گویا صور پھونک دیا	288

⌘	بغیر کسی مشغلے کے لُطفِ زندگی نہیں	289
⌘	قطعہ	290
⌘	اللہ کے فرشتے نے مال خریدا	292
⌘	مسجد سے باہر خدا کے گھر میں	293
⌘	لالہ جی کی جورو نے اپنے پاس سُلا لیا	293
⌘	شیطان ہمارا عاشق ہے	295
⌘	حضرت جنید رحمۃ اللہ کی کرامت	295

⌘⌘⌘

Marfat.com

وجہ اشاعت

اس زمانے میں نئے نئے ناول اور فیشن پرستانہ ماحول کے افسانے پسند کیے جاتے ہیں۔ پُرانے قسم کے افسانے اور پُرانے قصے اور تاریخی ناول مقبول نہیں ہیں۔ جدید قسم کے افسانوں اور ناولوں میں علم، اخلاق، تہذیب اور شائستگی نہیں ہوتی پھر بھی ان کی طلب ہے۔

چونکہ یہ دور سائنس، بجلی، بھاپ اور ٹیلی ویژن کا ہے، اس لیے اس دَور میں صدیوں پُرانی حکایتیں اور پُرانی کتابوں میں درج شدہ کہانیوں کو پڑھنے والے کم ہوتے جارہے ہیں اس لیے اس دور میں کوئی ایسی کتاب شائع کرنا جو پُرانی حکایات کا مجموعہ ہو، پرانے خیالات کا ثبوت پیش کرنا ہی کہا جاسکتا ہے۔ جس کو نوجوان طبقہ پسند نہیں کرتا۔

اس لیے پرانی حکایات اور قدیمی واقعات کا ایک عجیب وغریب ذخیرہ کتابی شکل میں شائع کررہا ہوں۔ اگر فیشن ایبل مرد اور فیشن ایبل خواتین نیو فیشن کے افسانے پسند کرتی ہیں تو پرانے قصے کہانیوں کو پسند کرنے والے مرد اور عورتیں ابھی زندہ ہیں۔

تقریباً ایک سو سال پیشتر ایک عظیم روحانی بزرگ مست الست حضرت مولانا سیّد غوث علی صاحب قلندر قادری گزرے ہیں جن کا مزار پانی پت میں واقع ہے۔ مزار سے متعلق مسجد اور مکانات بھی ہیں۔ مولانا غوث علی شاہ صاحب ۱۸۵۷ء سے پیشتر،

غالباً ابتدائے صدی میں الہ آباد بنارس کے کسی علاقے کے رہنے والے تقریباً پچاس ساٹھ سال تک پورے سے ملک میں پاپیادہ سفر کرتے رہے۔ دومرتبہ حج بھی پاپیادہ ہی کیا۔ آخری عمر میں پانی پت میں قیام فرمایا اور پانی پت میں ہی وصال ہوا۔ حضرت چونکہ انتہائی فاضل، عاقل، عالم، صوفی، درویش اور معلم اخلاق بزرگ تھے اس لیے حضرت کا سلسلہ بیعت وارادت ملک میں کامیابی کے ساتھ جاری رہا۔

◎◎◎

Marfat.com

یاالٰہی یہ ماجرا کیا ہے

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم چھ سات برس کی عمر میں ایک دن بھائی انوار الحسن کے ساتھ کھیل رہے تھے دفعتہً جو آسمان کی طرف نگاہ گئی کیا دیکھتے ہیں کہ ایک دستہ سواروں کا بڑے زرق برق سے ایک کوتل گھوڑا ہمراہ لیے چلا آتا ہے جب قریب آئے تو ایک سوار نے کہا کہ انوار الحسن آؤ۔ یہ سنتے ہی وہ اُس گھوڑے پر سوار ہو کر اُڑے اور ہماری نظروں سے غائب ہو گئے۔ ہم نے چلا کر والدہ صاحبہ سے کہا کہ بھائی انوار الحسن کو آسمانی سوار اُڑا کر لے گئے۔ والدہ نے فرمایا چپ چپ شور نہ مچا پہلے بھی کئی بار ایسا معاملہ ہو چکا ہے۔ بلکہ ایام شیر خواری میں بھی بار بار میری نظروں سے غائب ہو کر پھر آ جاتے تھے۔ لیکن ہم نے اس روز کے بعد پھر بظاہر گھر میں آتے نہیں دیکھا البتہ شب جمعہ کو چھپ کر والدہ صاحبہ سے مل جاتے تھے۔ ایک بار والدہ صاحبہ نے اُن سے کہا کہ اپنے والد سے بھی تو ملو وہ تمہارے مشتاق دیدار ہیں۔ کہا بہت اچھا بلائیے۔ حضرت والد تشریف لائے اور فرمایا کہ میاں تم نے تو صورت دکھانی بھی چھوڑ دی کہاں رہتے ہو۔ عرض کیا کہ میرا مسکن و مقام دیکھئے گا۔ فرمایا کہ اچھا والد اور والدہ دونوں کی آنکھیں بند کرائیں۔ پھر جو کھولیں تو ایک دلکشا باغ دیکھا۔ نہریں لبریز' سبزہ لہلہاتا' پھول کھلے ہوئے' درخت میوہ سے لدے ہوئے' مرغانِ خوش الحان نغمہ سنج عمارتیں خوشنما ہیں۔ ع

مبارک منزلے فرخندہ جائے

سات دن اسی باغ میں پھرتے رہے۔ نہ کہیں اس کا آغاز ملا نہ انجام نہ انوار الحسن کا نشان نظر آیا۔ جب بھوک لگتی میوے کھاتے نہروں کا پانی پی لیتے' جس مکان میں جی چاہتا رات کو سو رہتے۔ آٹھویں دن میاں انوار الحسن بھی ہنستے ہوئے آئے اور کہا۔

Marfat.com

حضرت میں یہاں رہتا ہوں۔فرمایا کہ تم ہم کو چھوڑ کر کہاں چلے گئے تھے۔آج شکل دکھلائی ہے۔ہم آدمیوں میں رہنے والے یہاں آٹھ دن تنہائی میں گزرے بھلا گھر کے لوگ کیا کہتے ہوں گے۔ہم کو تو جہاں سے لائے ہو وہیں پہنچا دو۔اب ہمارا دل گھبرا گیا۔کہا کہ بہت اچھا آنکھیں بند فرمایئے۔پھر جو آنکھیں کھولتے ہیں تو وہی وقت ہے وہی تاریخ وہی اپنا گھر۔حیران ہوئے کہ الٰہی یہ آٹھ دن کہاں سے آئے جو ہم نے باغ میں گزارے غرض بھائی انوار الحسن زمرۂ ابدال میں سے تھے اور اسی قسم کے لوگ قطب الاقطاب و حضر وقت ہوا کرتے ہیں۔

◎◎◎

حبسِ دم کی بھائی پر آزمائش

(۱) ایک روز ارشاد ہوا کہ زمانہ طفلی میں ہم کو ایک سنیاسی نے جڑ تازی کیالی ۱ (کیالی یعنی حبس دم یہ دو قسم ہے ایک چتین تاڑی اور دوسرے جڑ تاڑی۔چتین تاڑی وہ ہے کہ بسبب حبس دم کے رُوح دماغ میں آجاتی ہے، لیکن ہوش و حواس درست رہتے ہیں۔اور جڑ تاڑی میں ہوش و حواس مفقود ہو جاتے ہیں۔) کی تعلیم کی اس شغل میں حواس ظاہری مفقود ہو جاتے ہیں اور رُوح و دماغ میں آجاتی ہے جس خیال میں انسان بیٹھتا ہے اسی میں رہتا ہے۔جب ہم کو مشق ہو گئی تو ایک دن خیال آیا کہ دیکھیں تو دوسرے پر بھی اس کا اثر ہوتا ہے یا نہیں۔ہم نے اپنے بھائی کو جو والدہ صاحبہ کلاں سے تھے کیالی چڑھائی۔وہ بالکل بے ہوش ہو کر بشکل مُردہ گر پڑے۔اتارنا ہم کو آتا نہ تھا۔نہایت حیرانی دامن گیر ہوئی کہ اب کیا علاج کریں۔والدہ صاحبہ کلاں کو خبر ہوئی مضطرب ہو کر تشریف لائیں اور فرمایا کہ ایک تو گیا ہے دوسرا ابھی چلا۔لوگ گمان کریں گے اس نے بھائی کو مار ڈالا ہے۔ایک پیالہ دہی کا لا کر اس کے سامنے گرا دیا۔جو آن کر پوچھتا اس سے فرماتیں کہ نہیں معلوم کیا ہوا دہی کھا کرتے کی ہے۔میں گھبرا کر اس سنیاسی فقیر کے پاس گیا اور سارا حال بیان کیا۔انہوں نے بہت

Marfat.com

ملامت کی اور کہا کہ کیا تم کو اس واسطے یہ عمل سکھلایا تھا کہ لوگوں کا تماشہ دیکھو۔ ہم نے تو اس لیے سکھلایا تھا کہ یادالٰہی میں مشغول رہو گے۔ خبردار پھر ایسی حرکت نہ کرنا۔ یہ کہہ کر ہمارے گھر آئے اور بھائی کے سر پر مشکیں چھڑوائیں۔ جب تیسری مشک کی نوبت پہنچی تو اُٹھ بیٹھے۔ پھر ہم نے بھائی سے بیہوشی کی کیفیت دریافت کی۔ کہا میں تو زندہ تھا اور تم سب کو پکار پکار کے کہتا تھا کہ میں زندہ ہوں۔ تم گھبراؤ مت، میں کنویں میں پڑا ہوں مجھ کو نکال لو، لیکن تم سنتے نہ تھے اور مجھے کسی طرح کی تکلیف بھی نہ تھی۔ اس دن سے ہم نے توبہ کر لی کہ پھر ایسا کام ہرگز نہ کریں گے۔

◎◎◎

درخت بھی جل کر خاک ہو گیا

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہمارے وطن کے چمار کا لڑکا دریا کنارے سے جا کر پڑھا کرتا تھا۔ ہم نے دریافت کیا اس نے کہا میاں صاحب ایک منتر سدھ کرتا ہوں ہم نے کہا کہ جس روز تیرا منتر سدھ ہو ہم کو بھی ساتھ لے چلنا۔ وہ ایک رات کو آیا اور ہم کو ساتھ لے گیا۔ دریا کے کنارے پہنچ کر موہن بھوگ اور چاول وغیرہ پکائے۔ بھینٹ دی پوجا کی اور منتر پڑھ کر فارغ ہوا۔ دونوں گھر چلے۔ میں نے کہا کہ اب اس کا تماشا تو دکھا۔ اس نے کنکر پڑھ کر ایک درخت پر ماری نیچے سے اوپر تک آگ لگ اُٹھی۔ اور جل کر خاک سیاہ ہو گیا۔ یہ طرفہ ماجرا دیکھ کر ہم نے کہا۔ کہ اب تو ایک کنکر ہمارے اوپر مار۔ اس نے اوّل تو بہت انکار کیا مگر کہنے سننے سے مجبور ہو کر بولا لو ہوشیار ہو جاؤ۔ ہم نے یَا شَیخ عَبدُ القَادِر جِیلَانِی شَیئًا لِلّٰہِ کہہ کر اپنے گرد حصار کھینچ لیا۔ اس نے کنکر مارا کچھ نہ ہوا، دوسرا اور مارا، تیسرا مارا کچھ بھی نہ ہوا۔ پھر تو ہم حصار کو توڑ کر باہر نکل آئے کہ یہ بھروسہ اچھا نہیں۔ اس چمار سے کہا کہ بھلا اب تو کنکر پھینک۔ اس نے غصہ میں آ کر ایک اور مارا تو وہ کنکر ہمارے سینے پر ان کر ایسا لگا جیسے لٹھ لگتا ہے۔ پھر ہمارے سینے پر سے اُچٹ کر اس کی پیشانی پر جا لگا وہ اوندھے

Marfat.com

منہ گرا اور تمام سوراخہائے جسم سے خون جاری ہو گیا۔ ہم نے دوڑ کر اس کے باپ کو اطلاع دی وہ اپنے لڑکے کو اٹھا کر ہمارے نانا محمد حیات صاحب کی خدمت میں لایا۔ نانا صاحب نے مجھ سے کیفیت دریافت فرمائی۔ میں نے حال مفصل بیان کر دیا۔ آپ نے مجھ کو دو تین طمانچہ لگائے۔ اس وقت ہماری عمر کوئی دس بارہ برس کی تھی۔ پھر فرمانے لگے کہ شیخ عبدالقادر کیا تیرے لیے دوربین لگائے بیٹھے ہیں کہ ہم درم تاکتے رہیں گے یا ہر وقت تیرے ساتھ پھریں گے۔ خبردار تم جانو گے جو پھر ایسا کیا۔ اگر یہ مر جاتا تو کیا علاج ہوتا۔ غرض ہم کو مارا پیٹا اور بہت سرزنش کی۔ تب حضرت کا غصہ فرو ہوا۔ پھر سورۂ مزمل دم کر کے اس کو پانی پلایا اور نہلایا۔ کئی دن بعد وہ اچھا ہوا۔ واقعی سورۂ مزمل شریف میں یہی تاثیر ہے۔

◎◎◎

عمل پڑھتے ہی ایک روپیہ روز مل جاتا

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہماری عمر دس بارہ برس کی تھی کافیہ کا سبق پڑھ کر گھر کو آتے تھے راہ میں ایک فقیر ملے۔ سبق وغیرہ کی کیفیت پوچھی۔ پھر فرمایا ہم تم کو ایک آیت بتلاتے ہیں، گیارہ دن تک پڑھو ہم نے کہا بہت اچھا۔ پھر آیت کریمہ باموکلات بتائی اور کہا کہ رات کے وقت تنہا مکان میں حصار کر کے پڑھنا اور چراغ کی لو کو دیکھتے رہنا۔ ہم نے ایسا ہی کیا۔ اوّل روز تو کچھ معلوم نہ ہوا اور دوسرے دن دو شیر جھینگے کے برابر چراغ کی لو پر لڑتے ہوئے نظر آئے۔ تیسرے دن چوہے کے برابر، چوتھے روز بلی کے برابر پانچویں دن کتے کے برابر ہو گئے۔ اس وقت چراغ گل ہو گیا اور کوٹھڑی کا دروازہ کھل گیا۔ ہم ڈر کے بھاگے اور بڑی والدہ کی گود میں جا چھپے۔ اس وقت کچھ ہوش نہ رہا، اور بخار چڑھ آیا۔ صبح کو فقیر صاحب خفا ہوتے ہوئے آئے کہ تم نے عمل خراب کر دیا۔ نانا صاحب نے فرمایا شاہ جی آپ ناحق ناراض ہوتے ہیں اگر عمل کرانا منظور تھا تو آپ اس کے پاس بیٹھے ہوتے۔ بھلا یہ عمر اور جلالی عمل۔ اگر آپ ہم کو بتائیں تو دیکھو پورا کرتے ہیں یا نہیں۔ یہ سُن کر فقیر کا

غصہ دھیما ہوا اور ہم سے کہا کہ اُٹھو ہم تم کو ایک چیز بلا محنت دیتے ہیں۔ الگ لے جا کر یہ قطعہ بتلایا ۔

اے کریمیکہ از خزانہ غیب گبرو حال دار تر سا وظیفہ خود داری
دوستاں را کجا کنی محروم تو کہ بادشمنان نظر داری

اور کہا اس کو سوتے وقت تین بار پڑھ لیا کرو صبح کو ایک روپیہ مل جایا کرے گا۔ ہم نے پڑھا تو صبح کو ایک روپیہ پایا۔ اور والدہ صاحبہ کو دے دیا۔ تیسرے روز انہوں نے دریافت فرمایا کہ تم ہر روز روپیہ کہاں سے لاتے ہو۔ ہم نے اصل حال کہہ دیا۔ فرمایا کہ اچھا تم ہم کو اجازت دو۔ ہم نے اجازت دے دی۔ ان کو ایک روپیہ روز ملنے لگا۔ پھر والدہ نے فرمایا کہ اپنے والد کو بھی اجازت دو۔ والد نے کہا ایسا نہ ہو سب سے اس کی تاثیر جاتی رہے۔ چنانچہ یہی ہوا میں نے والد کو بھی اجازت دے دی۔ اگلے روز کو کسی کو کچھ نہ ملا۔ جناب دادا صاحب نے بھی یہ تمام قصہ سُنا مجھ کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ ہم تو سمجھے تھے تم نے کوئی کمال راہِ فقر کا حاصل کیا ہوگا۔ یہ کیا بڑی بات ہے جو تم نے سیکھی تھی۔ آج رات کو یہ شعر پڑھ کر سونا ۔

کریما بہ بخشائے برحال ما کہ ہستم اسیرِ کمندِ ہوا

یہ عمل کیا تو پانچ روپے روز ملنے لگے تیسرے دن دادا صاحب نے فرمایا کہ تم ہزار آدمیوں کو ہر روز اجازت دو گے تب بھی اس عمل کی یہی تاثیر رہے گے آؤ اب تم کو پچاس روپے روز کا عمل بتائیں:

عَزَّمْتُ عَلَيْكَ يَا شَمْسَائِيلُ يَا قُدُّوْسُ يَا رَزَّاقُ
يَابَاسِطُ يَا وَكِيْلُ يَا مَيْمُوْنَةُ بِسَرِيْعَةِ يَا مَعَاشِرَ
الْاِنْسِ وَالرَّمَنِ تَحْضَرُوْ بِحَقِ كَا جَائِيْلُ ۔ بِحَقِ
اَسْمَآءِ الْحُسْنٰى وِ بِحَقِّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ

Marfat.com

یَاھَمْ یَاھَمْ یَاھَمْ نُوْرَائِیْلُ

اس عمل کو بھی کیا تو فی الحقیقت ٹھیک پایا۔ پھر دادا صاحب نے فرمایا کہ آئندہ یہ عمل نہ کرنا فقیر کو نان جویں بس ہے ہاں اشد ضرورت ہو تو مضائقہ نہیں اور اگر تم شہنشاہی چاہتے ہو تو ایک عمل ہماری آبائی میراث ہے لیکن فقیری بغیر رضا و تسلیم کے حاصل نہیں ہوتی وہ عمل یہ ہے:۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِکْرَامِ یَا کَافِیْ یَا شَافِیْ یَا هَادِیْ یَا لَطِیْفُ یَا بَاقِیْ اَجِبْ یَا رُوْقَآبِیْلُ اَنْتَ وَخُدَّامِكَ مِنَ الرُّوْحَانِیَّةِ السَّمَاوِیَّةِ وَالْاَضِیَّةِ اَنْتَ یَا مَذْهَبُ سَامِحًا مُطِیْعًا بِحَقِّ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَ بِحَقِّ مٰلِكِ الْغَالِبِ عَلَیْكُمْ اَمْرُهٗ اَبْجُ وَبِحَقِّ لِطَحْطِیْلٍ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۔ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝ اَقْسَمْتُ عَلَیْكُمْ یَا كَزْ كَزْسَیَائِیْلُ سَخِّرْ لِیْ قُلُوْبَ جَمِیْعِ بَنِیْ اٰدَمَ وَ بَنَاتِ حَوَّا بِحُرْمَتِ سَیِّدِكَ كَهُوْذَفٍ و بُوْشٍ اَنْتَ جِیْئْ بِالسَّمَآءِ وَتَحْتِ تَحْضَرُوْ اَتَحْضَرُوْ الْمُسْتَخْرَاتِ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ یَا قَادِرَ الْمَلَكُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ وَ اِلَاهُوْتِ وَالْهَاهُوْتِ سَخِّرْلِیْ

Marfat.com

قُلُوْبَ کُلِّ شَیْءٍ وَ بِکُلِّ شَیْءٍ بِقَدْرِہٖ وَ بِعَظْمَتِہٖ
بِحَقِّ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ○
وَبِحَقِّ لَآ اِلٰـہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ
الظّٰلِمِیْنَ ○

◎◎◎

اپنے اوپر ہی عاشق ہو گیا

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب حضرت قبلہ گاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی تبدیلی دہلی کو ہوئی تو مجھ کو بھی وطن سے طلب فرمالیا اور مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمتہ اللہ کی خدمت میں سپرد کر دیا۔ ایک لڑکا رسالدار بہادر کا ہمارا ہم عمر و ہم سبق تھا۔ اور چونکہ حضرت والد ماجدار اور رسالدار میں واسطہ اتحاد تھا اس لیے ہم دونوں میں بھی انس ہو گیا۔ ایک دن لڑکے نے پچاس روپے بطور قرض مانگے۔ میں نے دے دیئے۔ کیونکہ حضرت قبلہ کی تنخواہ میرے پاس رہتی تھی اور اس امر کی اطلاع بھی حضرت کو کر دی۔ فرمایا کہ خوب کیا لیکن اس سے لینا نہیں۔ دو مہینے بعد وہ روپیہ لایا میں نے انکار کیا۔ اس نے اپنے والد سے کہا وہ خود لے کر آئے۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ سال دار صاحب بچوں کے معاملے میں آپ کیوں پڑتے ہیں وہ آپس میں بھگت لیں گے۔ میں نے نہ روپیہ دیا نہ آپ سے لوں۔ خیر حساب دوستاں دردل سمجھ کر وہ چپ ہو رہے مگر وہ روپیہ بصورت تحائف ادا کیا۔ وہ لڑکا ہمارا یار نہایت حسین وجمیل آدمی تھا۔ یہاں تک کہ اپنے حسن صورت پر آپ فریفتہ ہو گیا۔ ایک دن کیا دیکھتا ہوں کہ آئینہ روبرو ہے اور آٹھ آٹھ آنسو رو رہا ہے۔ میں نے پوچھا کیوں بھائی خیر ہے۔ بولا کیا کہوں مجھ کو اپنی صورت پر آپ پیار آتا ہے اگر دوسرے پر عاشق ہوتا تو بھلا اس کو گلے

Marfat.com

سے تو لگا سکتا تھا۔ اب خود ہی عاشق خود ہی معشوق کروں تو کیا کروں۔ میں نے کہا کہ یہ تو کچھ بڑی بات نہیں تم آئینہ میں اپنے آپ کو دیکھو اور میری چھاتی سے الگ جاؤ ہنسنے لگا اور کہا کہ بھائی تم کو تو ہر وقت دل لگی ہی سوجھتی ہے۔ تمہارے بلا سے کوئی مرے یا جیے۔ پھر آئینہ پھینک کر کھڑا ہو گیا۔

◎◎◎

ذرا سی دیر میں تین سو برس گزر گئے

ایک روز ارشاد ہوا کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب سے ہم سبق پڑھتے تھے کہ ایک شخص امیرانہ لباس پہنے ہوئے آیا اور عرض کی کہ میری سرگزشت سننے کے قابل ہے حضرت میری عقل کام نہیں کرتی حیران ہوں کیا کروں اور کہاں جاؤں۔ آپ کی خدمت میں اس لیے آیا ہوں کہ جو ارشاد ہو بجالاؤں۔ لکھنؤ کا باشندہ اور روزگار پیشہ آدمی تھا۔ ایک دفعہ بے کاری کے باعث گھر پر تنگی سے گزرنے لگی۔ ارادہ کیا کہ کہیں باہر نکل کر تلاش کروں سرمایہ کم رہ گیا تھا۔ تھوڑا سا زادراہ لے کر اودے پور کو چلا۔ اثنائے راہ میں ریواڑی آئی۔ اس زمانے میں وہاں صرف ایک سرائے اور تکیہ آباد تھا۔ اس سرائے میں چند بھٹیاریاں اور دو ایک کسبیاں رہتی تھیں۔ میں سرائے میں اترا اور گھوڑا باندھ کر خاموش و متفکر چارپائی پر جا بیٹھا۔ کیونکہ خرچ پاس نہ تھا اتنے میں ایک کسبی آئی اور کہنے لگی کہ میاں جوان کس فکر میں بیٹھے ہو کھانے دانے کا سامان کیوں نہیں کرتے۔ میں نے کہا ابھی ہارا تھکا آیا ہوں ذرا ستالوں تو کچھ بندوبست کروں وہ چلی گئی اور ذرا دیر بعد پھر آئی کہ اب کیا دیر ہے۔ میں نے پھر وہی جواب دیا۔ تیسری بار پھر آئی اور بولی کہ یہ کیا بات ہے گھوڑا اٹا پتا ہے اور تم کو کچھ فکر نہیں۔ ناچار جو بات تھی میں نے سچ سچ کہہ دی کہ کوڑی گرہ میں نہیں رہی اب گھوڑا یا ہتھیار بیچتا ہوں تو نوکری کیسے کروں گا اور یہ نہ کروں تو خرچ کہاں سے لاؤں۔ وہ چپکی چلی گئی اور دس روپے لا کر میرے حوالے کیے کہ لو یہ روپیہ، میں نے چرخہ کات کر اپنے کفن دفن

کے لیے جمع کیا ہے آپ کو قرض حسنہ دیتی ہوں۔ جب خدا تم کو دے ادا کر دینا۔ غرض میں وہ روپیہ خرچ کرتا ہوا اودے پور پہنچا۔ وہاں جھٹ پٹ نوکری مل گئی اور کچھ ایسا فضلِ ربی ہوا کہ پانچ ہی برس میں امیر کبیر بن گیا۔ پھر تو حشمِ خدا ہا تھی' گھوڑے سب ٹھاٹھ امیرانہ مہیّا تھا۔ گھر سے خط آیا کہ لڑکا جوان ہوگیا' بیٹی والے بھی تقاضا کرتے ہیں۔ جلد آن کر شادی کا سامان کرو۔ میں راجہ سے رخصت لے کر بڑے ٹھاٹ سے چلا اور ریواڑی کی طرف کو روانہ ہوا۔ اسی سرائے میں اترا تو کسی کا حال دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ وہ مہینہ بھر سے بیمار اور کوئی دم کی مہمان ہے۔ جب اس کے پاس پہنچا تو میرے سامنے جان بحق ہوگئی۔ تجہیز و تکفین کی اور اپنے ہاتھ سے اس کو قبر میں اُتارا اور دفن کر کے چلے آئے۔ جب آدھی رات گزری تو خیال آیا کہ جیب میں پانچ ہزار کی ہنڈوی تھی دیکھا تو ندارد بڑی پریشانی ہوئی' سوچتے سوچتے ذہن میں گزرا کہ ضرور اس قبر کے اندر ہنڈوی گری۔ پلنگ سے اُٹھ سیدھا قبرستان میں پہنچا اور قبر کھود ڈالی۔ کیا دیکھتا ہوں نہ وہا میّت ہے نہ ہنڈوی۔ ہاں ایک طرف کو دروازہ سا نظر آتا ہے اس کے اندر چلا گیا۔ نہایت پر فضا و دلکشا باغ نظر آیا۔ اس میں ایک مکان عالیشان ہے فرش وفروش سے آراستہ اور ایک عورت نہایت حسین و مہ جبین بیٹھی ہے۔ دل میں خیال آیا یہ تو کسی شہزادی کا مکان ہے۔ ایسا نہ ہو کوئی مجھے روکے ٹوکے جھجھک کر قدم پیچھے ہٹایا ہی تھا کہ اس کے گرد جو پرستارہ غلام دست بستہ کھڑے تھے ایک میرے پاس آیا اور بُلا کر لے گیا۔ اب وہ عورت کہتی ہے کہ تم نے مجھے پہچانا نہیں۔ میں نے کہا نہیں۔ کہا اجی میں وہ ہی تو ہوں جس نے تمہاری ہنڈوی بھی موجود ہے جو قبر میں گر پڑی تھی۔ اب دیر نہ کرو جلد چلے جاؤ۔ میں نے کہا کہ ذرا یہاں کی سیر تو کرلوں وہ بولی کہ یہاں کی سیر قیامت تک بھی نہ کرسکو گے۔ اتنی ہی دیر میں دنیا کے اندر کیا سے کیا ہوگیا ہوگا بس تم جاؤ۔ خیر میں اس کے کہنے کے موافق چلا آیا۔ شاید کوئی تین گھڑی کا عرصہ لگا ہو' قبر سے باہر نکل کر دیکھتا ہوں تو زمانے کا رنگ ہی کچھ اور ہے۔ نہ وہ تکیہ نہ وہ سرائے نہ وہ آدمی نہ وہ بستی۔ سرائے کی جگہ پر ایک شہر آباد ہے۔ پہلا حال جس سے پوچھتا ہوں وہ مجھ کو دیوانہ بتلاتا ہے اور کہتا ہے میاں خیر ہے۔ کیسی سرائے اور کون امیر

اے ہم نفس نہ پوچھ عبث ہے کہاں سرائے　　ہم ہیں مسافر اور جہاں کارواں سرائے

آخر ایک آدمی نے کہا کہ چلو میں تم کو ایک بزرگ کے پاس لے چلوں شاید ان سے کچھ پتا لگے وہ بڑا معمر آدمی ہے۔ میرا حال سُن کر اس نے بحرِ تفکر میں غوطہ لگایا اور بہت تامّل کے بعد کہا کہ ہاں کچھ کچھ مجھ کو یاد ہے۔ میرے پر دادا فرمایا کرتے تھے کہ اگلے زمانے میں یہاں صرف ایک سرائے تھی اور اس میں ایک کسی آباد تھی ایک امیر آن کو ٹھہرا اور اس کسی کا گور و کفن کیا۔ مگر آدھی رات کو وہ بھی غائب ہو گیا تھا پھر اس کا کچھ پتہ نہ لگا۔ ہمراہی رو پیٹ کر چلے گئے۔ اس بات کو کوئی تین سو برس کا عرصہ گزرا ہوگا۔ جب میں نے حال بیان کیا کہ وہ امیر میں ہوں تو لوگ میرے گرد جمع ہو گئے اور حیرت کرنے لگے۔ اب مجھ کو خبط سا ہو گیا نہ گھر ہے نہ در جاؤں تو کہاں جاؤں اور اس ہنڈوی کو کیا کروں۔ شاہ صاحب نے کہا کہ بے شک وہاں کی گھڑی یہاں کی ایک صدی ہوتی ہے۔ اب بیت اللہ کو چلے جاؤ اور باقی عمر یادِ الٰہی میں گزار دو' چنانچہ ان کو خرچ دے کر مکہ معظمہ کو روانہ کر دیا۔

◎◎◎

عمل بتلا کر لڑکا شہید کر دیا

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم پٹیالہ میں فضل امام صاحب سے پڑھتے تھے تب بھی فقیروں کی تلاش و طلب رہتی تھی اور ہمارا ایک ہم سبق بھی اس مرض میں مبتلا تھا۔ سنا کہ راجہ کے فیض خانے میں ایک سالک مجذوب رہتے ہیں جعفر شاہ ان کا نام ہے ہم دونوں جس وقت سبق سے فراغت پاتے ان کی خدمت میں جاتے یوں ہی برس دن گزر گیا ایک دن ہمارے ہم سبق نے ان سے کہا کہ حضرت آج تو سلطان الاذکار کی اجازت دے دیجیے اس وقت جذب کی حالت تھی تین بار ران پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ جاؤ اجازت ہے تھوڑی دیر بعد اس طالب علم کے بدن میں اثر ظاہر ہونے لگا۔ پہلے تو کچھ لرزہ سا محسوس ہوا پھر وہ نفخہ صور کی طرح بڑھتا گیا تمام جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہم سے کہا کہ دیکھو مولوی

Marfat.com

صاحب کو اس بات کی خبر نہ ہونے پائے اثنائے راہ میں ہر بن ومنہ سے خون ٹپکنے لگا۔ بہزار دقت اس کو مکان پر لائے مولوی صاحب کو خبر ہوئی حکیم صاحب کو بلوایا کہا کہ ان کے قلب پر صدمہ پہنچا ہے اور حرارت شدید ہے قرابہ کے قرابہ گلاب وکیوڑے پلا دیئے مگر کچھ افاقہ نہ ہوا۔ ع

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی!

ہر رگ وپے سے ایک آواز نکلنے لگی۔ گھنٹے بھر کے بعد دونوں طرف کی شہ رگیں پھٹ گئیں اور جان بحق ہوئے۔ مگر خون اور آواز ولرزہ بند نہ ہوا۔ مولوی صاحب نے ہم سے پوچھا کہ اصل ماجرا کیا ہے۔ ہم نے سارا حال کہہ سنایا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ میاں پہلے سے کیوں نہ کہا۔ خیر اب کیا ہوتا ہے منظور خدا یہی تھا۔ مرضی مولا از ہمہ اولیٰ غرض نہلا دُھلا اور کفن پہنا جنازہ جعفر شاہ کے سامنے لے گئے اور مولوی صاحب نے کہا کہ میاں صاحب یہ کیا کیا۔ بولے میں کیا کروں تمہارے سے یہ دو منڈے [1] (منڈے لڑکوں کو کہتے ہیں۔) روز آن کر مجھ کو ستاتے اور انگلی کرتے تھے آج میری زبان سے بھی ایک بات نکل گئی اب لے جاؤ۔ مولوی صاحب نے کہا کہ حضرت یہ خون کا بہنا اور بدن کا ہلنا تو بند ہو جائے۔ فرمایا کہ بس صاحب یہ تو قیامت تک یوں ہی رہے گا۔ ایسے شہیدوں کا کہیں خون بند ہوتا ہے۔ آخر لے جا کر دفن کر دیا۔ مولوی صاحب پھر جعفر شاہ صاحب کے پاس آئے اور ہماری طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس لڑکے کو کہیں نہ مار ڈالنا بولے صاحب میں کیا کروں یہ روز آن کر چھیڑتے ہیں۔ ان کو منع کرو۔ گو یہ واقعہ روبرو گزرا اور مولوی صاحب نے بھی منع فرمایا۔ مگر ہم نے بھی ان کے پاس کا جانا نہ چھوڑا۔ وہ بھی ہمیشہ التفات فرماتے رہے۔ ایک بار حضرت قبلہ غلام علی شاہ صاحب کے ایک خلیفہ آ گئے۔ ہم سے پوچھا کہ یہاں کوئی کامل فقیر بھی ہے۔ ہم نے کہا کہ ہاں چلیے۔ ہم ان کو جعفر شاہ صاحب کے پاس لے گئے اور کہا کہ لو حضرت آج ایک اور شکار لایا ہوں۔ فرمایا کہ اچھا بیٹھ جاؤ۔ باتیں ہونے لگیں۔ خلیفہ صاحب بولے کہ حضرت میرے لطائف جاری نہیں ہوتے۔ آپ نے کہا کہ نہیں ہوتے۔ یہ کہہ کر اپنے ہاتھ کو چکر دینا شروع کیا اور کہنے لگے کہ چل بے چل یہ کہنا تھا

Marfat.com

کہ خلیفہ جی قلب کو پکڑ کر لوٹ پوٹ ہو گئے۔ہم نے کہا میاں صاحب کہیں ان کو بھی مار ڈالو گے۔بولے کہ خوب ہوا جو تم نے یاد دلا دیا۔خیر آئندہ یوں مناسب ہے کہ ہمیشہ چپ چاپ ہمارے سامنے آ کر بیٹھ جایا کرو۔خواہ ہم تمہاری جانب مخاطب ہوں یا نہ ہوں۔ہم نے کہا کہ ہاں یہی طریقہ تعلیم کا ہے۔غرض اُن خلیفہ صاحب کو تعلیم فرما کر رخصت فرمایا۔

◎◎◎

سفید پھول کے ذریعہ کایا کلپ

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہمارے والد ماجد کا رسالہ دہلی سے تبدیل ہو کر لکھنو میں پہنچا اسی دن صبح کے وقت شیخ امان اللہ جن کی عمر ساٹھ ستر برس سے کم نہ ہو گی جنگل میں رفع حاجت کے لیے گئے۔ایک بوٹی میں سفید ی پھول دیکھا۔بیٹھے بیٹھے توڑ لیا اسی وقت دوسرا نکل آیا اس کو بھی توڑ لیا۔غرض سات پھول نکلے اور ساتوں توڑ لیے آن اثار سے تاڑ گئے کہ ہو نہ ہو یہ اکسیر کی بوٹی ہو۔جب قضائے حاجت کر چکے تو بوٹی کو اکھیڑ معہ پھولوں کے چٹ کر گئے۔مکان پر آئے تھوڑی دیر گزری تھی کہ جسم سوجنے لگا۔دو پہر میں دم سم ہو گئے۔انگریز کو خبر پہنچی ڈاکٹر آیا سب قصہ سنایا۔اس نے پوچھا تکلیف تو نہیں معلوم ہوتی۔کہا کچھ نہیں بلکہ دل کو ایک فرحت سی ہے۔اس نے کہا کہ ابھی علاج کی کچھ ضرورت نہیں شام تک دیکھنا چاہیے۔جب ظہر کا وقت ہوا تو جسم پھٹا اور اس کے اندر سے ایک گابھا سا نکل آیا۔آدمی دوڑے ڈاکٹر صاحب کو لائے اس نے اس گابھے کو روئی کے پہلوؤں میں رکھوا دیا اور غذا کے لیے مُرغ کا شوربہ تجویز کیا۔بعدہ ایک جلاب دیا جس میں سیاہ سُدّے نکلے۔ہفتہ بھر میں نہایت صاف وسُرخ وسفید جسم ہو گیا۔یہ تماشا دیکھ کر سب آدمی حیران ہو گئے تو شیخ امان اللہ ساٹھ برس کے سفید ریش بوڑھے تھے یا پندرہ برس کے نوجوان سبزہ آغاز بن گئے۔سبحان اللہ ذرا سی بوٹی میں یہ تاثیر ۔

کیسی کیسی ہے عناصر میں بھی صورت بازی ‏ ‏ ‏ ‏ شعبدے لاکھ طرح کے ہیں انہیں چاروں میں

Marfat.com

یہ جہاں ہے عجیب تماشا گاہ ہر تماشا یہاں نیا دیکھا

پھر انگریز نے حکم دیا کہ اس بوٹی کو تلاش کرو۔ تمام لشکر جستجو کے لیے دوڑ پڑا۔ سارا جنگل چھان ڈالا کسی کو پتہ نہ ملا۔ اس تلاش میں لوگوں کا عجب حال ہوا۔ جہاں کسی بوٹی میں سفید پھول دیکھا توڑ کر کھا گئے۔ ایک شخص کی جو شامت آئی تو ایسی بوٹی کھا گیا کہ اس کے اثر سے تمام دانت گر پڑے۔

◎◎◎

تانبے کی دیگ اصلی سونے کی بن گئی

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب مولوی فضل امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا۔ تو ہمارا دل بہت گھبرایا پڑھنا ترک کر کے وطن کو چلے گئے۔ اس زمانے میں ہماری عمر اٹھارہ برس کی تھی۔ حضرت والد نے پھر اپنے پاس دہلی بلا لیا ان کی خدمت میں رہنے لگے چند روز کے بعد ایک فقیر صاحب پنجاب سے تشریف لائے اور ایک سوداگر کے مکان پر ٹھہرے۔ ہماری ملاقات بھی ان سے ہو گئی۔ چھ مہینے بعد فقیر صاحب کا بیٹا پنجاب سے آیا اور کہا کہ ہمشیرہ کی شادی ہے چلیے۔ وقت روانگی سوداگر نے ایک ٹٹو اور سو روپیہ نقد ایک عمدہ جوڑا کپڑوں اور کچھ زیور ان کی بیٹی کے واسطے دیا۔ فقیر صاحب بہت خوش ہوئے سوداگر سے سیر بھر آنولہ سار گندک منگائی اور لے کر ہمارے مکان پر آئے اور کہا کہ هَلْ جَزَآءُ الْاِنْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ اُس سوداگر نے ہمارے ساتھ سلوک کیا ہے ہم بھی اس کا بدل کرنا چاہتے ہیں۔ ہم کو جنگل میں اپنے ساتھ لے گئے اور ایک بوٹی کا عرق گندھک میں ڈال کر پیالہ دھوپ میں رکھ دیا گھنٹے بھر میں تیل نکل آیا۔ تیل لا کر سوداگر کے حوالے کیا کہ بوتل میں بند کر کے بحفاظت رکھو تمہارے کام آوے گا۔ پھر فقیر صاحب تو اپنے وطن کو چل دیئے۔ سوداگر نے ایک کپی میں بھر کر اسی حجرہ میں لٹکا دیا جہاں وہ میاں صاحب رہا کرتے تھے۔ سال بھر کے بعد میاں صاحب آئے۔ تیل کی کیفیت پوچھی تو تیل کپی کو توڑ کر نکل گیا تھا اور

قدرے زمین تر تھی۔ بہت افسوس کیا ہمارے پاس آئے اور شکایت کرنے لگے کہ دیکھو اس بیوقوف سوداگر نے کیسی بے قدری کی ہے۔ آؤ اس کو کچھ تماشا دکھائیں۔ ہم نے کہا کہ میاں صاحب آپ بدنام ہو جائیں گے۔ اور یہاں سے بھاگنا پڑے گا۔ لیکن انہوں نے نہ سُنا۔ آخر دو بڑی بڑی دیگیں منگوائیں اور کہا کہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ کی گیارہویں کرتا ہوں۔ وہ مٹی کھودی جس پر تیل گرا تھا کچھ پانی میں گھول کر دیگوں پر مل دی اور باقی دریائے جمن میں پھنکوا دی۔ جب دیگوں کے نیچے آگ دی گئی تو ایک دیگ سفید خاکستر ہو کر بیٹھ گئی اور دوسری خالص کندن بن گئی۔ وہ خاکستر کہ تمام اکسیر اعظم تھی دریا میں ڈال کر بھاگ گئے۔ دیگ والے کو خبر ہوئی اس نے سرکار میں اپنی دیگ کا دعوٰی پیش کیا۔ انگریز نے سوداگر سے حال پوچھا اس نے تمام قصہ سنا دیا۔ حاکم نے مدعی سے سوال کیا کہ تمہاری دیگ کاہے کی تھی۔ کہا تانبے کی۔ تب حاکم نے کہا کہ یہ دیگ تو سونے کی ہے پھر تم کیسا دعوٰی کرتے ہو۔ سوداگر کی قسمت سے سونے کی بن گئی۔ اب بجز اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ پرانی دیگوں کے عوض میں نئی لے لو۔ چنانچہ سوداگر نے نئی دیگیں دلوا دیں بہت سے فقیر اس دیگ کی خاکسترک حال سُن کر آئے۔ جب معلوم ہوا کہ دریا برد ہو گئی تو اپنا سر پیٹ لیا کہ ہائے ڈیڑھ من اکسیر جاتی رہی۔ بعد اس مفارمہ کے والد صاحب نے ہم سے دریافت کیا کہ فقیر صاحب کیا یہ نسخہ تم کو بتلا گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ ہاں وہ تیل تو میرے ہی ہاتھ سے بنوایا تھا ایک اس نسخہ کی اور ایک درود مستغاث کی اجازت مجھ کو دی ہے۔ حضرت قبلہ گاہی نے فرمایا کہ خبردار تم ہرگز نہ کرنا متوکل رہنا۔ ورنہ کہیں گرفتار ہو جاؤ گے۔ اس روز سے ہم کو تو خیال بھی اس بات کا نہیں ہوا ہمیشہ توکل پر گزار دی۔

◎◎◎

سانپوں کی بارات

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہمارے والد کا رسالہ لکھنؤ سے تبدیل ہو کر نصیر آباد کی چھاؤنی میں پہنچا تو کرنیل نے بلاکران سے کہا کہ سب آدمیوں کو ہوشیار کر دو۔ اس پریٹ پر ایک بڑا موذی سانپ رہتا ہے جس کو کاٹتا ہے کھوپڑی پھٹ جاتی ہے۔ والد صاحب نے سب لشکر والوں کو آگاہ کر دیا۔ یہ خبر سُن کر ہمارے چچا زاد بھائی میر عباس علی صاحب نے جو سواروں میں نوکر تھے والد سے عرض کیا کہ ارشاد ہو تے اس سانپ کو پکڑ دوں اور ایک تماشہ ایسا دکھلاؤں کہ کسی نے تمام عمر نہ دیکھا ہو نہ سُنا مگر آپ جرنیل صاحب سے اجازت لے دیں اور جو شے ان سے طلب کروں وہ مل جائے۔ والد نے جرنیل صاحب سے ان کی درخواست بیان کی کہا کہ بہت اچھا رسالدار ضرور اس موذی کو پکڑوا دو کیونکہ اس نے چار آدمی مارے ہیں اور میر عباس علی کو بلا کر کہا کہ جو تم مانگو گے ہم دیں گے۔ اور اگر کہو تو اس تماشے میں اور صاحب لوگوں کو بھی بلائیں۔ میر صاحب نے کہا کہ بہت اچھا جس صاحب کو جی چاہے بلا لیجیے اور پانچ من دودھ دو من کھانڈ اور سو کونڈے منگا دیجئے اور اتوار کا دن اس تماشے کے لیے مقرر کیجیے۔ الغرض اتوار کے دن سب سامان موجود ہو گیا۔ پریٹ کے گرد سارا لشکر چار رستے چھوڑ کر کھڑا کیا گیا۔ ایک طرف انگریز بھی جمع ہو گئے۔ کونڈوں میں دودھ اور کھانڈ ڈالی گئی۔ اور ان کے بیچ میں ایک چوکی نہایت پر تکلف بچھائی گئی۔ اس پر ایک پیالہ چینی کا دودھ سے لبریز ریشمی رومال سے ڈھک کر رکھ دیا گیا۔ اب میر عباس علی صاحب نے چوکی کے پاس کھڑے ہو کر جیب سے بانسری نکالی اور بجانے لگے۔ تھوڑی دیر بعد سانپوں کی آمد شروع ہوئی ہزار ہا قسم کے سانپ کے پیچھے ایک سانپ آیا نہایت خوبصورت اور سُنہرا رنگ، ڈیڑھ بالشت کا قد۔ ایک بڑے موٹے تازے سانپ پر سوار۔ اس کے چاروں طرف بیس بیس تیس تیس سانپ جلو میں تھے۔ جب قریب آیا تو سب سانپوں نے

Marfat.com

اس کو سلام کیا۔ پھر اس سانپ نے سواری سے اتر کر بھائی صاحب کو سلام کیا۔ انہوں نے چوکی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ کود کر جا بیٹھا۔ جرنیل صاحب نے دریافت کیا یہ کون ہے۔ بھائی صاحب نے بتلایا کہ یہ سانپوں کا بادشاہ ہے اور کلی ناس اسی کو کہتے ہیں۔ جرنیل صاحب نے کہا کہ اب اس کو دودھ پینے کی اجازت دیجیے۔ بھائی صاحب نے پیالہ سے رومال اُتار کر کہا دودھ پیو سب پینے لگے۔ بادشاہ بھی ناز و انداز سے ایک ایک گھونٹ پیتا اور چاروں طرف سر اٹھا کر دیکھتا جاتا تھا۔ جب سانپ پی چکے تو اس نے بھی بس کی۔ بھائی صاحب نے ریشمی رومال سے بادشاہ کا منہ صاف کیا اور کہا کہ میں نے آپ کو تکلیف اس لیے دی ہے کہ آپ ہمارے چور کو جو چار آدمی مار چکا ہے گرفتار کر دیں۔ اس نے اردلی کے سانپوں کی طرف دیکھا۔ وہ دوڑے اور ایک سبز رنگ سانپ کو پکڑ لائے۔ اس کے آتے ہی پندرہ بیس سانپ ایک گروہ میں سے نکل کر بھائی صاحب کے قدموں پر آ گرے۔ گویا وہ اپنے رشتہ دار کی سفارش کرتے ہیں۔ بھائی صاحب نے کہا چلے جاؤ اس بدمعاش کو بے سزا دیئے یہ چھوڑیں گے۔ اس کے بعد جیب سے ایک رومال نکالا اور کہا کہ دیکھو آئندہ جو ایسا کام کرے گا یہی سزا پائے گا۔ یہ کہہ کر رومال کی ایک دھجی پھاڑی۔ سانپ بھی اسی دم سر سے دُم تک چر گیا۔ پھر ایک گروہ سانپوں کا سلام کرتا ہوا اپنے اپنے مسکن کو چل دیا۔ جرنیل صاحب اور تمام انگریز اور لشکر کے سپاہی اس عجیب وغریب تماشے کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ جرنیل صاحب نے اس کے صلہ میں بھائی صاحب کو انعام دینا چاہا انہوں نے انکار کیا۔ جرنیل نے یہ تجویز کی کہ ہم لندن کو لکھتے ہیں وہاں سے تم کو اس کا صلہ ملے گا۔ وہ بولے کہ صاحب یہ کونسی بہادری ہے۔ کہیں معرکہ میں میں نے بڑھ کر تلوار چلائی یا کوئی ملک سرکار کو فتح کرا دیا جس کا انعام مجھ کو ملتا ہے۔ میں ہرگز راضی نہیں اس میں تو میری اور بھی ہتک ہے۔ لوگ طعنے دیں گے کہ انگریز لشکر میں سپیرے نوکر ہیں اور سپاہیوں کو سانپوں کے کرتب پر انعام ملتا ہے۔ اس بات کو سُن کر ہمارے والد اور سب انگریز افسر بہت خوش ہوئے جرنیل صاحب بھی اس وقت تو چپ ہو رہے مگر چار مہینے بعد ان کو جمعدار کر دیا اور ہمیشہ ان کی ترقی کا خیال رکھا۔ ایک دن ہم نے بھائی صاحب سے دریافت کیا کہ تمہیں یہ بات کس نے سکھلائی کہا کہ

ایک بنگالی فقیر ہمارے مکان پر بھیک مانگتا ہوا آیا۔ میں نے کہا کہ میاں صاحب آپ کھانا یہاں کھایا کیجیے اور کہیں بھیک نہ مانگئے۔ وہ راضی ہو گیا اور میرے پاس رہنے لگا۔ چھ مہینے بعد اس نے جانے کا ارادہ کیا اور مجھے حبس دم اور یہ منتر تعلیم کر گیا۔ اب میں ان دونوں کا عامل ہوں وہ منتر یہ ہے۔ اَرْبَعَ حَبًّا مُعطلاً هِدیٰ قَطعَ صَنعًا اگر چہ حبس دم میں یہ کامل تھے مگر اتفاق سے ایک دن پریٹ کی مسجد میں حسب عادت دو بجے رات سے چار بجے تک حبس دم کیا اور خشکی کی زیادتی سے اتار نہ سکے صبح کو تلاش ہوئی دیکھا کہ مسجد میں بے دم پڑے ہیں۔ والد بزرگوار چارپائی پر ڈال کر لے آئے۔ چونکہ ایک زمانے میں ہم نے بھی حبس دم کیا تھا اور بھائی صاحب کے راز سے آگاہی تھی۔ اس لیے تدبیر کی گئی اور سقہ کو بلا کر تین مشکیں ان کے سر پر چھوڑوائی گئیں۔ بارے اُٹھ بیٹھے اور کہنے لگے۔ کہ بہت ہی اچھا ہوا جو میں نے اپنا راز تم سے کہہ دیا تھا ورنہ چچا صاحب تو قبر میں پہنچا دیتے۔

◎◎◎

رُوس کا شہزادہ اجمیر شریف میں

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب والد کا رسالہ نصیر آباد کی چھاؤنی میں تھا تو ہم اور والد ہمیشہ پنجشنبہ کے دن عصر کے وقت حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جایا کرتے تھے۔ اس زمانہ میں، والی عہد رُوس یعنی الگزنڈر اول اس زار کا باپ جو بالفعل تخت نشین ہے وہاں کشمیری فقیر کے بھیس میں موجود تھا۔ بہت لوگ اس کے مرید بھی ہو گئے تھے۔ ہمارے والد بھی کبھی کبھی اس کے پاس تشریف لے جاتے مگر پہلی ہی ملاقات میں فرما دیا تھا کہ یہ شخص نصارٰی ہے اور فقیری کا صرف بہروپ بھر رکھا ہے۔ چھ مہینے میں ایسی محبت بڑھی کہ اگر والد ہفتہ میں ایک بار اس سے نہ ملتے تو آدمی بھیج کر بلاتا۔ اسی عرصہ میں ایک اشتہار صدر سے کمشنر اجمیر کے پاس آیا۔ جس میں لکھا تھا کہ عرصہ دو سال سے ولی عہد روس گھر چھوڑ کر نکلا ہے کہیں پتہ لگے تو اطلاع دو۔ اس کے ساتھ شہزادہ کی تصویر بھی تھی۔ مخبر بھی

Marfat.com

غضب ہوتے ہیں کسی نے پتہ لگالیا اور کمشنر کو خبر دی کہ شہزادہ فقیری بھیس میں حضرت کی خانقاہ کے اندر موجود ہے۔ کمشنر صاحب اوّل بطور میر آئے اور اس کشمیری فقیر کو تصویر سے مطابق کیا تو سر مو فرق نہ پایا۔ دوسرے دن تمام انگریز معہ رسالہ اور پلٹن کے درگاہ شریف میں آئے اور فقیر کے سامنے ٹوپیاں اتار کر کھڑے ہو گئے۔ بولا بابا خیر ہے۔ انگریزوں نے کہا کہ آپ دلی عہد روس ہیں چھاؤنی میں تشریف لے چلیے۔ پہلے تو انکار کیا لیکن جب تصویر دکھلائی تو مان گیا اور ساتھ ہولیا۔ لشکر نے سلامی اتاری بڑی تعظیم ہوئی۔ شہر روشنی کرائی گئی ملک روس کو خبر گئی کہ شہزادہ مل گیا۔ وہاں سے جہاز لینے کو آئے اکیس روز بعد اجمیر سے روانہ ہو گیا۔ اس عرصہ میں ایک دن ہمارے والد کو بلا کر دو تین گھنٹہ تک باتیں کیں اور بہت کہا کہ ہمارے ساتھ چلیئے۔ اپنے باپ سے کہہ کر آپ کو بڑا عہدہ دلاؤں گا۔ والد نے کہا بھلا میں اپنے بال بچوں کو چھوڑ کر کہاں جاؤں گذران کے لیے یہ تنخواہ بھی کافی ہے۔ شہزادہ نے کہا اچھا آپ اپنے بال بچوں کو بھی ساتھ لے چلیئے۔ خرچ ہمارے ذمہ رہا اور اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو چھ مہینے ہمارے پاس رہا کیجئے اور چھ مہینے اپنے بال بچوں میں اور اس آمد و رفت کا خرچ میں دونگا۔ تنخواہ آپ کی اس کے علاوہ رہی۔ ہر چند شہزادہ نے سمجھایا مگر والد راضی نہ ہوئے۔ جب شہزادہ اپنے ملک میں پہنچ گیا تب بھی جرنیل صاحب کو چٹھی لکھی کہ میر احمد علی صاحب رسالدار سے ہمارا اسلام کہہ دو اگر اب بھی وہ آنا چاہے تو روانہ کر دو۔ جرنیل صاحب نے بلا کر کہا کہ شہزادہ تم پر بہت مہربان ہے تم چلے کیوں نہیں جاتے۔ ہم تو ذرا سا بھی سہارا پاتے تو فوراً چلے جاتے معلوم نہیں تم سے کیوں اس قدر خوش ہے کہ بار بار طلب کرتا ہے۔ ہمارے نزدیک اگر مستقل طور پر نہیں جاتے تو بطور سیر ہی چلے جاؤ۔ رخصت دلانا ہمارا کام ہے مگر والد نے جانے ارادہ نہیں کیا۔

◎◎◎

Marfat.com

لوہے کا ستون بھی ریزہ ریزہ ہو جاتا

ایک روز ارشاد ہوا کہ میاں امیر الدین شاہ صاحب چشتی نظامی صاحب کشف اور آزاد منش آدمی تھے۔ ان سے بابری مسجد میں ملاقات ہوئی تھی۔ نہایت مہربانی سے ملتے رہے۔ ایک دن جذبہ میں آکر بڑی زور شور کی توجہ ہمیں دی۔ بعد توجہ بولے۔ کہ بل بے تیرا حوصلہ اس وقت اگر ستون آہنی بھی ہوتا تو ریزہ ریزہ ہو جاتا مگر تم کو جنبش نہ ہوئی۔ تم کوئی بلا نوش ہو تمہارا پردہ پھٹا ہوا ہے۔ البتہ اس توجہ سے ہمارا قلب آئینہ ہو گیا تھا اور پانسو کوس تک کی چیز ہر وقت پیش نظر رہتی تھی ۔

کیا آئینہ لگا ہوا اپنے مکاں میں ہے　　دکھلا رہی ہے دل کی صفائی جہاں کی سیر

میاں صاحب نے ایک دوا بھی (از قسم کشتہ) ہم کو تین دن کھلائی تھی جس کا اثر اٹھارہ برس تک رہا جب عرب میں ہم نے ہیضہ کیا تو وہ اثر جاتا رہا۔

◎◎◎

سلام کرنے پر ناراض ہو گئے

ایک روز ارشاد ہوا کہ پانی پت میں امام بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر گئے تھے کرنال کی سڑک پر دیکھا کہ ایک انگریز بگھی میں سوار چلا آتا ہے۔ ہم نے سلام کیا اس نے بگھی تھام دی اور ڈنڈا ہاتھ میں لیے نیچے اتر پڑا۔ ہم نے کہا کہ خدا خیر کرے پاس آکر پوچھا تم نے کیوں سلام کیا۔ ہم نے کہا کہ صاحب آپ حاکم اور ہم محکوم اس لیے رسم تعظیم ادا کی۔ بولا نہیں صاحب ہم بھی سرکاری رعایا اور تم بھی سب برابر ہیں۔ ہم نے کہا کہ صاحب

ہمارے نزدیک تو تمہاری قوم کا ہر آدمی سرکار ہے۔ پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو کچھ نہ تھا خانساماں سے مانگا اس نے جواب دیا کہ دہلی کی ہنڈوی کے سوا اب کچھ نہیں۔ تب بولا کہ اس وقت روپیہ ہمارے پاس نہیں سلام کے بدلے ہم بھی سلام کرتے ہیں۔ سلام سلام سلام اس کے بعد سڑک کے کنارے بیٹھ گیا اور ہم کو بٹھالیا۔ پوچھا پانی کس کنویں کا اچھا ہے ہم نے اونچے کنویں کا پتہ دیا۔ وہاں سے پانی منگایا اور کھانا کھانے لگا۔ ہمارے واسطے خانساماں سے کھانا مانگا۔ ہر چند انکار کیا مگر نہ مانا۔ ناچار ہم بھی کھانے لگے اور حال دریافت کیا تو کہا کہ میرا بڑا بھائی پشاور میں جرنیل ہے اور میں نیچ کی چھاؤنی میں کرنیل ہوں۔ بھائی سخت بیمار تھا اس کو دیکھنے گیا تھا خدا کے فضل سے آرام ہو گیا اب میں اپنی چھاؤنی کو جاتا ہوں۔ ہم نے پوچھا کہ صاحب آپ کے بھائی نے کچھ سلوک بھی کیا بولا اجی لاحول ولاقوۃ آپ نے یہ کیا فرمایا ہم اس واسطے نہیں گئے تھے۔ تنخواہ تھوڑی سہی مگر ہم ارادہ دینے کا رکھتے ہیں نہ لینے کا اگر ہم ذرا بھی اس بات کا اشارہ پاتے تو اس کی صورت سے بیزار ہو جاتے۔

گدا دست اہل کرم دیکھتے ہیں ہم اپنا ہی دم اور قدم دیکھتے ہیں

پھر ہم سے کہنے لگا کہ ول پادری صاحب ہمارے ساتھ چلو ہم بہت آرام سے آپ کو رکھیں گے۔ اور پھر یہیں پہنچا دیں گے اور آپ کے گھر کے لیے خرچ بھیجتے رہیں گے۔ جب وہ زیادہ درپے ہوا تو ہم نے کہہ کر پیچھا چھڑایا کہ صاحب ہماری والدہ ضعیفہ ہیں ان کی خدمت اور خبر گیری کے لیے کوئی نہیں ہم کو معاف رکھیے۔

◎◎◎

Marfat.com

کلّو کپتان کو افیون کا چسکا

ایک روز ارشاد ہوا کہ سیّد اعظم علی شاہ صاحب قبلہ کے ہمراہ راجپور جانے کا اتفاق ہوا۔کلو کپتان کے مکان پر ٹھہرے ان کو افیون کی دھت تھی۔ ہر دم نشہ میں رہتے اور رات کے بارہ بجے کھانا کھاتے پھر آم چوستے چوستے دو بجے سونا ملتا۔ صبح کی نماز قضا ہو جاتی ہماری طبیعت گھبراتی ناچار ہم نے یہ تدبیر کی کہ جس وقت مؤذن عشا کی اذان دینے کھڑا ہوا تو ہم نے سکھلا دیا کہ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِنَ النَّوْمِ بھی کہدے اس نے ایسا ہی کیا۔ کپتان صاحب نشہ سے چونکے ارے میاں جلد کھانا لاؤ آج تو صبح ہی ہو گئی۔ کھانا آ گیا جب کھا پی چکے تو ٹن ٹن دس بجے۔ کپتان صاحب بولے ہیں یہ کیا نو بجے صبح کی اذان کس نے کہہ دی۔ مؤذن بلایا گیا اس نے کہہ دیا کہ حضور مجھ سے تو مولوی غوث علی صاحب نے فرمایا تھا۔ کہ تو اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِنَ النَّوْم اسی وقت پڑھ دے میں نے ان کے کہنے کے موافق کیا ہے۔ کپتان صاحب ہماری طرف مخاطب ہوئے۔ ہم نے کہا کہ صاحب بارہ بجے تک بھوک کے مارے آنتیں قل ہو اللہ پڑھتی ہیں پھر دو بجے سوتے ہیں تو صبح کو آنکھ نہیں کھلتی بجز اس بات کے کوئی چارہ نہ دیکھا۔ کپتان صاحب نے اسی وقت اپنے آدمیوں کو بلا کر حکم دیا کہ ان کو آٹھ بجے کھانا کھلا دیا کرو۔

◎◎◎

پیرزادے تو ٹھگ ہوتے ہیں

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم سونی پت میں میر اعظم علی شاہ صاحب قبلہ کے ہمراہ قلعہ کی مسجد میں رہتے تھے ایک دن فریزر صاحب رزیڈنٹ دہلی تشریف لائے اس وقت میر صاحب مکان کے اندر تھے ہم سے پوچھا کہ یہ کس کا مکان ہے۔ ہم نے کہا کہ ایک پیر زادے کا۔ صاحب نے کہا کہ پیرزادے تو ٹھگ ہوتے ہیں۔ ہم نے کہا کہ ہاں صاحب ہوتے ہوں گے۔ یہی گفتگو تھی کہ میر صاحب تشریف لائے۔ صاحب نے پوچھا یہ کون ہیں ہم نے کہا صاحب یہ وہی ٹھگ ہیں جن کا مکان ہے۔ بولے نہیں نہیں یہ تو پادری صاحب ہیں۔ اور ہم کو اشارہ سے منع کیا کہ وہ بات ان سے نہ کہو۔ پھر میر صاحب کا مزاج پوچھا اور پانچ روپے نذر دیئے۔ دوسرے دن بڑے تکلف سے دعوت کی اور جب تک وہاں قیام رہا اور روز میر صاحب کے سلام کو آتے رہے۔ پھر دہلی کی جانب کوچ کیا نہایت خلیق وخوش مزاج انسان تھے۔

◎◎◎

کافر شاہ مجذوب مَر کر زندہ ہوگئے

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب اول مرتبہ ہم پیران کلیر گئے ہیں تو دو وقت کا فاقہ ہوا۔ ہم نے مجذوب صاحب کے مزار پر جا کر کہا کہ حضرت آپ نے تو عمر بھر گولریں پر گزران کیا ہم کو بھوکا ہی ماریئے گا۔ غور سے جو دیکھا تو قبر کو ایک سیاہ سانپ لپٹا پڑا تھا۔ خیر اپنا حال کہہ کر ہم چلے آئے۔ تھوڑی دیر میں ایک خادم کھانا لایا۔ اور عذر معذرت کرنے لگا۔

Marfat.com

کہ میں بھول گیا تھا آپ معاف کریں غرض وہاں سال بھر رہنے کا اتفاق ہوا ایک بار تمام خادمان درگاہ حضرت عبدالقدوس گنگوی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس میں چلے گئے تھے وہاں سوائے ہمارے اور کافر شاہ مجذوب کے کوئی نہ تھا۔ وہ عارضہ اسہال میں مبتلا تھے۔ ایک دن ہم سے کہا کہ اب میرا وقت قریب آ گیا ہے۔ میرا بدن اور کپڑے سب ناپاک ہیں۔ کپڑے تو تالاب پر دھولاؤ اور مجھ کو نہلا دو۔ ہم نے کپڑے دھو دیئے اور ان کو خوب نہلا دیا۔ بعد نماز مغرب چادر تان کر لیٹ گئے اور السلام وعلیکم کہہ کر جان بحق تسلیم ہوئے۔ اس زمانہ میں مزار کے آس پاس بہت جنگل تھا ہم ان کی لاش کی نگہبانی کرتے رہے۔ جب آدھی رات گزری تو خیال آیا کہ اب لاش کو تنہا چھوڑتے ہیں تو خوف ہے کہ کوئی جانور نہ کھا جائے اور نہیں جاتے تو نماز قضا ہوگی۔ ہم اس فکر میں تھے کہ مجذوب اِلَّا اللّٰہ کہہ کر اٹھ بیٹھے۔ ہم نے لاحول پڑھی اور اپنا ڈنڈا اسنبھالا کہ شاید کوئی بھوت لاش کے اندر حلول کر گیا مارنے کا ارادہ کیا تھا کہ وہ گھبرا کر بولے میاں غوث علی شاہ خبردار کوئی جن بھوت نہیں میں تو وہی کافر شاہ ہوں تم جو فکر مند تھے اس لیے میں سرکار سے دوپہر کی رخصت لے کر آیا ہوں اب تم جاؤ نماز پڑھو میں دو گھڑی دن چڑھے مروں گا۔ خیر ہم نے لٹھ رکھ دیا اور ان سے باتیں شروع کیں۔ اوّل تو ہم نے پوچھا کہ آپ ہیں کون۔ دوسرے یہ کہ آپ کو فیض کہاں سے ہوا۔ تیسرے یہ کہ مرنے کے بعد کیا گزری۔ جواب دیا کہ میں شاہزادہ ہوں تیموریہ خاندان سے اور فیض باطنی مجھ کو حضرت مخدوم علی احمد صابر کی روح پر فتوح سے ہوا ہے۔ اور وہاں کا حال مختلف ہے مجھ پر خیر گزری زیادہ حال گفتنی نہیں تم جب آؤ گے خود معلوم کر لو گے۔ اب جاؤ نماز پڑھو دیر ہوتی ہے مگر اشراق پڑھ کر جلد چلے آنا۔ ہم ٹھیک وقت پر آ پہنچے تو بولے کہ لو اب ہم جاتے ہیں تم کفن و دفن کا کچھ فکر نہ کرو۔ مولوی قلندر صاحب جلال آبادی آتے ہیں دو طالب علم بھی ان کے ہمراہ ہیں وہ تمہارے شریک حال ہو جائیں گے دو چادر ان کی اور ایک ہماری ان میں لپیٹ کر دفن کر دینا اور میری قبر مخدوم صاحب کے پائنداز میں بنانا۔ پھر بولے کہ اب انگوٹھوں میں سے جان نکل گئی۔ اب ٹخنوں میں آئی اب گھٹنوں میں اب کمر میں اب سینہ میں اب حلق میں السلام علیکم اتنا کہہ کر رخصت ہوئے۔ تھوڑی دیر میں مولوی صاحب

بھی تشریف لائے اور بموجب وصیّت ان کو دفن کر دیا۔ پھر ہم نے تمام حال مولوی صاحب سے بیان کیا بہت دیر تک متحیّر رہے اور کہنے لگے کہ حقیقت میں یہ فقیر اپنے فن کا پورا تھا۔

◎◎◎

مُفت کا حلوہ پُوری

ایک روز ارشاد ہوا کہ اور کمبل پوش دلّی سے پیران کلیر کو چلے ان دنوں گنگا اشنان کرنے والے بھی ہردوار کو جا رہے تھے۔ اثنائے سفر میں ایک دن بھوک لگی ہوئی تھی۔ کمبل پوش نے حلوہ پوری کھلانے کا وعدہ کیا ہم کو اپنا چیلا بنایا اور خود ایک غرتی لنگوٹی باندھ بھبوت مل سڑک کے کنارے بیٹھ گیا جسیم آدمی داڑھی صفاچٹ خاصہ پرم ہنس معلوم ہونے لگا۔ اتفاقاً ایک بیکانیر کا امیر اس طرف سے گزرا۔ ہم سے پوچھا کہ باباجی کیا چاہتے ہیں ہم نے کہہ دیا کہ کھانا مانگتے ہیں مگر ان کو حلوا پوری مرغوب ہے۔ اس نے فوراً تیار کرایا۔ ایک کونڈے میں حلوا اور بہت سی پوریاں نذر کیں وہ تو چل دیا اور ہم دونوں نے کنویں کے کنارے بیٹھ کر حلوا پوری کھایا۔ اَلدُّنیَا زُوْرٌ اَلاَ یحصِلَ اِلاَّ بِالسّرُوْر۔

◎◎◎

عورت کے سَر پر ماموں اللہ بخش

ایک روز ارشاد ہوا کہ پیران کلیر میں ایک خادم کے گھر ہماری روٹی پکتی تھی۔ اس عورت کے سَر پر اللہ بخش بھوت آ چڑھا۔ وہ خادم روتا پیٹتا ہمارے پاس آیا اور ہم کو لے گیا۔ ہم نے اللہ بخش سے کہا کہ کیوں صاحب جہاں ہماری روٹی پکتی ہے وہیں تم بھی آئے کوئی اور جگہ نہ تھی۔ بولا کہ خیر جب تک آپ رہیں گے میں اس عورت کے سَر پر نہ آؤں گا۔

پھر ہم نے پوچھا کہ بھلا ہمارے سر پر کیوں نہیں آتے جواب دیا کہ میں مغضوب الٰہی ہوں جس پر غضب ہوتا ہے اس کے سر پر آتا ہوں آپ مقبول ہیں بھلا مقبولوں کے پاس نہیں جاتے جو نہایت خوبصورت ہوتی ہیں۔ کہا ان کا اقبال درست ہے۔ ہم نے کہا کہ خیر یہ باتیں تو ہو لیں اب یہ بتلاؤ کہ حضرت بندگی شیخ داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے تم کو کیا تعلیم کیا تھا وہ ہم کو بھی تعلیم کردو اس بات کے سنتے ہی رونے لگا اور کہا کہ میاں صاحب اس کا ذکر نہ کیجئے کہ بن آئی مرنا پڑتا ہے جب ہم وہاں سے بابری مسجد میں چلے آئے تو وہ خادم دوڑ آیا کہ صاحب اللہ بخش پھر آنے لگا۔ میر صاحب قبلہ اس کے لیے کچھ لکھنے لگے۔ میں نے منع کہا کہ حضرت آپ کچھ نہ لکھیں ہمارا اس کا اقرار یہی تھا اور اس کو بھی ہر قسم کے عمل آتے ہیں وہ زبردست ہے آپ کے عمل سے نہیں جائے گا البتہ عجز وانکسار سے چلا جائے تو کچھ عجب نہیں یہ بات سُن کر میر صاحب خاموش ہو رہے۔

◎◎◎

وہ تو ایک خاندان آگے بڑھ گیا

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم دوبارہ پران کلیر میں گئے تو وہاں ایک بزرگ میاں غلان فرید صاحب جو بابا فرید گنج شکر کی اولاد میں سے تھے معہ مریدوں کے تشریف لائے۔ ان کے ہر ایک مرید کو ایک ایک خدمت سپرد تھی اتفاق سے جس مرید کو گھوڑے کی گھاس لانے کا کام سپرد تھا اس کو بخار اس شدت سے آیا کہ بیچارہ گھاس نہ لا سکا اس پر پیر جی کا غضب نازل ہوا فرمایا جا ہم نے تجھے مردود کیا اور چودہ خانوادہ سے باہر نکال دیا یہ سُن کر اس بیچارہ کا دم نکل گیا بہت رویا پیٹا توبہ استغفار کی مفر پیر جی نے ایک نہ مانی آخر وہ روتا ہوا ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا کہ حضرت آج بڑا غضب ہوا میرا کہیں ٹھکانا نہیں رہا دونوں جہان سے راندہ گیا ہم نے کہا کہ ابھی تو اس جہان میں موجود معلوم ہوتا ہے بات تو کہہ۔ اس نے رو رو کر اپنا تمام قصہ بیان کیا۔ ہم نے کہا ارے بیوقوف روتا کیوں ہے تیرے پیر جی

Marfat.com

کوصرف چودہ خاندان یاد تھے ہم کو چھتیس یاد ہیں آ تجھ کو پندرویں خانوادے میں بھرتی کر لیں تو گھبرا مت لیکن تو جا اور اپنے پیر جی سے پہلے یہ بات دریافت کر کہ حضرت جب آپ نے مجھ کو چودہ خاندانوں میں داخل کیا تھا تو میں کہاں کا بادشاہ یا ولی کامل ہو گیا تھا۔اب جو آپ نے نکال دیا تو میرے پاس سے کیا چھن گیا میں تو جیسا جب تھا ویسا ہی اب ہوں۔ البتہ آپ کے نکالنے سے ایک فائدہ تو ہوا کہ گھاس کے بوجھ سے سبکدوش ہو گیا اگر تجھ سے پوچھیں کہ یہ بات تجھ کو کہاں سے سوجھی تو کہنا کہ پندرہویں خانوادے میں داخل ہو گیا ہوں۔ یہ اس کی بسم اللہ ہے۔غرض اس نے جا کر اسی طرح سے بیان کیا۔ یہ سُن کر ان کے کان کھڑے ہوئے اور پیر جی سے کہنے لگے کہ حضرت یہ خاندان تو بہت ہی اچھا معلوم ہوتا ہے۔اول تو گھوڑے کی گھاس سے چھوٹا دوسرے ہم سے ایک خاندان آگے بڑھ گیا۔ اگر آپ کو آگے کے خاندان میں دسترس ہوتی تو ہم بھی پندرھویں خاندان میں داخل ہو جاتے۔ پھر تو پیر جی کے چھکّے چھوٹے اور گھبرا کر بولے یہ کہیں میاں غوث علی شاہ کے پاس تو نہیں جا پہنچا یہ سارا افسادان کا ہی معلوم ہوتا ہے ورنہ اور کسی کو یہ باتیں کیا سوجھتیں۔الحاصل وہ ہمارے پاس دوڑے آئے اور گلہ کرنے لگے کہ واہ صاحب تم نے ہمارے سارے مرید فرنٹ کر دیئے۔ میں نے کہا میاں صاحب ذرا غور کرو وہ بیچارے گھر بار جورو بچے چھوڑ کر آپ کے پاس خدا کا نام سیکھنے آئے ہیں یا گھوڑے کی گھاس کھودنے اگر تم کو نام خدا آتا ہو تو بتلا کر رخصت کرو۔ ورنہ جواب صاف دے دو۔ وہ بے چارے تو تمہاری خدمت گزاری کریں اور تم کسی طرح ان پر شفقت نہ کرو یہ کیا آدمیت ہے اور جس بات کے لیے وہ مرید ہوئے اس کی تو آپ کو ہوا بھی نہیں لگی۔ بقول شخصے پیر درخود در ماندہ شفاعت کرا کند ؎

پیرے کہ کامرانی وتن پروری کند　　　اوخویشتن گم ست کرا رہبری کند

آپ یہ تو فرمائیں کہ سوائے بزرگوں کی اولاد میں ہونے کے کچھ اپنی گرہ کا کمال بھی طلبتے ہیں مصرع　　　میراثِ پدر خواہی علم پدر آموز! ؎

لاتا بزرگی نیاری بدست　　　بجائے بزرگاں نیا بد نشست

اور تماشہ یہ ہے کہ اس بے ہنری پر اس قدر ناز ذرا شرم کرو اور خدا سے ڈرو۔

Marfat.com

میری یہ تقریر سُن کر پیر جی بہت گھبرائے اور منّت کرنے لگے کہ خدا کے واسطے ایسی تدبیر کرو کہ میرے مرید برگشتہ نہ ہوجائیں۔ ورنہ مجھ کو بڑی تکلیف ہوگی۔ خیر میں نے پیر جی کے سب مُریدوں کو جمع کے سمجھادیا اور ان کے حوالہ کیا۔

◎◎◎

ہر ایک پیر کے مُرید ہوجاتے

ایک روز ارشاد ہوا کہ پیر جی غلام فرید صاحب کو ایک علت یہ بھی تھی کہ پیران کلیر میں جو نیا فقیر آتا جھٹ اس کے مُرید ہوجاتے اور جوئی طالب آتا اس کے مُرید کرنے کا ڈھب لگاتے۔ اتفاق سے ایک پیر جی آئے ہوئے تھے اور میاں غلام فرید صاحب حسب عادت ان سے بیعت ہورہے تھے اسی اثنا میں پیر جی غلام فرید کا ایک مُرید مرغ اور چاول اور شکر لے کر حاضر ہوا وہ نئے پیر جی اس کی طرف بغور دیکھنے لگے۔ ہم نے کہا کہ صاحب اس مال پر نگاہ نہ ڈالیے یہ پہلے خاوند کی اولاد ہے آئندہ جو فتوحات ہوں گی اس میں آپ کا بھی حق ہوگا۔ اس بات پر دونوں صاحب ہنس پڑے اور بولے کہ میاں صاحب چپ ہو رہیے کہیں ہماری پیری مُریدی میں کھنڈت نہ پڑجائے۔

◎◎◎

کیمیا گری سیکھنے کا شوق

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم پیران کلیر میں مقیم تھے۔ تو ایک خاندان صاحب تشریف لائے کمر باندھے تلوار لگائے نہ سلام نہ دعا اول یہی سوال کیا کہ غوث علی شاہ کون ہے میں نے کہا فرمائیے۔ بولے آپ کو کیمیا آتی ہے میں نے جواب دیا کہ ہاں آتی ہے۔

Marfat.com

کہا کہ ہم کو بتلا دو۔ میں نے کہا نہیں بتلاتے بولے کیوں۔ میں نے کہا کہ ہماری خوشی پھر مجھ کو خیال آیا کہ یہ پٹھان ایک جاہل سپاہی اور ہتھیار بند ہے ایسا نہ ہو کہ جل کر چوٹ کر چلتے کوئی بتلاتا ہے آپ ٹھہریں تو سہی دیکھا جائے گا۔ غرض خان صاحب نے کمر کھول دی اور ہمارے پاس قیام کیا۔ ان دنوں یہ غذا تھی کہ رُوکھی سُوکھی نان میں جویں یا پنوار کا ساگ جو اس جنگل میں خودرو ہوتا تھا۔ شام کو یہی کھانا ہم نے ان کے سامنے رکھا۔ خیر خان صاحب نے مجبوری کھانا تو شروع کیا مگر لقمہ حلق سے اتر نا دشوار تھا ہم نے پوچھا کیوں صاحب خیر ہے اچھی طرح کھایئے۔ بولے کہ صاحب یہ ناگوار غذا تو نگلی نہیں جاتی۔ ہم نے کہا کہ واہ آپ تو کیمیا کے طالب ہیں بس یہی تو کیمیا کے مزے ہیں اگر سیکھ لو گے تو ایسی ہی چکھوتیاں تم کو بھی نصیب ہوں گی۔ بہت چپ ہوئے اور دل سرد ہو گیا۔ ہم نے کہا کہ خان صاحب ذرا خیال تو کرو اگر ہم کو یہ صنعت یاد ہوتی تو کیوں لنگر کی روٹی اور یہ ترہ بے نمک کھاتے۔ کہا کہ مجھے تو میاں امیر الدین شاہ صاحب نے بتلا دیا تھا کہ آپ کو کیمیا آتی ہے۔ ہم نے کہا کہ میاں اصلی بات تو یہ ہے نہ ان کو آتی ہے نہ ہم کو اپنا پیچھا چھڑانے کے لیے انہوں نے یہ حیلہ کیا۔ اور تم کو ٹال دیا اور جس طرح تم طلب کرتے ہو اس طریقہ سے تو کوئی جاننے والا بھی نہیں بتلائے گا بڑی خدمت اور اطاعت سے یہ بات حاصل ہوتی ہے۔ تم ایسا کرو کہ سری نگر کے پہاڑ پر ایک ہندو بابا جی رہتے ہیں ان کے پاس چلے جاؤ اور کچھ مدّت ان کی خدمت میں رہو شاید تمہارے حال پر رحم کھا کر کچھ بتلا دیں۔ خدا خدا کر کے اس پٹھان کو ہم نے ٹالا۔ اگلے روز میاں امیر الدین شاہ صاحب بھی تشریف لائے۔ میں نے کہا کہ حضرت یہ کیا بلا میرے پیچھے لگا دی تھی بولے کہ میاں وہ تو ایسا ہمارے سر ہوا کہ کسی طور سے مانتا ہی نہ تھا بجبوری تمہارے پاس بھیج دیا تھا۔ کہ تم کسی نہ کسی ڈھنگ سے اس کو سمجھا دو گے۔ اور ہم تم دونوں اس بلائے ناگہانی سے چھوٹ جائیں گے۔

1

⊚⊚⊚

Marfat.com

بھائی سیّد قاسم علی کا کمال

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہمارے برادرعم زاد سیّد قاسم علی صاحب ہمارے والد ماجد کی معرفت رسالہ میں نوکر ہوئے۔ چند روز کے بعد ایک انگریز جو رسالہ کا افسر تھا اردو پڑھانے لگے چونکہ بھائی صاحب آزاد منش اور رنگین طبع آدمی تھے دیوالی وسہرہ محرم شبرات رمضان سب کا لطف اٹھاتے تھے الامیخواری وزناکاری سے نہایت محترز ومجتنب رہتے منش ونقاش ومصور بھی بے بدل تھے لکھنے میں یہ کمال کہ ہر خط میں خط ملا دیتے تھے اتفاق ڑسے دیوالی آئی خرچ پاس نہ تھا اس انگریز کے نام تنخواہ کا بل بنایا اور بعینہ اس کے سے دستخط کر کے خزانہ سے پیشگی روپیہ وصول کرلیا اور ایام دیوالی میں خوب کھایا اُڑایا۔ جب انگریز نے حسب معمول خزانہ پر بل بھیجا تو افسر خزانہ نے وہ پہلا بل دکھلایا اور کہا کہ روپیہ تم وصول کر چکے ہو دیکھا تو بعینہ اس کے دستخط موجود تھے متحیر ہوگیا۔ بعد تحقیق پتہ لگا کہ یہ صناعی سیّد قاسم علی صاحب کے سوا کوئی نہیں کرسکتا۔ ان کو بلا کر حال دریافت کیا تو اُس نے سارا حال سچ سچ بیان کردیا۔ ضابطہ کیموافق سنگین پہرہ میں نظر بند کیے گئے۔ تیسرے دن پہرہ والوں سے بولے کہ میاں اب تو جی گھبرا گیا ہم جاتے ہیں۔ یہ کہہ کر آنکھوں کے سامنے غائب ہوگئے۔ بیڑی اور ہتھکڑی پڑی رہ گئی پھر جو دیکھا تو کچھ فاصلے پر کھڑے ہوئے بے باکانہ کہتے ہیں کہ صاحب سے ہمارا سلام کہہ دینا لو بھائی ہم تو جاتے ہیں اگر کچھ حوصلہ پکڑنے کا رکھتے ہو تو آجاؤ ۔

نہ چارہ کرسکے کچھ موج دریا کی روانی کا ۔۔۔ کہیں دارستگاں زنجیر جکڑے سے ٹھہرتے ہیں

پھر پہرہ والوں نے دوڑ کر صاحب کو اطلاع دی اس نے فوراً رسالہ کو تیار کیا اور گرفتاری کا حکم دیا۔ سواروں نے آن کر چاروں طرف سے محاصرہ کرلیا اور چاہا کہ گرفتار کریں دیکھا تو صرف ایک جھنڈا کھڑا ہے اور وہاں سے غائب ہوکر دور جا کھڑے ہوئے

Marfat.com

اور بولے صاحبو سلام اب ہم جاتے ہیں صاحب سے سلام کہنا پھر سوار دوڑے اور ہر طرف سے گھیر لیا دیکھا کہ ایک ببول کا درخت کھڑا ندی بہتی تھی دیکھا کہ ندی کے اُس کنارہ پر کھڑے ہوئے کہتے ہیں کہ لو یہ آخری سلام ہے ؎

اب تو جاتے ہیں میکدہ سے میر پھر ملیں گے اگر خدا لایا

پھر نظر نہ آئے رسالہ واپس چلا آیا۔ صاحب نے یہ ماجرا سُن کر سخت افسوس کیا اور کہا میں اس کا دشمن نہ تھا اگر اب بھی آ جاتے تو میں اپنی تنخواہ کا اختیار دیتا ہوں خود کھائے اور مجھے کھلائے لیکن افسوس چلا ہی گیا۔ بہت خوب آدمی تھا۔ قدر نعمت ست بعد زوال۔

◎◎◎

سیّد قاسم علی راجہ رنجیت سنگھ کے رسالہ میں جا پہنچے

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب سرکار انگریزی اور راجہ رنجیت سنگھ والی پنجاب میں اتفاق واتحاد کا سلسلہ قائم ہوا تو ملکۂ انگلستان نے خلعت فاخرہ بھیجا۔ جنرل صاحب نے حکم دیا کہ اس خلعت کے ساتھ میر احمد علی صاحب رسالدار مع اپنے رسالہ کے جاویں۔ اس زمانہ میں ہم بھی والد کی خدمت میں تھے ان کے ہمراہ منزل لاہور پہنچے وہاں بھائی قاسم علی ملے جو غائب ہو گئے تھے۔ معلوم ہوا کہ رنجیت سنگھ کے رسالہ میں نوکر ہیں۔ ہر چند والد نے فرمایا کہ ہمارے ساتھ چلو تمہارا قصور معاف کرا دیں گے مگر آنا قبول نہ کیا پھر ہم دہلی کو واپس آئے۔

◎◎◎

Marfat.com

بھائی حیدر علی کی مجذوبانہ کیفیت

ایک روز ارشاد ہوا کہ بھائی سیّد حیدر علی صاحب ابن عم کا بھی عجیب حال گزرا ہے ستر برس کے سن میں والدین نے ان کی شادی کر دی اسی زمانے میں ایک فقیر صاحب سالک مجذوب پنجاب سے تشریف لائے۔ چونکہ یہ خاندان ہمیشہ سے محبّ الفقر اور طالب خدا ہے اون کو بھی اہل اللہ سے محبت وارادت تھی۔ اس درویش کو ٹھہرایا اور خدمت ومدارت کی جب چھ مہینے گزر گئے تو فقیر صاحب جانے لگے۔ بھائی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت مجھ کو کیا حکم ہے۔ فرمایا کہ اگر تمہاری والدہ ڈیوڑھی تک آ کر اجازت دیں تو میں ابھی تم کو فقیر بنا دوں۔ بھائی صاحب نے مجھ سے کہا آپ کسی طرح والدہ صاحبہ سے اجازت دلوا دیجئے۔ میں نے چچی صاحبہ کی خدمت میں عرض کیا۔ انھوں فرمایا کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ جیسا دیوانہ بنا دے۔ میں نے کہا کہ حضرت دولت فقر گھر بیٹھے ہاتھ آتی ہے کچھ تردد نہ کیجئے خیر دروازہ تک تشریف لائیں اور فرمایا اجازت ہے فقیر بنایئے مگر ہمارے کام سے نہ جاتا رہے۔ فقیر صاحب نے کہا کہ جب اجازت ہی ہو گئی تو ہم کو اختیار ہے جو چاہیں سو کریں۔ یہ کہہ کر بھائی صاحب کو بلایا اور ان کی پیشانی پر کچھ لکیریں کھینچ کر فرمایا جاؤ ہم نے تم کو فقیر بنا دیا۔ یہ بات فرما کر رخصت ہوئے۔ ہم نے بھائی صاحب سے پوچھا کہ تم کو کچھ اثر معلوم ہوا کہا کہ نہیں۔ دوپہر کو جب ہم دونوں گھر میں جا کر ایک جگہ سو رہے تو دو گھڑی کے بعد بھائی صاحب چلائے۔ میں بولا خیر ہے کہا میرے قلب میں ایک سُرخ سانپ نے کاٹا ہے۔ تھوڑی دیر میں منہ سے کف آنے لگے۔ تمام بدن پر آبلہ پڑ گئے زبان بند آنکھیں کھلی ہوئی سکتہ کا سا عالم طاری نہ خواب نہ بیداری نہ دیوانگی نہ ہوشیاری ؎

بیخودی بے سبب نہیں غالب   کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

دن رات بیہوش پڑے رہتے نہ اور کی سنتے نہ اپنی کہتے اگر کوئی کھلاتا کھاتے

Marfat.com

اٹھاتا اٹھاتے بٹھاتا بیٹھتے ہر وقت آدمی نگہبان رہتے۔

المختصر سال بھر یہی حال رہا من بعد ایک دن دفعتہً ہوش میں آئے اور کہا بھائی جی میں برہنہ ہوں اپنی چادر دو کہ وہی فقیر صاحب آتے ہم نے چادر دی اور پوچھا کہ وہ کہاں ہیں۔ کہا کہ قریب آ گئے ہیں یہ کہتے ہی تھے کہ فقیر صاحب تشریف لے آئے۔ بھائی صاحب چادر اوڑھ دست بستہ گردن جھکائی سامنے آئے۔ فقیر صاحب نے فرمایا کہ کیوں فقیری کا مزہ چکھا کیا کہیں تم زبردست کی اولاد ہو کہ گردن پکڑ کر ہم کو بھینچ دیا ورنہ ہم تو خوب دق کرتے خیراب کہو کیا چاہتے ہو۔ بھائی صاحب تو چپ تھے ہم نے کہا۔ قطعہ

ارے او میکدہ کے جانے والے　　ذرا کہہ دیجیو پیر مغاں کو
شراب شوق کا کم ہوگیا کیف　　پلا ایسی کہ بھولے دو جہاں کو

فرمایا کہ اچھا ٹوپی کرتہ تہ بند لاؤ۔ میں حسب طلب لایا۔ دونوں صاحب نہائے۔ لنگوٹے کھولے کپڑے پہنے مسجد میں آئے مجھ سے فرمایا تم دروازہ پر کھڑے رہو کسی کو مسجد کے اندر نہ آنے دو۔ دو گھنٹے تک ان کو تعلیم کیا باہر آئے اور لنگوٹے باندھ کر چل دیئے۔ پھر کبھی نہ آئے۔ بھائی حیدر علی صاحب اسی مسجد میں ہمیشہ گوشہ نشین رہے اور تاحیات اسی قسم کا لباس رکھا نہ دنیا مافیہا سے کام نہ کسی سے کلام ؎

نہیں ملتے ہیں جہاں میں وہ کسی سے جرأت　　مل گیا جن کو مزا گوشہ تنہائی کا

◎◎◎

ہڑکی پوڑیوں پر اشنان

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم جوالا پور سے چل کر ہردوار میں پہنچے تو سرون ناتھ جی سے ملاقات ہوئی نہایت خاطر و مدارات کی اپنے مکان پر ٹھہرایا دونوں وقت عمدہ کھانا کھلایا جب پرا (۱) (یعنی وقت نجات ۱۲) بھی کا وقت آیا تو ہم دھوتی باندھ قشقہ لگا کمنڈل

Marfat.com

ہاتھ میں لے ہر کی پیڑی پر جا موجود ہوئے۔ ایک ہندو نے پوچھا کہ تم کون ہو ہم نے کہا برہمن پوچھا کون برہمن۔ ہم نے کہا کہ قنوجئے بالو تمہاری چوٹی کیوں نہیں ہم نے کہا جب سے سنیاس لی ہے چوٹی کٹوادی مگر بابری کے ایک برہمن نے عین اشنان ۲ (۲) (یعنی غسل ۱۲) کے وقت پہچان لیا اور دانتوں کے تلے انگلی دے کر چپ رہ گیا۔ ہم نہا کر باہر نکلے تو وہ برہمن ہم کو علیحدہ لے گیا اور کہا کہ میاں صاحب یہاں اور وہاں کچھ فرق ہے جو آپ اشنان کرنے آئے اگر کوئی اور پہچان لیتا تو بڑی خرابی ہوتی خدا تو سب جگہ ایک ہے یہ بھی ایک تماشہ ہے کہ ہر ایک فرقہ کا مذہب جدا ہے ایک دوسرے کو جھٹلاتا ہے اور اپنے آپ کو سچا بتلاتا ہے اگر حقیقت کی راہ سے دیکھو تو مراد دونوں کی ایک ہے ؎

یہاں کیا اور وہاں کیا ہے کہیں ہو تیرا جو یا ہو   پڑا بتخانہ ہو یا میں طواف کعبہ کرتا ہو

اور یہ مثال بیان کی کہ چار مسافر رفیق سفر تھے مگر زبانیں چاروں کی مختلف تھیں انگور خریدنے کا ارادہ کیا ہر ایک نے اپنی اپنی زبان میں مطلب بیان کیا چونکہ ایک کی بات کو دوسرا سمجھتا نہ تھا باہم لڑنے لگے۔ اتفاق سے ایک مرد ہمہ دان بھی آنکلا اس نے ایک کا مطلب دوسرے کو سمجھا دیا۔ تب شرمندہ ہوئے کہ یہ کیسی بیہودہ جنگ ہے مقصد تو سب کا انگور ہے۔

جب وہ پنڈت سمجھا چکے تو ہم نے کہا کہ صاحب یہ اشنان ہے ہم نے اپنے رضاعی باپ پنڈت رام سنیہی جی طرف سے کیا ہے کیونکہ حج کا ثواب تو ان کو پہنچ نہیں سکتا پھر ہم نے گاتری کا پاٹ شروع کیا۔ برم گاتری یہ ہے اُوم بُھُوْرَ بھُوہْ سَوَہْ تَتُ سَوِیُ تُرُوَرِنِیُم بَھرگُودِ وَسِتِی دِھِیْ مَھِیٰ دِھیُو یُونَہ پرچُودِیَاتُ اُوْمَ۔ معنی لغوی اور شرح گاتری کی یہ ہے۔ اُوَم اَللّٰـــہ یہ اسم افضل اسماء الٰہی میں سے ہے یعنی اسم ذات ۱۲ بُھُـوْرْ آسمان دوم جو تمام مخلوق میں جلوہ گر ہو کر سب کو اپنی اپنی راہ پر رکھتا ہے۔ سَـوَہْ۔

Marfat.com

آسمان سوم۔ یعنی ہے تَتْ یعنی اس سَوِیُ تَدْ۔ پیدا کنندہ۔ یعنی جو خالق اور عزت کا دینے والا ہے وَرِنُیَمْ یعنی جو بہت ماننے کے لائق ہے۔ بھَر گُوْ۔ روشنی یعنی جو پاک شکل ہے۔ دِوَسِیّسِی۔ یعنی جو سب جانوروں کا روشن کرنے والا اور اللہ تعالیٰ جو کل مخلوقات میں جلوہ گر ہے اور پرستش کے قابل ہے اس پیدا کنندہ کا نور سب جانوں میں جلوہ گر ہے۔ ہم فرمانبردار خلوص وعقیدت سے یقین کرتے ہیں کہ جو ہمارے حواسِ خمسہ اور دل وعقل ہیں ان کو اپنی طرف رجوع کرے۔ اللہ جس روز ہم پاٹ کر چکے تو آخر شب میں یہ خواب دیکھا کہ عین دریائے گنگ میں ایک طرف خاتم رسل ہادی سبل جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات فخر خاندان آدم رحمت عالم باعث ایجادِ ارض وسما سپہدار لشکر انبیا احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم معہ صحابہ کرام تشریف لائے اور ایک مجلس آراستہ وپیراستہ ہوئی۔ دوسری طرف مہاراج سری کرشن جی معہ اپنے رفیقوں کے رونق افروز ہوئے۔ اور ایک سبھا (۱) (محفل ۱۲) جم گئی۔ کرشن جی نے آنحضرت سے عرض کیا کہ آپ ان کو سمجھائیں یہ کیا کرتے ہیں۔ حضرت نے کہا تم ہی سمجھاؤ۔ پھر مہاراج نے مجھ کو بلایا اور کہا سنو برخوردار تمہارے یہاں کیا کچھ نہیں جو دوسری طرف ڈھونڈتے ہو کیا تم نے دوئی سمجھی ہے یہاں اور وہاں سب ایک بات ہے البتہ پنتھ جدا جدا ہیں۔

انسان اپنی حد میں خوب رہتا ہے اور بڑھ کر چلتا ہے تو مطعون ہوتا ہے ؎

پار کہیں تو پار ہے اور وار کہیں تو وار   پکڑ کنارہ بیٹھ رہ یہیں دار یہیں پار

چند روز اور رہنے کا اتفاق ہوا ایک دن سروان ناتھ سے ان کی سرگزشت پوچھی۔ کہنے لگے میں ایک جاٹ کا لڑکا ہوں خود بخود ایک روز یہ سوجھی کہ میں کسی گروہ کا شش (۱) (مرید ۱۲) بنوں۔ اسی دن میں نے گھر سے نکل کر ملک دکن کی راہ لی۔ چلتے چلتے حیدر آباد پہنچا وہاں ایک بڑے بوڑھے مہاتما پائے دستوں کی بیماری میں مبتلا روپیہ بہت اسباب بے شمار مال بے انتہا چیلے بھی کثیر مگر کوئی گرد کے پاس تک نہ آتا اپنے اپنے عیش وآرام میں

سب مصروف تھے جانشین بھی ان کی خبر نہیں لیتا تھا۔ گرو جی بے چارے اکیلے پڑے رہتے ہیں میں نے اپنے دل میں کہا خیر جو ہو سو ہو آؤ انہیں کے چیلے بن جاؤ۔ مرگ انبوہ جشنے دارد۔ یہ سوچ کر ان کے پاس گیا اور اپنا حال عرض کیا۔ فرمایا کہ بھائی کیوں مصیبت میں پڑتا ہے میرا وقت اخیر ہے جب کچھ کام نہ ہو تو نام گنانے سے کیا فائدہ۔ میں نے کہا کہ مہاراج میرا یہی کام ہے کہ اس وقت آپ کی خدمت گزاری کروں۔ بارے قسمت اچھی تھی کہ مجھ کو چیلہ کرلیا اور میں نے دل و جان سے ان کی خدمت شروع کردی۔ جب وقت قریب آیا تو مجھ کو پاس بلا کر اسماء ستہ تعلیم فرمائے اور ارشاد کیا کہ ہردوار میں جا کر گنگا کے کنارے سے ان کا پاٹ کر لینا پھر تاثیر دیکھنا وہ اماء ستہ جن کو شش ضربی بھی کہتے ہیں یہ ہیں۔ کلِیُم ھَرِیُم شَرِیُم اُوُم سُوُھَمُ سَتِّیَمْ اور اس طرح بھی تلفظ کرتے ہیں کلینگ ھرینگ شرینگ اونگ سونگ ست انگ لیکن اول صحیح ہیں یہ اسماء ستہ شاستر کے حروف مقطعات ہیں ان کے معانی کوئی نہیں جانتا اس تلقین و وصیت کے بعد گرو جی جان بحق ہوئے چیلوں نے باہم مال تقسیم کیا میرا حصہ مجھ کو دیا۔ میں وہیں پن کر کے ہردوار کو چلتا ہوا۔ یہاں پہنچ کر پاٹ کیا اس دن سے ایک عالم مسخر ہوگیا کسی چیز کی پرواہ نہ رہی اس کے بعد سرون ناتھ نے کہا کہ فقیری تو مجھ کو ملی نہیں ہاں امیری موجود ہے اگر آپ کو خواہش ہو تو ان اسماء کی اجازت ہے جب جی چاہے پاٹ کرلینا یہ گدڑی جو آپ دیکھتے ہیں انہیں گرو جی کی دی ہوئی ہے وہ گدڑی ایک رات ہم کو بھی اوڑھنے کو دی تھی فی الحقیقت اس میں عجیب تاثیر دیکھی۔ الحاصل ہم وہاں سے رخصت ہوئے۔ اور آگے کو چل دیئے۔

◎◎◎

تم جنگل چھوڑ دو شہر میں رہو

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہردوار سے آگے ہم ایک منزل گئے تھے کہ ایک مسلمان فقیر جو نہایت عابد و زاہد تھے ملاقات ہوئی بہت تپاک سے پیش آئے اور اپنے پاس ٹھہرایا ان کے ہاں گائے بکریاں بہت تھیں ہمیشہ دودھ چاول کھایا کرتے تھے یہی غذا ہم کو بھی دی ایک دو روز تو کھائی لیکن یہاں تو زبان کو نمک مرچ کی چاٹ لگی ہوئی تھی وہ خورش پسند نہ آئی ایک دن ہم جنگل میں چلے گئے اور جنگلی مرغیوں کے انڈے لائے کچھ ثابت کچھ چلے پکائے آپ بھی کھائے اور فقیر صاحب کو بھی کھلائے پھر تو ان کو بھی مزہ پڑ گیا روز جاتے اور انڈے ڈھونڈ کر لاتے سچ ہے۔ اَلصُّحْبَتُ مُؤَثِّرَةٌ دنیادار کی صحبت نے فقیر کو بھی چٹور پن سکھادیا خیر تو یہ ہوئی کہ ہم نے ان کو مرغ پکڑ کر نہیں کھلایا ورنہ جنگلی مرغوں کا نام و نشان نہ رہتا۔ ایک دن میں نے کہا کہ میاں صاحب آپ عابد زاہد متقی پرہیزگار آدمی ہیں آپ کا قیام تو شہر میں زیبا تھا تاکہ جمعہ و جماعت کا ثواب حاصل کرتے۔ خلقت آپ سے فیض پاتی' آپ ان سے فائدہ اٹھاتے۔ طرفین جور و تصور کے مستحق ہوتے اور یہ ہو کا مقام تو عارفوں کا ہے سو آپ کو اس کی ہوا بھی نہیں لگی۔ ہم کچھ اور ہی سمجھ کر آئے تھے۔ پھر وہ فقیر صاحب ہم کو اپنے مرشد کے پاس لے گئے جو پہاڑ پر رہتے تھے ان سے ملاقات ہوئی البتہ وہ خوب آدمی تھے۔

◎◎◎

Marfat.com

ہندو مسلمان فقیر ایک ہی ہیں

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم دہرہ دون کو گئے وہاں ایک ہندو فقیر کی خبر سُن کر پہاڑ پر پہنچے۔ان کی ملاقات سے طبیعت بہت خوش ہوئی جیسا سنا تھا ویسا ہی پایا۔چار پانچ روز رہنے کا اتفاق ہوا ایک روز تنہائی میں ہم گئے اس وقت بابا جی رام لے (۱)(نام کتاب ۱۲) گیتا لکھ رہے تھے ہم نے کہا نرااین ے (۲)(یعنی نرایَن کو سلام کرتا ہوں ۱۲) بولے اجی نارائن پر لاحول بھیجو۔السلام علیکم کہو۔یہ کلام سُنکر ہم چونکے۔فرمانے لگے میں سیّد ہوں اور میرا نام محمد حسین ہے۔پہلے تو شاہ عبدالعزیز صاحب سے تحصیل علم کی پھر وید اور شاستر کا شوق دامنگیر ہوا۔بنارس جا کر یہ بھی پڑھا خاندان قادریہ میں مُرید ہوں اب جوگ لے کر یہاں آرہا ہوں یاد خدا میں مشغول ہوں ہم نے دریافت کیا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کی فقیری میں آپ نے کیا فرق دیکھا کہا کہ فقیری کی بات تو دونوں طرف یکساں ہے صرف الفاظ و اصطلاحات جدا جدا ہیں۔

◎◎◎

چار سو سالہ فقیر سے ملاقات

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم دہرہ دون کے پہاڑ کی سیر کرتے ہوئے سری نگر میں پہنچے ایک پہاڑ پر بابا جی رہتے تھے ملاقات ہوئی بڑے خلق و مدارات سے پیش آئے دیکھتے ہی بولے کہ ایسی صورت تو بعد مدت دیکھنے میں آتی ہے۔ہم کو ایک جدا مکان دیا چار پائی منگائی ہر چند ہم نے انکار کیا کہ آپ زمین پر سوتے ہیں ہم بھی اسی طرح سے بسرام کریں

گے ہرگز نہ مانا اور اصرار کیا کہ نہیں تم کو چارپائی ضرور چاہیے۔ چند روز میں بے تکلفی ہوگئی ایک دن ان کے کسی چیلے کو پدم ناگ نے جو ہاتھ بھر کا اور نہایت زہریلا ہوتا ہے کاٹ لیا دوسرے چیلے نے سانپ کو پتھر کے کونڈے سے ڈھانک دیا اور خود آ کر گرو جی کو خبر دی فرمایا کہ جلدی بھبھوت لا (یعنی اکسیر اعظم) اتنے میں ایسا زہر چڑھا کہ چیلہ کا منہ بند ہوگیا۔ خیر بڑی مشکل سے ایک خشخاش کے برابر راکھ سینک سے اس کو کھلا دی حلق سے اس کا اترنا تھا کہ چیلہ جھرجھری لے کر سیدھا ہوگیا اور چیلوں کو حکم دیا کہ اب اس کو ٹہلاؤ تھوڑی دیر میں اس نے بھوک کی فریاد کی تو دو سیر گھی اس کو پلوا دیا اور پھر ٹہلانا شروع کیا اور جب خواہش ہوئی گھی پلا دیا کچھ دیر بعد اس کو خون کا دست آیا پھر گھی پلا کر ٹہلایا تو کچ لہو کا دست آیا اس کے بعد غائی آیا اس کے بعد غذائی آیا اور بھلا چنگا ہوگیا۔ اب گرو جی نے کہا کہ اس سانپ کو لاؤ چیلے پکڑ لائے ایک سینک سے اس کے منہ میں بھی وہی بھبھوت ڈال دی اسی دم اینٹھ کر رہ گیا۔ اور ذرا دیر میں پانی پی کر بہہ گیا اور وہ خاک پانی پر تیرنے لگی۔ بابا جی نے کہا کہ دیکھئے اس کا زہر تو اس کے لیے اکسیر ہے مگر انسان کے لیے قاتل ہے اور انسان کی اکسیر اس کے حلق میں زہر ہلاہل ہے۔

کیمیائے زہر مار آن شقی برخلافِ کیمیائے متقی

اور یہ حوصلہ اللہ تعالیٰ نے انسان ہی کو دیا ہے۔ کہ اکسیر کو ہضم کرتا ہے ورنہ اور حیوانات کے حق میں تو اکسیر زہر کا حکم رکھتی ہے۔

آن یکے رالدح در حق تو ذم آن یکے راشہد در حق تو سم

اس کے بعد بابا جی نے کہا کہ آؤ تم کو ایک اور تماشا دکھلائیں۔ ایک کڑھائی دودھ کی بھری ہوئی منگائی اور اس میں سرکہ اور نمک ڈال کر دودھ کو پھاڑ دیا۔ مجھ سے بولے کہ بھلا اب کوئی شے اس کو درست کر سکتی ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ پھر وہی خاک چاول بھر اس میں ڈال کر لکڑی سے ہلانا شروع کیا۔ فوراً دودھ اصلی حالت پر آ گیا۔ پھر کتنا ہی سرکہ

Marfat.com

اور نمک اور پر ڈالا کچھ اثر نہ ہوا جیسا تھا ویسا ہی رہا۔ بابا جی نے چیلوں کو حکم دیا کہ گڑھا کھود کر اس دودھ کو دبا دو۔ ہم نے کہا صاحب ان چیلوں کو آپ کیوں نہیں پلا دیتے۔ فرمایا کہ یہ پئیں گے تو کامی ہو (۱) (یعنی شہوتی ۱۲) ہو جائیں گے پھر ہم سے براہ عنایت فرمایا کہ اگر تم کھاؤ تو ہم کھلا دیں۔ سات پشت تک اس کی تاثیر رہے گی۔ میں نے کہا بہت اچھا مگر اس کا اتار بھی بتلا دیجیے ورنہ پانچ سیر مرغن کھانا ہر روز کہاں سے لا دیں گے۔ فرمانے لگے میاں خدا مالک ہے۔ ہم نے کہا سبحان اللہ دوا کھلانے کے تو آپ مالک ہیں اور کھانا کھلانے کے لیے خدا مالک میں ایسی دوسا سے باز آیا۔ یہ سُن کر چپ ہو رہے۔ ان بابا جی کی عمر چار سو برس کی تھی۔ ستر برس میں کایا پلٹا کرتے تھے۔ اس طرح کہ چھ مہینے تک ایک کوٹھڑی میں بیٹھ کر جہاں ہوا کا گزر نہ ہو ایک دوا کھاتے تھے پہلا جسم پھٹ کر اس کے اندر سے بارہ برس کی عمر کا ایک جسم نکل آتا تھا۔ جن دنوں میں ہم گئے تھے وہ دوا تیار ہو رہی تھی بابا جی اکسیر کے کھلانے میں بڑے اُستاد تھے چند روز کے بعد میر اعظم علی صاحب قبلہ ہمیں تلاش کرتے کرتے وہاں جا پہنچے ان کو دیکھ کر بابا جی نے پوچھا کہ یہ صاحب کون ہیں۔ میں نے جواب دیا کہ یہ ہمارے پتا ہیں سُن کر بولے کہ صورت شباہت سے تو یہ بات ٹھیک نہیں معلوم ہوتی۔ تب میں نے کہا کہ ہمارے مرشد اور گرو ہیں کہا کہ ہاں اس کا مضائقہ نہیں وقت رخصت بابا جی نے میر صاحب قبلہ کو ستر روپیہ اور ایک بیل اکسیر کے دیئے وہاں سے بابری کو چلے راہ میں میر صاحب نے فرمایا کہ اکسیر کے بیل کو پھینک دو۔ میں نے عرض کیا کہ آپ عیال دار ہیں بال بچوں کے کام آئے گی۔ فرمایا کہ نہیں اس کو دیکھ کر خراب ہو جائیں گے تب ہم نے وہ بیل پھینک دیئے۔ اس اکسیر میں یہ تاثیر تھی کہ نامرد کو مرد بنا دیتی۔

◎◎◎

Marfat.com

کیا یہ منتر سیکھا جا سکتا ہے

ایک روز ارشاد ہوا کہ بابری مسجد میں ہم کو ایک برہمن نے یہ منتر بتلایا تھا نہایت پرتاثیر ہے۔

دھاننگ	ڈھُونگ	مَنُوْ	بھُوکنگ	پنج اندریان
دھیان جو ہے	دھوپ ہے	دل	راجہ	حواس خمسہ

ہون ناس ننگ	چھُمَہ	جَاپ	سَنتُوک	پُوجَا	پُوجو
نناہوں	تحمل	پرستش ہے	قناعت	پوجا	پوجا اس وقت

رِیُوع	نِرنُجنُنک	اُممان	مَنڑپ	نِرمَان دِیونگ
ذات	بحث کو	خاکساری	سائبان	عجز سے خدا کو

حَیوُنتَ	جُوگیُ	جھان	بَھُوم	نہ بَھوَنگ	لِولیِن پُوجَا
پوجنے والا	جوگی	جہاں	امید	نہ خوف	محو ہونا عبادت میں
مَنْ پُشْپ	ڈھُو پنگ	سَتْ سَت	بَھاکھنتَ	دیکورَتْ	اُوڈھو تنک
دل پھول	خوشبودار	سچ سچ	بیان کرنا	پوجنے والا فقیر	اودھو

(**ترجمہ**) یعنی خدا کے ساتھ ایسا دھیان لگاؤ کہ سلطان دل کی خواہش اور حواس خمسہ جو اس کے خادم ہیں دھوپ کی طرح جل جائیں گے خدا کی عبادت تحمل و قناعت سے عجز کا سائبان لگا کے عبادت کنندہ بغیر اُمید و خوف کے عبادت کرے بلکہ محو ہو جائے دل خوشبودار پھول کی طرح کھل جائے گا۔ سچ سچ کہتا ہے پوجنے والا اودھو۔

Marfat.com

دست غیب کا تعویذ

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم بابری مسجد میں تھے تو مولانا روم کی مثنوی کا شوق پیدا ہوا۔ سنا کہ مولوی قلندر صاحب جلال آبادی خوب جانتے ہیں۔ ان کی خدمت میں جا کر کتاب شروع کی جب دوسرے حصہ میں یہ شعر آیا ؎

قال رابگذارد مردحال شو پیش مردِ کاملے پامال شو

ہم نے عرض کیا کہ حضرت یہ تو قال ہے قال کچھ حال کی حقیقت و ماہیت فرمایئے۔ بولے کہ بھائی یہ تو ہم بھی نہیں جانتے۔ بس اس روز سے ہم نے کتاب بالائے طاق رکھ دی۔ مولوی صاحب ایک تعویذ چند بار ہر روز لکھا کرتے تھے۔ میں نے اس کی تاثیر پوچھی فرمایا کہ اس میں حب وبغض کی دولت غیب وفتوحات وتسخیر خلائق ہے۔ چنانچہ ایک تعویذ لکھا اور فرمایا کہ دستِ غیب کی نیت سے لکھتا ہوں مجھ کو دیا اور کہا کہ اس کو جانماز کے تلے رکھ دو پھر کچھ پڑھا اور فرمایا کہ اب جانماز اٹھا کر دیکھو تو پانچ روپیہ رکھے تھے۔ غرض انہوں نے ہر قسم کی تاثیر کا تجربہ دکھلایا۔ فی الحقیقت نہایت مجرب تعویذ تھا۔ فرمایا کہ تم کو بھی اس کی اجازت ہے اس ترکیب سے کر لینا چار عناصر اس کے چار چلے ہوتے ہیں وہ تعویذ یہ ہے۔ مولوی قلندر صاحب سے ہم رخصت ہو کر پیران کلیر کے عرس میں پہنچے۔

۷۸۶

۳۳۶	۳۳۹	۳۳۴
۳۳۱	۳۳۳	۲۳۵
۳۳۲	۳۳۷	۳۳۰

ابرھا سبرھا سارصا

◎◎◎

بے سمجھے حال کھیلنے لگے

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک زمانہ میں حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ کے مزار متبرکہ کی زیارت کو ہم گئے۔ پیران کلیر میں رہنے کا اتفاق ہوا۔ جب عرس شروع ہوا تو اطراف و جوانب سے حضرت صوفیہ کا درود ہونے لگا۔ خوش اعتقادوں کے ہجوم اور آہنگ و سرود کی دھوم ارباب شوق کی مستی و اصحاب ذوق کی بالا دستی سے ہنگامہ بزم گرم ہوا۔ میں بھی عین وجد حالت کی گرما گرمی میں اس مجلس کے اندر پہنچا دیکھا کہ تین شخص رنگین لباس بادۂ شوق سے سرمست ہیں اور اصاغر داکابر خاموش مطربان خوش آہنگ کسی سوختہ دل کا یہ شعر گاتے ہیں۔

یہ شکایت ہے ہمیں اس ساقی گلفام سے ۔۔۔ دور ساغر میں ہمیں محروم رکھا جام سے

شعر سے کیا کیفیت اخذ کی اور تحقیق معانی سے کیا اثر آپ کے دل پر مرتبہ ہوا۔ انہوں نے فرمایا کہ جو گوہر شک پروتے ہیں سو اللہ کو روتے ہیں۔ میں نے کہا کہ حضرت کیا آپ دل میں مردہ کی طرح حَیٌّ لقَیُّوْمُ لَا تَاخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ بھی دام اجل میں گرفتار ہوگیا۔ جس کے ماتم میں آپ نوحہ گری کرتے ہیں اگر ایسا نہ ہوا تو مقام تہنیت ہے نہ جائے تعزیت کیونکہ اس نے تمہارے بزرگوں کو مارا اور تمہاری فکر میں ہے۔

ھَلَا ھَوَ اکُرْ کَمُھِنَ کَھَایُو بِھَتُ بِھن سِی تُوُ
چُھُوٹِی جی

یہ بات سن کر چپ چاپ ایک گوشۂ مجلس میں جا بیٹھے نہیں معلوم کبیدہ خاطری سے گردن جھکائی خدا سے جی لگا بیٹھے پھر میں نے دوسرے انالہ کش سے وہی سوال کیا جو

Marfat.com

پہلے سے کیا تھا وہ بولے حضرت کیسی غزل اور کہاں کا شعر نہ ہم سمجھتے ہیں نہ اس کو سنتے ہیں یہاں تو آلاپ اور کیے بھی معلوم ہوتی ہے۔ ڈھولک کی تھاپ پر سر دھنتے ہیں میں نے کہا کہ بہت درست ہے

کسانے کہ ایزد پرستی کنند بر آواز دولاب مستی کنند

پھر تیسرے صاحب ذوق سے بھی یہی سوال کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت شعر کا مطلب یہ ہے کہ جب خاتم الانبیا علیہ التحیۃ والثنا شب معراج کو مدارج و مقامات طے کرتے ہوئے پردۂ وحدت تک پہنچے تو آواز آئی اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔ پس اس ساغر کو حضرت رسالت پناہ نے دو بخش فرمایا ایک حصہ تو خود نوش کیا اور دوسر حصہ بندگان صالح کو عنایت کیا یعنی فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ حسرت یہ ہے کہ بندگانِ صالح کو تو ان کی صالحیت کافی تھی وہاں ہم جیسے تشنہ بیان بادیہ معصیت کو یاد کیوں نہیں فرمایا۔ ع

کہ مستحق کرامت گناہگاران اند

میں نے عرض کیا کہ حضرت خیر الورا نے تو گناہگاروں کو صالحین سے بھی پہلے دور ساغر میں کمال شفقت کے ساتھ شریک فرمایا ہے چنانچہ عَلَیْنَا میں ضمیر جمع اس پر شاہد ہے صالحین کو بعد عطف جدا یاد کیا اور عاصیوں کو اپنے ساتھ رکھا بھلا اس سے زیادہ اور کیا عنایت ہوسکتی ہے یہ بات سن کر ان کا جوش و خروش دھیما ہو گیا اور خاموش ہو کر ایک جانب بیٹھ گئے۔

◎◎◎

Marfat.com

خواب میں کیمیا بنانے کی ترکیب مل گئی

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک بار قلندر صاحب کے چلہ میں ہم جا کر ٹھہرے جو بوڑیہ کے قریب ہے۔ شاہ امیر الدین صاحب بھی وہاں تشریف لائے فرمانے لگے کہ میاں جنگل میں رہ کر تم کھاؤ گے کیا۔ ہم نے کہا صاحب کو جو خدا کھلائے۔ کچھ دیر بعد ایک شخص آیا اور چاول گھی مرغی وغیرہ لایا۔ ہم نے اس سے کہا کہ بھائی اگر تو قلندر صاحب کی نذر لایا ہے تو پانی پت یا کرنال کو لے جا اور اگر زندہ قلندر کے واسطے لایا تو ہمارے سامنے رکھ۔ اس نے کہا صاحب میں تو آپ کے واسطے لایا ہوں۔ خیر اس کا پلاؤ پکایا گیا پھر تو ہمیشہ یہی کیفیت رہی۔ چھ مہینے تک ہم وہاں ٹھہرے ہر روز کچھ نہ کچھ آتا رہا اور باوجود کیمیا گر جو ہمارا دوست تھا وہ بھی اکثر وہاں آیا کرتا اور اس کا دستور تھا کہ جب آتا تو مٹھائی وغیرہ ضرور لاتا ایک روز ہم نے باجو سے سوال کیا کہ یہ فن تم کو کس طرح حاصل ہوا۔ اس نے جواب دیا کہ میری آٹھ یا نو برس کی عمر تھی کہ والدین کا انتقال ہو گیا جو نقد وجنس تھا وہ ہمارے چچا نے سنگوایا۔ میں ان کی گائے بھینس چراتا اور روٹی کھاتا۔ چچی مجھ کو بہت مارتی اور تنگ کرتی تاکہ میں نکل جاؤں اور میرا مال واسباب بے کھٹکے ان کے پاس رہے چنانچہ ایک دن مجھ کو بڑی بے دردی سے مارا۔ میں بھینس لے کر جنگل کو چلا۔ اور راہ میں بیٹھ کر رونے لگا۔ اتنے میں ایک گرو اور دو چیلے ان کے میری طرف کو آئے مجھ کو روتا دیکھ کر ٹھٹکے اور حال پوچھا میں نے اپنا تمام قصہ بیان کیا فرمایا کہ ہمارے ساتھ چل۔ سب گائے بھینس چھوڑا ان کے ہمراہ ہولیا۔ چند روز بعد گرو جی کی الفت ومحبت کے سبب سے وہ چیلے بھی میرے دشمن جانی ہو گئے۔ ایک

دن گرو جی تو باہر گئے تھے۔ چیلوں نے اکیلا پا کر مجھ کو خوب پیٹا میں رو رہا تھا کہ گرو جی آن پہنچے پوچھا اب کیوں روتا ہے میں نے عرض کیا کہ صاحب وہاں تو چچی دشمن تھی یہاں آپ کے دونوں چیلے میری جان کے لوگو ہو گئے مجھ کو رخصت فرمایئے کہیں اور ہی زندگی کے دن کاٹوں گا۔ یہ بات سُن کر بولے خیراب ارنڈی کا درخت لگا دیں گے۔ سورہ والضحیٰ سے مجھ کو قرآن شریف پڑھانا شروع کیا۔ جب یہ سورتیں حفظ ہو گئیں تو نماز کے ارکان واحکام سکھلائے۔ نماز بھی بخوبی یاد ہو گئی تو ایک رات فرمایا کہ آج دو رکعت اس ترکیب سے پڑھ کر سو رہنا۔ میں نے ایسا ہی کیا خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور مجھ کو تمام قسم کی ترکیبیں چاندی بنانے کی تعلیم کیں۔ علی الصبح یہ خواب گرو جی سے عرض کیا۔ فرمایا کہ اچھا ان ترکیبوں کی آزمائش کر۔ شام تک سب ترکیبوں کا امتحان کرتا رہا جو کی سو پوری اُتری۔ میرے دل کو یقین ہو گیا۔ دوسری شب پھر ان کے فرمانے کے موافق وہی دوگانہ پڑھ کر سویا تو حضرت خضر نے سونا بنانے کی ترکیبیں ارشاد فرمائیں۔ دن میں ان کی بھی آزمائش کی تو سب درست۔ تیسری رات پھر وہی عمل کیا تو جواہرات کی صنعت تعلیم فرمائی چوتھے روز گرو جی نے مجھ کو رخصت کر دیا اور وہ چیلے دیکھتے کے دیکھتے ہی رہ گئے۔ میں چلا تو آیا لیکن تین دن تک یہ حال رہا کہ نہ کھانے کو جی چاہے نہ نیند آئے پھر گرو کے پاس گیا اور یہ کیفیت عرض کی فرمایا کہ جا تو کھلائے گا تو کیا مگر خود کھایا کر۔ اس دن سے میں خوب کھانے پینے لگا۔ پھر ہم نے باو جو سے پوچھا کہ بھلا تم نے یہ ترکیب کسی کو سکھلائی۔ کہا کہ ہاں ایک شخص کو تو زبردستی سکھلائی اور ایک نے زبردستی مجھ سے سیکھ لی۔ جس کو میں نے سکھلائی تھی اس کا حال یوں ہے کہ ہم دو شخص کیمیا گر ہم سفر تھے ایک گاؤں میں پہنچے وہاں چودھری نہایت نیک بخت و مخیر آدمی تھا چوپال میں ہم دونوں جا اترے وہ آیا اور ایک چھوٹی سی لڑکی اس کے ساتھ تھی جس کے کانوں میں سونے کے بالے تھے ہمارا حال

Marfat.com

پوچھا اور کہا کہ جب تک جی چاہے آپ ٹھہریں کھانا ہمارے گھر سے آیا کرے گا۔ اتفاقاً اس روز گھر میں کچھ نہ تھا۔ اس مرد کریم نے چھوٹی لڑکی کا بالا اتار کر گروی رکھا اور ہم کو تین دن تک طرح طرح کا کھانا کھلایا چوتھے روز ہم رخصت ہوئے اور ایک بیل اکسیر کی اس کے حوالے کی اور اپنے روبرو اس کی تاثیر دکھلا دی۔ اس نے بیل تو پھینک دی اور لاٹھی لے کر ہمارے پیچھے دوڑا کہ میں نے تمہاری خدمت ثواب کے لیے کی تھی نہ اس طمع کے لیے غرض ہم نے بمشکل تمام اس سے پیچھا چھڑایا جب دور نکل گئے تو ہم دونوں کو یہ خیال آیا کہ دیکھو یہ شخص دنیادار ہو کر اس طرح تواضع سے پیش آیا۔ بڑے شرم کی بات ہے کہ ایسے آدمی کو کیمیا سکھلا کر نہ جاویں۔ ہم پھر واپس لائے اور اسی چوپال میں قیام کیا۔ چودھری نے کہا کیوں پھر مار کھانے کا ارادہ ہے۔ ہم نے کہا کہ صاحب اب کوئی ایسی بات نہ ہوگی صرف تین روز ہم اور ٹھہرنا چاہتے ہیں۔ بولا کہ بسر و چشم تمہاری خدمت کروں گا لیکن حرف طمع زبان پر لاؤ گے تو جان سے مار ڈالوں گا۔ میں نے کہا کہ بھائی طمع کی بات جانے دو ایک نماز تم کو بتلائیں پڑھو گے یا نہیں۔ کہا کہ ہاں اس کا مضائقہ نہیں۔ میں نے وہی دوگانہ خضری بتلایا اور کہا کہ اس کو تین روز تک پڑھنا یہ کہہ کر ہم تو چل دیئے۔ سال بھر کے بعد جو ہم واپس آئے تو لوگوں سے معلوم ہوا کہ وہ چودھری دیوانہ ہو گیا اور گاؤں در گاؤں بھیک مانگتا پھرتا ہے۔ بہت جستجو کے بعد ملا تو ہم کو دیکھتے ہی لٹھ لے کر دوڑا کہ خدا تم کو غارت کرے تم نے مجھ کو خراب کر دیا گھر بار بال بچے سب چھوٹ گئے۔ روٹی کے ٹکڑے کا بھی ٹھکانہ نہ رہا۔ یہ کہہ کر رونے لگا۔ اور کہا کہ خدا دشمن کو بھی اس مصیبت میں نہ ڈالے نہ دنیا رہی نہ دین رہا تمام جہان اپنی جان کا دشمن معلوم ہوتا ہے۔ دوسرا شخص جس نے زبردستی سیکھا اس کی کیفیت یہ ہے کہ ضلع سہارنپور کے ایک گاؤں میں ہم مقیم تھے وہاں ایک جولاہے نے ہماری بڑی خدمت کی یہانتک کہ اپنا تمام مال و اسباب بیچ کر ہم کو کھلا دیا۔ جب وہ بالکل قلاش

ہو گیا تو اس نے ایک روز کیا کام کیا قد آدم گڑھا گھر کے اندر کھودا اور اس پر ایک بوریا اور بورئے پر سفید چادر بچھا دی اور اپنی بیوی کو سمجھا دیا۔ کہ خالی دیگچیوں میں چمچا ہلاتے رہنا۔ تا کہ معلوم ہو کہ کھانا کئی قسم کا پکتا ہے پھر ہم کو بلا کر لے گیا کہ چلیے آپ کی دعوت ہے۔ ہم کو تو چاٹ لگی ہوئی تھی جھٹ چلے گئے۔ پہلے تو ہم اور وہ ایک چارپائی پر بیٹھے اِدھر اُدھر کی باتیں ہوتی رہیں اور وہ اپنی بیوی کو تاکید کرتا رہا کہ جلدی پلاؤ زردہ پکا کر لاؤ۔ وہاں کیا خاک دھرا تھا یوں ہی جھوٹ موٹ دیگچی کھڑکا دیتی تھی اسی انتظار میں آدھی رات ہو گئی۔ اس وقت کہا کہ آؤ کھانا تیار ہے، ہم خوشی خوشی اٹھے اور سفید چادر پر قدم رکھا کہ اب تر نوالے کھائیں گے اس پر بیٹھنا تھا کہ ہم دھم سے گڑھے کے اندر! میں تو گرا اور وہ دونوں میاں بیوی لٹھ لے کر میرے سر پر آچڑھے اور دھڑ ادھڑ مارنے لگے۔ اور بولے کہ آج اسی گڑھے میں تم کو مار کر دبا دیں گے۔ ناچار اس کو ایک نسخہ چاندی کا بتلانا پڑا اس نے دو چار دفعہ اسی دم آزما لیا تب۔ بمشکل میری جان بچی اور اس نے رہائی دی پھر پاؤں میں گر پڑا اور قصور معاف کرایا۔ اس دن سے میں نے توبہ کی کہ پھر کسی کی دعوت نہ کھاؤں گا۔

باروزد طمع دیدۂ ہوشمند درآرد طمع مرغ وماہی بہ بند

ایک روز باجو نے ہم سے دریافت کیا کہ میاں صاحب سینکڑوں آدمی میرے پیچھے پھرتے ہیں اور کیمیا کے طالب ہیں ہر ایک کا یہی سوال ہے کہ کوئی نسخہ بتلا دو مگر باوجود بے تکلفی اور محبت وملاقات کے آپ نے کبھی اس امر کی خواہش نہ کی اس کا کیا سبب ہے، ہم نے کہا کہ یہ تو بتلاؤ کہ جو لوگ تم سے پوچھتے ہیں کیا ان کو تم نے بتلا دیا۔ کہا کہ نہیں۔ ہم نے کہا پھر ہمیں کیا ضرورت ہے کہ تم سے خواہش کریں اور اس ملاقات میں بھی خلل ڈالیں رہا فائدہ کیمیا کا سو ہم کو یوں ہی حاصل ہے کہ تم روزمرہ ملائی اور مٹھائی وغیرہ لے آتے ہو اور ہم کھا لیتے ہیں اس سے زیادہ مزا کیمیا کا ہم کو درکار نہیں۔ ایک روز باجو نے بیان کیا کہ میں

پھٹے پُرانے کپڑے پہنے ہوئے ایک پیر جی کی خدمت میں گیا کہ حضرت مجھے مرید کر لیجئے انہوں نے غریب وشکستہ حال دیکھ کر مجھ کو دھتکار دیا اس وقت پیر جی مہوسی کی دھت میں مصروف تھے اور پھونک پھانک کر رہے تھے میں نے ان کی ادویات لے کر اور کچھ اپنے پاس سے ملا کر جھٹ پٹ چاندی بنا کر دکھادی۔ پھر تو پیر جی لٹو ہو گئے بڑی خاطر و مدارات کی اور کہا کہ تجھ کو ہم دل و جان سے مرید کریں گے بشرطیکہ کیمیا سکھلا دے۔ میں نے کہا کہ بہت اچھا۔ تین من گوہ بندروں کا جمع کرائیے۔ پیر جی نے مریدوں کو حکم دیا اور چند روز میں گوہ جمع ہو گیا۔ میں نے کہا کہ اس کو گھڑوں میں بند کر کے آگ دے دیجئے تا کہ اس کا تیل نکل آئے۔ ترکیب بتا کر میں تو چل دیا اور پیر جی نے گوہ کو آگ دی مارے بدبو کے تمام بستی کے لوگ چلا اُٹھے اور پیر جی کے گھر پر ایک شور وغل مچا دیا کہ خدا کے لیے پیر جی کیوں تمام بستی کا دم ناک میں کیا یہ کیا بلا آپ نے جلائی ہے غرض پیر جی نہایت خفیف ہوئے۔

◎◎◎

خدا کا پتہ نہ کسی دائرہ میں لگا نہ لطیفہ میں

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم میرٹھ میں مقیم تھے تو کپڑے بالکل پھٹ گئے گرہ میں کوڑی نہ تھی مجبور اً لڑکے پڑھانے شروع کیے ۔

از توکل در سبب کاہل مشو　　رمز الکاسب حبیب اللہ شنو
گر توکل میکنی در کار کن　　کسب کن پس تکیہ بر جبار کن

جب کپڑوں کے لائق دام گئے تو پڑھانا ترک کر دیا اسی زمانہ میں مولوی جیب

اللہ شاہ صاحب کی خدمت میں رہے فی الواقع حضرت کی اصلاحی توجہ سلوک نقشبند یہ شاہ صاحب قبلہ سے طے کیا جب سیر لطائف و دوائر انوار کی ہو چکی تو حضرت نے فرمایا کہ سیدھا جب تعلیم ختم ہوئی۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کی توجہ سے لطائف دوائر کا خوب تماشا دیکھا۔ مگر گستاخی معاف ہو خدا کا پتہ تو نہ کسی دائرہ میں لگا نہ کسی لطیفہ میں یہ سب بھان متی کا سوانگ معلوم ہوتا ہے۔ اس وقت تو یہ بات ان کو بہت ناپسند ہوئی مگر رات کو خود غور و فکر جو کیا تو بات سمجھ میں آ گئی چونکہ نہایت منصف اور دانا آدمی تھے صبح کو فرمانے لگے سیّد تم سچ کہتے ہو ہم نے جو غور و انصاف کیا تو درحقیقت خدائے بیچوں د بیچگون کسی دائرہ اور لطیفہ میں مقیّد نہیں آفریں صد آفریں تم نے یہ بات سمجھائی۔ صدہا طالب ہمارے پاس آئے مگر کسی نے اس سوجھ بوجھ کی گفتگو نہیں کی آؤ دہلی چل کر شاہ ابو سعید صاحب سے یہ بات عرض کریں۔ چنانچہ شاہ صاحب مجھ کو دہلی لے گئے اول تو شاہ ابو سعید صاحب نے بڑے زور شور کی توجہ دی لوگوں کا خیال تھا کہ دیکھئے کیا حالت ہوتی ہے مگر ہم تو جیسے تھے ویسے ہی اٹھ کھڑے ہوئے بعد اس کے مولانا حبیب اللہ شاہ صاحب نے وہ تقریر عرض کی۔ شاہ ابو سعید صاحب نے فرمایا کہ یہ سوال تمہارا تو نہیں معلوم ہوتا۔ میاں صاحب نے میری طرف اشارہ کیا اس وقت جناب شاہ صاحب نے نہایت ہی انصاف کی بات فرمائی اور بہت ہی معقول جواب دیا کہ سنو صاحبزادہ جو کچھ ہم کو بزرگوں سے پہنچا تھا وہ تم کو پہنچا دیا اب اگر تمہارا حوصلہ فراخ اور طلب غالب ہے تو اور جگہ تلاش کرو۔

◎◎◎

Marfat.com

جادو وہ جو سَر چڑھ کر بولے

ایک روز ارشاد ہوا کہ جناب مولوی جیب اللہ شاہ کی ایما کے موافق مرزا غفور بیگ صاحب کی زیارت کے لیے ہم میرٹھ سے خورجہ کو روانہ ہوئے اوّل ہی منزل پر موضع کھر کھودہ میں ایک لڑکا ملا۔ ہماری صورت دیکھ کر بولا کہ آپ کے پاس پانچ روپے اور ایک آنہ ہے۔ ہم نے کہا کیوں اگر تم کو درکار ہو تو نذر ہے۔ بولا نہیں میں تو یوں ہی کہتا تھا۔ راستہ میں ہم نے اس سے پوچھا کہ سچ بتا تو کون ہے اور تجھ کو کیا عمل آتا ہے۔ اس نے کہا کہ مجھ کو یہ تو خبر نہیں کہ میرا باپ کون تھا بچپن میں ٹھگ مجھ کو لے گئے تھے ان ہی لوگوں میں پرورش پائی اور ایک منتر بھی اُن سے دیکھا۔ جس کی بدولت میرے سب کام نکلتے ہیں۔ میں آپ کو بھی اس منتر کی اجازت دیتا ہوں منتر یہ ہے اُوْ اُوْ اُمْرَ ھَا اُمْرَ ھِیْ اَھْلَا اَھْلَا کَھلَا کَھلَا کَلْھلَا کَلْھلَا کِیْ کَھِیْحَا کِیْ کَھِیْحَا کَرْ سَا کَرْ سَا سُوْ ھَا ھَنْسَا یَابَلَبُ یَا بَلَبُ اگر کوئی امیر مل گیا تو آپ کو اس کا تماشا دکھلاؤں گا۔ غرض جب ہم دونوں مرزا صاحب کی خدمت میں پہنچے اور چند روز رہے تو ایک دن اس لڑکے کے سامنے ہم نے مرزا صاحب کی تعریف بیان کی کہنے لگا کہ آپ کہیں تو تماشا دکھلاؤں۔ ہم نے کہا اچھا اس نے تین کنکریوں پر یہ منتر پڑھا اور باری باری سے مرزا صاحب پر پھینکیں۔ تیسری کنکری کھاتے ہی چپکے سے گھر میں چلے گئے۔ اور سب نقد و زیور اس کے سامنے لا رکھا۔ اور کہا کہ لے جاؤ۔ ہم نے وہ زیور وغیرہ اس لڑکے سے لے لیا اور ان کے گھر میں بجنسہ پہنچا دیا۔ مائی صاحبہ نے فرمایا تم نے دیکھا کہ آج مرزا صاحب نے یہ کیا خلاف عادت کام کیا۔ اس وقت ہم نے یوں بات بنادی کہ حضرت ایک شخص نے امتحان کیا تھا کہ جیسے پہلے زمانے میں حضرت ابوبکر صدیق نے اپنا تمام مال واسباب خدا کی راہ میں دے دیا تھا اب بھی کوئی ایسا ہے یا نہیں اس واسطے مرزا صاحب نے یہ چیز لے جا کر ان کو دے دی تھی۔ خیر یہ بات تو رفت گذشت ہوئی مگر تین روز تک مرزا صاحب پر منتر کا اثر رہا چوتھے دن ہوش میں آئے تو

Marfat.com

فرمانے لگے کہ خدا جانے کیا اسرار تھا تین دن سے ظلمات کا ابر دل پر چھا گیا تھا اور سب فیض و برکات یک قلم بند تھے۔ ہم کو نہایت تعجب ہوا کہ ایسے بڑے مشائخ پر منتر نے یہ تاثیر کی وہاں۔ ایک مجذوب بھی رہتا تھا۔ ہم نے اس لڑکے سے کہا کہ بھلا آؤ اس پر تو آزماؤ۔ اس لڑکے نے جواب دیا کہ صاحب یہاں دال نہیں گلتی۔ اس کی رگ و پے میں ایک ایسی تاثیر سما رہی ہے کہ دوسرے کی گنجائش نہیں۔ مگر ہمارے اصرار پر وہ آمادہ وہ گیا۔ ادھر اس نے کنکر اٹھائے اُدھر مجذوب نے سَر اُبھارا اور للکارا کہ بچہ کیا ہم کو بھی مرزا سمجھا ہے۔ لڑکا بولا دیکھئے میں نہ کہتا تھا کہ صاحب یہ ہوشیار ہے۔ اس پر کچھ نہیں ہونے کا۔ ہم نے پھر کہا کہ بھلے مانس آزما تو سہی۔ خیر اس نے تینوں کنکریاں ماریں لیکن مجذوب پر کچھ اثر نہ ہوا۔

◎◎◎

کہنے لگا میرا کاروبار ہی یہ ہے

ایک روز ارشاد ہوا کہ میرٹھ کی سرائے میں ہم قریب ایک مہینے کے ٹھہرے ایک فقیر بھی ہمارا رفیق تھا وہ بنئے کی دوکان سے جنس قرض لا کر کھایا کرتا تھا ایک دن چپکے سے چل دیا بنیا ہمارے پاس آیا کہ اپنے ساتھی کا قرضہ دلوایئے ہم نے کہا کہ بھائی ہم تجھ سے جنس نہیں لائے لانے والے کی ضمانت نہیں کی پھر ہم سے کیوں دعویٰ کرتا ہے جس کو دیا ہے اس سے لے۔ جب وہ مایوس ہو کر چلا تو ہم نے کہا کہ ہم سے واسطہ نہیں لیکن تیرا روپیہ ادا کر کے جاویں گے۔ بتا کیا چاہیے۔ اس نے اٹھارہ روپے بتلائے۔ ہم نے دوسرے دن سورہ یٰسین کا عمل شروع کیا تیسرے دن لالہ بانکے رائے وکل کا آدمی چونتیس روپے لے کر ہمارے پاس آیا اور کہا کہ لالہ صاحب نے کہا ہے کہ آپ کسی جھگڑے میں پڑے ہیں غرض ہم نے اسی وقت اٹھارہ روپے بنئے کو دے دیئے۔ اتفاق سے وہ فقیر ایک بار پھر رڑکی میں مل گیا ہم نے کہا کہ تم کو ایسا زیبا نہ تھا وہ روپیہ دینے لگا مگر ہم نے لیا نہیں۔

Marfat.com

ہم پانچوں کی خبر لیجئے

ایک روز ارشاد ہوا کہ میرٹھ میں حافظ جلال الدین صاحب گیارہویں کیا کرتے تھے ایک بار ہم پانچ آدمیوں کی دعوت کی جب فاتحہ شروع کی تو گھنٹہ بھر تک بزرگوں کے نام پڑھتے رہے بروح پاک فلاں فلاں آخر ہم نے تھک کر ان سے عرض کیا کہ حضرت سب کے شمار تو ہو گئے ان پانچ صورتوں کے نام بھی پکار دیجئے اصل کھانے والے ہیں بزرگوں کو ثواب جب پہنچے گا جب ان پانچوں کا شکم سیر ہو گا۔ اس بات پر بعض لوگ تو ہنس پڑے اور بعض ناراض ہوئے۔ لیکن عبارت فاتحہ جلد ختم کی گئی۔

◎◎◎

ہمارا جسم ہم سے الگ ہو گیا

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک بزرگ نے ہم کو بتلایا کہ گیارہ سو دفعہ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ پڑھ کر مراقب ہو جایا کرو لیکن یہ بات کسی کے روبرو بیان نہ کرنا ہم نے پڑھنا شروع کیا جب مراقب ہوئے تو دیکھا کہ جسم مماثل ہمارے جسم سے جدا ہو کر سامنے آ کھڑا ہوا۔ یہ ماجرا دیکھ کر ہم کو حیرت ہوئی اتفاقاً ایک روز حضرت حبیب اللہ شاہ نے دریافت فرمایا کہ تم کچھ پڑھتے ہو۔ ہم نے سب حال بیان کر دیا اس روز سے وہ بات جاتی رہی۔

◎◎◎

Marfat.com

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ایک روز ارشاد ہوا کہ شہر میں میرٹھ میں میاں روشن شاہ کوٹلہ کی مسجد میں رہتے تھے۔ان کے پاس ایک بزرگ تشریف لائے جب رات کو سب نماز پڑھ کر چلے گئے اور مسجد میں کوئی نہ رہا دروازہ بند ہو گیا اس وقت روشن شاہ سے وہ بزرگ بولے کہ بتلاؤ کیا کھاؤ گے۔جواب دیا کہ حضرت اب تو بازار بند ہو گیا دوکاندار بھی اٹھ گئے اب کھانا کہاں۔فرمایا تم اس بات کا فکر مت کرو۔خیر شاہ صاحب نے ایک کھانے کا نام لیا۔اسی وقت غیب سے کھانا آ گیا دونوں نے خوب کھایا پھر وہ بزرگ کمبل تان کر لیٹ رہے۔تھوڑی دیر بعد شاہ جی نے ان کو ٹٹولا تو خالی کمبل پایا۔صبح کے قریب دیکھا تو کمبل میں موجود ہیں۔کئی دن یہی کیفیت دیکھی۔ایک دن میاں روشن شاہ کے ساتھ وہ بزرگ گدڑی بازار سے گزرے تو کوئی شخص گا رہا تھا۔آواز سنتے ہی دھم سے کنویں کے اندر جا پڑے جو مسجد کے سامنے ہے۔تھوڑی دیر بعد جست کر کے باہر آ گئے نہ بدن بھیگا نہ کپڑے تر ہوئے۔جب راز افشا ہو گیا تو سر دہنہ کو چل دیئے۔ان کے جاتے ہی میاں روشن شاہ کے دل میں ایک ولولہ پیدا ہوا کہ ایسے کامل بزرگ سے ہم نے کچھ فیض و فائدہ حاصل نہ کیا۔یہ بھی ان کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے۔وہ بزرگ سردہنہ یہ بات کہہ کر چل دیئے کہ ایک شخص اس نام کا میرٹھ سے ہم کو پوچھتا ہوا آئے گا۔اس سے کہہ دینا کہ بڈولی کو گئے۔یہ خبر پا کر شاہ جی بھی بڈولی پہنچے وہاں پتہ لگا کرنال کو گئے یہ بھی کرنال پہنچے وہاں پہنچ کر ملاقات ہوئی۔شاہ صاحب نے عرض کیا کہ ہم کو کچھ تعلیم و تلقین فرمائیے۔یہ بات سن کر بولے اگر خدا کو منظور ہوتا کہ تم کو کچھ فائدہ ہم سے پہنچے تو ہم پہلے ہی تعلیم کر دیتے۔اب تم شاہ آباد کی طرف فلاں بزرگ کی خدمت میں

Marfat.com

چلے جاؤ وہ تم کو تعلیم کریں گے۔ شاہ صاحب مایوس ہو کر چلے آئے

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ!

◎◎◎

لڑکیوں کی شادی امام مہدی سے کی جائے

ایک روز ارشاد ہوا کہ موضع منڈ اور ضلع بجنور میں ہم پہنچے تو سنا کہ یہاں ایک سیّد صاحب شیعہ تھے۔ مرتے دم انہوں نے یہ وصیت کی ہے کہ ہماری دونوں لڑکیوں کی شادی نہ کی جاوے۔ جب حضرت امام مہدی آخر الزماں کا ظہور ہو تو یہ دونوں ان کے نکاح میں دی جاویں۔ ہم نے سیّد صاحب کی بیوی سے کہا کہ امام مہدی علیہ السلام تو شریعت محمدی کے تابع ہوں گے اور اس شریعت میں دونوں بہنوں کا جمع کرنا جائز نہیں۔ پس مناسب ہے کہ ان میں سے ایک کی شادی کر دو اور ایک امام صاحب کی نذر کے لیے رہنے دو۔ چنانچہ ایک کی شادی ہو گئی۔ اس کے بعد ہم نے کہا کہ اب اس غریب کو بھی کیوں بٹھا رکھا ہے خدا جانے امام علیہ السلام کے ظہور تک اس کی عمر وفا کرے یا نہ کرے اس سے تو یہ ہی بہتر ہے کہ اس کی بھی شادی کر دو اور اس کی اولاد سے امام صاحب کے زمانے میں جو لڑکی موجود ہو وہ امام صاحب کی نذر کی جاوے۔ تاکہ وصیت بھی پوری ہو جائے۔ غرض اس کی بھی شادی ہو گئی۔

◎◎◎

Marfat.com

دن کو ہل جوتو اور رات کو اللہ اللہ

ایک روز ارشاد ہوا کہ موضع منڈاور میں ہم وہاں کے صاحب سجادہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ چونکہ اکثر بزرگوں کی عادت میں داخل ہے کہ اپنے مُریدوں سے ہر قسم کا کام لیتے ہیں۔ میاں صاحب نے بھی اپنے مُریدوں کو ہلوں میں جوت رکھا تھا۔ ایک روز جب مُرید ہل جوت کر آئے تو آپ نے فرمایا کہ ارے رات کو کچھ اللہ اللہ بھی کرلیا کرو تو مُرید کیا کہتے ہیں کہ اب آئی ہم بدنصیبوں کی کمبختی۔ دن کو تو ہل جوتیں اور رات کو اللہ اللہ کریں بس اب ہم کیونکر جیویں گے۔ کس شامتِ نفس میں گرفتار ہوگئے۔ باز آئے ایسی پیری مریدی سے۔ یہ بات سُن کر ہم تو ہنسنے لگے اور پیر جی چپ رہ گئے۔ کچھ جواب نہ دیا۔ فی الحقیقت مُریدوں سے کام لینا بہت بُرا ہے۔ اور خصوصاً طالب خدا سے۔ اگرچہ بعض اولیاء اللہ نے بھی بعض طالبانِ خدا سے بہت سخت کام لیے ہیں لیکن اس میں کچھ مصلحت تھی اور آخران کو اپنے مطلوب سے ملا دیا۔ خرابی تو یہ ہے کہ اکثر پیرزادہ صاحب سوائے بزرگی خاندان کے اپنے گرہ میں تو کچھ رکھتے نہیں اور مُریدوں کی خوب خبر لیتے ہیں اگر کوئی مُرید راسخ الاعتقاد اپنی محبت سے پیر کا کچھ کام کرے تو اس کو اختیار ہے۔ لیکن بدلہ دنیا اس کو بھی لازم ہے۔ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۝

◎◎◎

جاہل سجّادہ نشین کا سجدہ

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم کرتپور میں گئے تو دیکھا کہ صبح دم آن کر سجادہ نشین

صاحب نے حضرت احمد شاہ کے مزار کا طواف وسجدہ کیا۔ہم نے کہا کہ صاحب طواف وسجدہ تو یہاں ادا ہوا اگر حضرت غوث الاعظم کے مزار پر آپ ہوں تو وہاں کیا کیجئے گا۔اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ کی زیارت کے لیے کیا باقی رکھا اور خدا سے تو کچھ مطلب ہی نہیں جس کے کچھ ادب وتنظیم درکار ہو۔وہ خفا ہو گئے اور بولے کہ میاں طالب علم حجتی ہوئے ہیں اسی واسطے ان کو فیض نہیں ہوتا۔ہم نے کہا کہ صاحب ایسے فیض کو ہمارا اسلام ہے کہ جس کے لیے خدا کو چھوڑ کر دوسرے کے سامنے سَر جھکا دیں اور توحید سے نکل کر شرک میں مبتلا ہوں۔

◎◎◎

ایک فقیر میں دو ۲ دو ۲ کمال

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم نے ایک گاؤں میں ایک بزرگ کو دیکھا کہ فقیری کے علاوہ ان میں دو کمال اور بھی تھے۔ایک تو کیمیا گری دوسرے عمل چنانچہ ایک زمیندار ان کے پاس آیا اور بیان کیا کہ میری گائے گم ہو گئی ہے۔اس بزرگ نے ایک تعویذ لکھا اور جس طرف گائے کا نشان دیا تھا اس طرف کو تعویذ کا رُخ کیا۔تھوڑی دیر میں دیکھا کہ گائے اس طرف سے دوڑی چلی آتی ہے۔میاں صاحب نے یہ کیفیت دیکھ کر تعویذ کا رُخ اپنی طرف کر لیا۔وہ گائے اُلٹی پھر گئی۔فرمایا کہ اگر کہو تو اسی طرح دوڑا دوڑا کر اس کو ہلاک کر دوں۔ پھر تعویذ سامنے کیا گائے چلی آئی۔ایک دن میاں صاحب ہماری بڑی تعریف وتوصیف فرمانے لگے۔ہم نے کہا کہ آج کیا بات ہے کہ چھ مہینے بعد آپ نے ہماری صفت وثنا بیان کی آخر ہماری آپ کی ملاقات تو پہلے سے ہے کبھی آپ نے تعریف نہیں کی۔بولے کہ آج مدح وثنا کی وجہ یہ ہے کہ تم چھ مہینے سے یہاں اور خوب جانتے ہو کہ میں کیمیا گر ہوں لیکن تم نے کبھی اس کی خواہش ورغبت ظاہر نہیں کی۔ہم نے کہا کہ صاحب اگر خواہش کی جاتی تو آپ بتلا دیتے۔بولے کہ سچ تو یوں ہے کہ میں نہ بتلاتا۔ہم نے کہا کہ ہماری استغنا کی وجہ یہ ہے کہ ہم تن تنہا دم نقد نہ جورو نہ بچے جہاں جاتے ہیں خدائے کریم اپنی عنایت سے

دو روٹیاں پہنچا دیتا ہے بھلا ہم کو کیا حاجت کیمیا کی ہے اور جس چیز کی حاجت نہ ہو اس کی طلب لا حاصل اور جب ہم جانتے ہیں کہ آپ نہ بتلائیں گے تو پھر ایسی بات کا پوچھنا فضول اور محض نادانی ہے۔

◎◎◎

کبھی تو خدا بن بیٹھے اور کبھی بندہ کا بھی بندہ

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک بار شہر بریلی میں گزر ہوا وہاں شاہ نیاز احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی نہایت اخلاق سے پیش آئے بہمہ صفت موصوف تھے ہم چند روز وہاں ٹھہرے ایک میاں صاحب فرمانے لگے کہ تم ہمہ اوست کیوں نہیں کہتے۔ ہم نے عرض کیا کہ حضرت جو کہتے ہیں وہ قالی اور خالی ہیں اور جو حالی ہیں وہ کہتے نہیں ۔

ایں مدعیانِ در طلبش بے خبر انند کانرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد

دوسرے یہ کہ ہم ٹھہرے طالب۔ اگر ہمہ اوست کہیں تو طلب کسی کی کریں۔ مولانا صاحب تو چپ ہو رہے مگر ان کے خلیفہ صاحب بولے کہ ہمارے حجرے میں آؤ تم کو توجہ دیں گے۔ ہم نے کہا کہ۔ بسم اللہ۔ حجرہ میں جا کر توجہ دینے بیٹھے۔ ہم نے کہا کہ صاحب اس وقت تو آپ بالکل مولانا نیاز احمد صاحب معلوم ہوتے ہیں۔ خلیفہ صاحب نے کہا اجی استغفر اللہ ذرّہ کو آفتاب سے کیا نسبت ہے۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ہم نے کہا سبحان اللہ خدا بننے کو تو آپ تیار ہیں مگر نیاز احمد نہیں بن سکتے بس رکھیے اپنی توجہ ایسے شخص کی توجہ کس کام کی جو کبھی تو خدا بن بیٹھے اور کبھی بندہ کا بندہ۔ غرض چند روز بعد ہم وہاں سے چل دیئے۔

◎◎◎

Marfat.com

حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ سے ملاقات

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم بریلی سے کاکوری کو چلے گئے سُنا تھا کہ وہاں کے جنگل میں ایک درویش رہتے ہیں۔ جن کو وحوش وطیّور سے محبت اور انسانوں سے نفرت ہے۔ نہ اپنی کہتے ہیں نہ دوسروں کی سنتے ہیں رات دن گریہ وزاری سے کام ہے۔ بڑی تلاش کے بعد وہ ملے رفتہ رفتہ باہم محبت ہوگئی۔ ہم نے حال دریافت کیا تو کہنے لگے کہ میں ہندوستان بارادۂ حج چلا بمبئی سے جہاز پر سوار قضا جہاز تباہی میں آکر پاش پاش ہوگیا ایک تختہ کے سہارے میں تیسرے دن ایک پہاڑ کے قریب کنارہ سے جالگا۔ خدا خدا کر کے تختہ سے اتر پہاڑ پر چڑھ گیا۔ بہت فاصلہ پر ایک دیوار نظر آئی قریب جا کر دیکھا تو اس میں کوئی دروازہ نہ تھا۔ مگر ایک بلند درخت دیوار کے قریب تھا اس پر چڑھا اور دیوار سے اندر اتر گیا۔ وہاں کی کیفیت کیا بیان کروں ایک باغ دل کش دیکھا جس کا مثل نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا۔ روشیں مصفا نہریں جاری رنگ برنگ کے طائر چہچہاتے اور قسم قسم کے میوے درختوں پر لگے ہوئے ہیں۔ لیکن انسان کا کہیں پتہ نہیں۔ میں حیرت میں رہ گیا کہ بار خدایہ کیا مقام ہے۔ غرض کچھ میوے کھا پی کر ایک بارہ دری میں سو رہا۔ عصر کے وقت آنکھ کھلی باغ کی سیر کرنے لگا۔ شام کے وقت اس خیال سے کہ مبادی یہ باغ جنّات کا ہو ایک گوشے میں جا چھپا۔ وہاں سے دیکھا کہ آسمان سے ایک گروہ سواروں کا اُترا اور چمن میں ایک تخت اور فرش مکلف بچھایا گیا۔ خدمت گار قرینہ بقرینہ کھڑے ہوگئے اور دو صاحب نہایت حسین اس تخت پر آن کر بیٹھے کھانا تقسیم ہونا شروع ہوا۔ میں دُور سے یہ سب کیفیت دیکھ رہا تھا کہ ان دونوں سرداروں میں سے ایک نے فرمایا کہ فلاں بن فلاں آج ہمارے ہاں مہمان ہے اس کو بھی کھانا پہنچاؤ۔ میں یہ بات سُن کر متحیر

Marfat.com

ہوا اور دل میں کہنے لگا کہ الٰہی یہ کون بزرگ ہیں تھوڑی دیر میں ایک شخص میرے پاس کھانا لایا۔ میں نے کہا تم کون ہو اور یہ بزرگ کون ہیں۔ میرا جی چاہتا ہے کہ ان کی قدم بوسی حاصل کروں۔ اس نے کہا کہ میں بے اجازت کچھ جواب نہیں دے سکتا تم کھانا تو کھاؤ میں اجازت طلب کر کے آتا ہوں۔ میں ہنوز کھا ہی رہا تھا کہ وہ شخص یہ مژدہ لایا کہ لو تمہاری درخواست منظور ہوئی۔ چلو قدم بوسی حاصل کرو ہم لوگ شہید ہیں اور یہ باغ ہمارے رہنے کا مقام ہے اور دونوں شاہزادے امام حسنؓ اور امام حسینؓ ہیں۔ پھر تو میں خوشی کے مارے جامہ میں نہ سمایا۔ جھٹ حج کا وقت آئے گا تم کو بیت اللہ پہنچا دیں گے خاطر جمع رکھو۔ بعد اس کے مجلس برخاست ہوئی میں بارہ دری میں جا کر سو رہا۔ اس دن سے مجھ کو دونوں وقت امامین کی زیارت نصیب ہوتی اچھے سے اچھا کھانا ملتا۔ نو مہینہ بعد حج کا زمانہ آ گیا۔ میں نے عرض کیا کہ بعد حج حضور اسی جگہ مجھ کو پھر بلا لیں۔ فرمایا کہ اچھا اور ایک شخص کی طرف اشارہ کیا کہ اس کو پہنچا دو۔ اس نے کہا کہ آنکھیں بند کرو۔ میں نے بند کر لیں۔ پھر کہا کھول دو۔ میں نے کھول دیں۔ دیکھا کہ بیت اللہ شریف میں کھڑا ہوں۔ میں نے حج کیا پھر مدینہ منورہ کی زیارت کو گیا اور وہاں سے مکہ معظمہ میں واپس چلا آیا اب مجھ کو ہر وقت یہ خیال رہنے لگا کہ حضرت نے وعدہ فرما لیا تھا اب تک بلایا نہیں۔ آخر ایک دن اسی غم و الم میں آنکھ لگ گئی۔ آنکھ کھلی تو دیکھا کہ میں اسی باغ کے اندر ہوں بہت خوش ہوا سجدۂ شکر بجا لایا پھر وہی زیارت اور وہی کھانا نصیب ہوا۔ اسی طرح عیش و خوشی کے ساتھ چار مہینے گزر گئے۔ ایک دن میری جو شامت آئی تو عرض کیا کہ حضرت گھر جانے کو جی چاہتا ہے مگر اس وقت یہ کہنا بھول گیا کہ مجھ کو بلا لیجئے گا۔ ایک شخص کو اشارہ ہوا کہ اچھا اس کو پہنچا دو۔ اس نے آنکھ بند کرا کے مجھ کو گھر پہنچا دیا۔ دو چار دن تو کچھ خیال نہ آیا مگر جو وہاں کی یاد نے زور مارا تو مجھ کو جنون ہو گیا اور اب تک اسی فراق میں مبتلا ہوں۔ جب ہم نے یہ دو ہاتھ کی لمبی داستان سنی تو کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ میاں ہم تو سمجھے تھے کہ یاد خدا میں روتا ہے۔ تیرا رونا جھینکنا تو کچھ اور ہی نکلا اور وہ بھی نصیب نہ ہوا جا اپنی قسمت کو رویا کر ہم وہاں سے لکھنؤ چلے گئے۔

◎◎◎

Marfat.com

آؤ معبود جاؤ معبود

ایک روز ارشاد ہوا کہ لکھنؤ میں مولوی عبدالرحمٰن صاحب موحد سے ملاقات ہوئی ان کی عادت تھی کہ جب کوئی آتا تو فرماتے آؤ معبود اور جاتا تو کہتے جاؤ معبود ہم سے بھی حسب عادت یہی کلام کیا ہم نے کہا کہ حضرت معبود معبود تو ہماری سمجھ میں آ گیا لیکن آؤ جاؤ کے معنیٰ کچھ نہ کہے۔ مولوی صاحب نے کچھ جواب نہ دیا لیکن سر اٹھا کر بہت دیر تک ہماری طرف دیکھتے رہے۔ خیر ہم تھوڑی دیر کے بعد چلے آئے پھر نہ گئے۔

◎◎◎

ہے اپنا اپنا مقدر جُدا نصیب جُدا

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب بنارس میں پہنچے تو ایک بزرگ کے پاس ٹھہرے جو ہمارے ہم نام تھے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ خاندان نقشبندیہ میں مولوی حبیب اللہ شاہ صاحب کے مرید ہیں۔ ہم نے کہا کہ صاحب آپ صرف ہمنام ہی نہیں بلکہ ہمارے پیر بھائی بھی ہیں۔ پھر تو بہت محبت ہوگئی ایک دن کہنے لگے کہ یہاں ایک مندر ہے جس میں ہر صبح کو گانا ہوتا ہے۔ کل وہاں چلو چنانچہ بعد نماز فجر ہم دونوں گئے دیکھا کہ ایک پنڈت جوان عمر تخت پر بیٹھا ہوا بڑے زور شور سے توحید بیان کر رہا ہے۔ جب وہ بیان کر چکا تو صبح کی راگنی میں آرتی شروع کی ہمارے پیر بھائی سیّد غوث علی شاہ حسینی تو اس کو سُن کر گر ہی پڑے۔ مگر ہم نے ضبط کیا اور ایک ستون پکڑ لیا۔ تاہم بدن پر ایک لرزہ سا طاری تھا۔ آرتی ختم ہوئی تو ہمارے پیر بھائی ہوش میں آئے۔ اور مکان کو چلے آٹھ روز تک ہماری وہی حالت رہی

Marfat.com

نویں دن فرو ہوئی اس کے بعد پھر کبھی ہم راگ سُننے کونہیں گئے۔ایک دن سیّد غوث علی شاہ نے فرمایا کہ آج گنگا پر چلو وہاں ایک چیلہ کو سنیاس ملے گا۔ہم دونوں پہنچے دیکھا کہ ایک پنڈت چیلہ کوتعلیم دیا چاہتا ہے۔ ہمارے پیر بھائی جھٹ سَر کھول کر پنڈت کے سامنے جابیٹھے اور کہا کہ پنڈت جی پہلے ہم کو مونڈ یئے۔ یہ سُن کر پنڈت رونے لگا اور نہایت انصاف کی بات اس نے کہی کہ میاں صاحب جو بات تم چاہتے ہو اس کی ہم کو ہوا بھی نہیں لگی خیال کرو اگر ہم اس قابل ہوتے تو ٹکے ٹکے پر کیوں مارے پھرتے یہ مرتبہ اگلے لوگوں میں تھا کہ ادھر اُسترا سر پر رکھا ادھر حال وارد ہوا ہم لوگ تو صرف ان کی لکیر پیٹتے ہیں ۔

خیال زلف بتاں میں نصیر پیٹا کر گیا ہے سانپ نکل اب لکیر پیٹا کر

پھر فرمایا کہ البتہ ہردوار کے مقام پر ہم نے یہی معاملہ دیکھا جو اس پنڈت نے کہا تھا یعنی ایک سنیاسی اپنے چیلہ کو سنیاسی دینا چاہتا تھا ایک مسلمان فقیر سَر کھول کر آگے آبیٹھا۔سنیاسی نے جوش میں آکر حجام کو اشارہ کیا کہ اچھا پہلے اسی کو مونڈ چنانچہ حجام نے اپنا کام شروع کیا اور گرُو نے یوں تعلیم شروع کیا نہ پاپی نہ پنّی نہ سرگی نہ نرگی نہ برہمی نہ بشنی الخ اس تعلیم کے بعد اس شخص پر ایسی زور شور کی حالت طاری ہوئی کہ وہ پرم ہنس ہو گیا یعنی مجذوب پھر چیلہ کی باری آئی اس پر بھی حالت تو ہوئی مگر وہ بات نہ ہوئی جو اس جوش وخروش میں فقیر کو حاصل ہو گئی تھی ع

ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا

◎◎◎

سپاہیوں کے فوطے غائب ہو گئے

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم بنارس سے علاقہ نیپال کو چلے گئے اتفاق سے وہاں ایک انگریزی رسالہ خیمہ زن تھا۔بعض آدمی ہمارے جان پہچان کے نکلے ان کے پاس ٹھہر گئے ایک دن عصر کے وقت ہم اور چند سوار جنگل کی سیر کو ہو گئے دیکھا کہ گھیا کدو کے کھیت پر ایک

Marfat.com

لڑکی حفاظت کے لیے بیٹھی ہے۔ایک سپاہی نے کدو توڑ لیا اور کہا کہ پیسہ صبح کو پہنچا دوں گا۔ یہ تو چلے آئے تھوڑی دیر بعد اس لڑکی کا باپ آیا تو اس نے کہا کہ سپاہی زبردستی کدو توڑ کے لے گئے۔ یہاں سپاہیوں نے ڈیڑھ پر آ کر کدو پکایا اور چار آدمیوں نے کھایا۔ہم سے بھی بہت اصرار کیا لیکن ہم نے نہ چکھا۔صبح کو وہ چاروں سپاہی روتے ہوئے ہمارے پاس آئے اور کہا کہ ہمارے فوطے غائب ہو گئے آپ ہی خوب رہے جو کدو نہ کھایا اب کیا علاج کریں۔ ہم نے کہا کہ بھائی چلو اسی کھیت پر قصبہ زمین بر سر زمین وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک بوڑھا عتر انٹ بڑی مونچھوں والا بیٹھا ہے۔ہم نے اس سے تمام حال بیان کیا اور پیسہ دیا وہ بولا کہ صاحب اس لڑکی نے تو یوں بیان کیا تھا کہ زبردستی توڑ لے گئے یہ قصور اس جانہار کا ہے یہ کہہ کر اس کو خوب پٹیا پھر اس سپاہی سے جس نے کدو توڑا تھا کہا پر تم بھی کیا یاد کرو گے جاؤ ایک بڑا اور ایک چھوٹا رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا باقی سپاہی سب اچھے ہو گئے۔ اس کے بعد بڈھے سے ہماری دوستی ہو گئی روز مرہ اس کے پاس جاتے طرح طرح کی چیزیں کھلاتا اور نہایت خاطر داری سے پیش آتا ایک روز کہنے لگا کہ ایک منتر نہایت مجرب و پرتاثیر میرے عمل میں ہے آپ کو اس کی اجازت دیتا ہوں جو ارادہ کرو گے خدا پورا کرے گا وہ منتر یہ ہے۔ گَرُ گَرُ گَرُ گَرُ گَرُ گَرُ گَرُ گَرُ بَا دَرُ آئِیُ مِیرِیُ بَھگتُ مِیرِیُ گُرُوُ کِیُ سَگتُ پُھر مَنتَرُ اِیشُوِیُ بَاچَا۔

گوز نکل گیا وہ پھر دوڑا ہوا ہمارے پاس آیا اور نہایت منت وزاری کی۔ہم نے پھر وہ شاخ پڑھ کر دے دی۔غرض تین چار دفعہ یہی معاملہ پیش آیا کہ گاؤں کے پاس پہنچا اور باد شکم جھوکا آیا۔

قسمت کی خوبی دیکھیے ٹوٹی کہاں کمند — دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا

آخر ہم تو چلتے چلتے آگے نکل گئے نہیں معلوم اس پر کیا گزری۔

◎◎◎

Marfat.com

انسانی رُوح طوطے میں آ گئی

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم بارادۂ حج چلے تو الور کے راستے میں ایک ہندو فقیر چار چیلوں سمیت ہمارے ہم طریق ہوئے کہنے لگے کہ رات کو ہمارے ساتھ ٹھہرنا چنانچہ ہم لوگ ایک دھرم سالہ میں جا اترے انہوں نے چیلوں سے پوچھا کہ کیا کھاؤ گے۔ سب نے اپنی اپنی رغبت کے موافق کہہ دیا وہی کھانا موجود ہو گیا۔ پھر ہم سے پوچھا۔ ہم نے کہا کہ صاحب جو آپ کھائیں کہا میں تو مونگ کی دال اور چپاتی کھایا کرتا ہوں۔ غرض جب ان کا کھانا تیار ہوا تو ہم نے بھی وہی کھایا۔ بات چیت شروع ہوئی تو ایک انس پیدا ہو گیا کچھ توجہ کا ذکر آیا میں نے استدعا کی۔ کہنے لگے کہ تین روز ہمارے پاس رہو چوتھے روز ہم توجہ دیں گے۔ خیر ہم ٹھہر گئے۔ انہوں نے تین روز تک ہم کو برت ! (ا) (روزہ) رکھوایا پھر توجہ دی واقع میں بڑے زبردست آدمی تھے۔ ہم بہت لوگوں سے اور توجہ لی مگر یہ تاثیر کسی کی توجہ میں نہ دیکھی ان کی توجہ سے ہمارا قلب گلاب کے پھول کی طرح کھل گیا اور قائم ہو گیا تھا۔ ایک دن انتقال روح کے باب میں گفتگو آئی کہا کہ ہاں ایک جسم سے دوسرے جسم میں منتقل ہو سکتی ہے کیا تم یہ تماشا دیکھو گے۔ میں نے کہا ضرور۔ کہا اچھا ایک جانور مردہ لاؤ۔ اگلے دن ہم ایک مردہ طوطا لائے۔ رات کے وقت وہ دیوار سے تکیہ لگا کر بیٹھ گئے اور طوطے کو سامنے رکھ لیا۔ چراغ گل کر دیا سکی لے کر دم کھینچا کھٹ سے ایک آواز آئی اور بجلی سی چمکی طوطے میں جان آ گئی۔ ہم نے اس کو پکڑ لیا اور باتیں کرنی شروع کیں وہ بول تو نہ سکتا تھا مگر اشاروں سے باتیں کرتا تھا۔ پھر ہم نے کہا کہ اچھا اب اپنے جسم میں آ جایئے۔ تماشا دیکھ لیا غرض وہ بدستور سابق اسی چمک دمک سے اپنے جسم میں آ گئی۔ ہم نے کہا کہ یہ بات ہم کو بھی سکھلا دیجئے۔ کہا کہ اچھا پندرہ دن میں سکھلا دیں گے مگر روٹی کی ممانعت کر دی اور دُودھ چاول کھانے کی اجازت دی اور کپالی چڑھانی بتائی یہ دو قسم کی ہوتی ہے ایک تو چینی

تاڑی جس میں جس دم کے بعد ہوش وحواس بھی نہیں رہتے اس سے پہلے ناتی ۱ (۱) (ناتی وہ فعل ہے کہ ایک دھجی ریشم سفید لے کر ناک کے ہر دو سوراخ کو صاف کرتے۔ یعنی دھجی کو ہر ایک سوراخ میں سے ناک کے چند بار کھینچ کر منہ سے نکالتے ہیں تا کہ سوراخ بینی صاف ہو جاویں اور آمدرفت سانس میں کسی طرح کی دقت نہ ہو دونوں سوراخ برابر جاری رہیں ۱۲ منہ) دھوتی ۲ (۲) (دھوتی وہ فعل ہے کہ بعد ناتی کے ایک چھوٹا سا رومال سفید ریشمی لے کر اس کے ایک گوشہ میں تاگہ یعنی ڈورا لمبا باندھ کر رومال کھا جاتے ہیں اور ڈورا باہر رہتا ہے وہ رومال قلب کو لپٹ جاتا ہے پھر اس کو باہر کھینچ لیتے ہیں اور پانی سے صاف کر کے پھر کھا جاتے ہیں اور نکالتے ہیں تا کہ قلب کی چربی و کدورت دور ہو جائے ۱۲ منہ) اور کنجل ۳ (۳) (بعد دھوتی کے کنجل کریا کرتے ہیں کنجل ہاتھی کریا فعل یعنی فعل ہاتھی کا جیسے ہاتھی پانی پی کر پھر پانی نکالا کرتا ہے اسی طرح پانی پی کر نکالتے ہیں اور قلب دھوتی میں ان تین عمل میں بجز دودھ کے کچھ نہیں کھاتے۔ جب ان تین عمل میں مشق ہو جاتا ہے اس وقت تعلیم حبس دم وانتقال رُوح کرتے ہیں ۱۲ منہ)۔ کریا کرائی غرض پندرہ دن میں اپنا قول پورا کر دیا ہم نے چند روز کر کے یہ عمل چھوڑ دیا کیونکہ ایک بکھیڑا تھا چونکہ کپالی چڑھانا ہم کو لڑکپن سے یاد تھا اس واسطے پندرہ دن میں یہ عمل پورا ہو گیا۔

◎◎◎

شادی نہ کرتا تو اچھا رہتا

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم جودھ پور کے علاقے میں پہنچے تو ایک ہندو فقیر دیکھا جو بارہ برس تک رات دن کھڑا رہا تھا۔ اس کے پاؤں بھی ورم کر گئے تھے۔ بارہ برس کے بعد بیٹھنا چاہا تو بیٹھا نہ گیا۔ چھ مہینے تک ٹانگوں کی مالش کرائی تب رگ پٹھے کھلے ایک مدت کے بعد وہ فقیر پھر ملا بھیک مانگتا ہوا جھولی گلے میں ہم کو دیکھ کر رونے لگا ہم نے پوچھا کہ خیر ہے روئے کیوں۔ بولا کیا کہوں ایک عورت کر لی ہے جب وہ حال تھا اب یہ صورت

Marfat.com

ہوگئی۔ پھر اپنے گھر لے گیا دیکھا تو ایک کھترانی موجود ہے وہ بھی رونے لگی۔ ہم نے کہا کہ تم دونوں کیوں رنج وغم کرتے ہو جہاں سے وہ حالت تھی وہیں سے یہ حالت ہے اس سے کیا بنا اور اس سے کیا بگڑا۔

وہ بھی دیکھا یہ بھی دیکھ ان نین کا یہ ہی پریکھ
نہ من سرز حکمت بدرے برم کہ حکمت چنیں میرد دبر سرم

ابتدا میں اس شخص کا یہ حال تھا کہ تمام امیر وغریب اس کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور راجہ تو غلام تھا۔ جس وقت یہ شخص بارہ برس کے بعد بیٹھا تھا تو راجہ نے ہزار ہا فقراء کو جمع کر کے اس خوشی میں بہت کچھ دان کیا تھا اور چند روز تک برابر جشن قائم رکھا تھا بعد میں ایک عورت کے ساتھ شادی کرنے سے راجہ کا سب اعتقاد جاتا رہا۔ شہر بار کرادیا دنیا دار کا اعتقاد ایسا ہی ہوتا ہے۔

◎◎◎

بیگم بھوپال سے دودو چونچیں

ایک روز ارشاد ہوا کہ حج اوّل کے سفر میں بھوپال جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں سنا کہ سیّد العالم صاحب بڑے کامل فقیر ہیں ان سے بھی ملے انہوں نے تعلیم کا دعویٰ کیا مگر کچھ اس کا ظہور نہ دیکھا گیا۔ ہم سے اور سیّد وزیر علی صاحب سے پہلے پہل ان کے مکان پر ملاقات ہوئی تھی چند روز تال بھوپال کے کنارے ایک پہاڑی پر رہے ایک دن سکندر بیگم والیہ بھوپال یہ سُن کر کہ کوئی فقیر نواحِ شہر میں وارد ہے ملاقات کو آئیں چند خواص وارا کین بھی ہم رکاب تھے خود گھوڑے پر سوار ہمارے قریب آن کر یہ شعر پڑھا۔

کیوں شہر چھوڑا عابد غاد جبل میں بیٹھا جس کو تو ڈھونڈتا ہے تیری بغل میں بیٹھا

اور فرمایا کہ شاید آپ کا ارادہ بیت اللہ کا ہے۔ ہم نے کہا کہ ہاں ہے تو سہی اتنے میں دوسری بیگم صاحبہ جوان کی وزیر تھیں یوں گویا ہوئیں۔

Marfat.com

عابد و معبود دونوں پاس ہیں غافل ترے　　کیوں کرے پھر تو ارادہ طوف بیت اللہ کا

کوخاموشی کے نیام سے کھینچ کر ایک ضرب اس شعر کی لگائی ؎

بارم گفتی و خور سند عفاک اللہ نکو گفتی　　جو اب تلخ مے زیبد لب لعل شکر خار

یہ سُن کر بیگم صاحبہ بولیں کہ لو یہ تو شہری معلوم ہوتے ہیں مگر چھوٹ گئے ہیں ہم نے کہا کہ آپ سے بیگم صاحبہ لوٹ گئیں اور گھوڑے سے اتر پڑیں اور کہا کہ ہمارا قصور معاف ہو معلوم ہوا کہ آپ سب طرح درست اور پورے ہیں ہم نے کہا کہ آپ آزمائش و پیمائش کرلیں اگر کمی و بیشی ہو تو تصور از من است پھر تو پھڑک گئیں اور کہنے لگیں کہ میاں صاحب کیا یہاں بولنا ہی خطا ہے۔ہم نے کہا اس میں شک ہے آپ نے نہیں سُنا مَنْ سَکَتْ سَلَمَ وَمَنْ سَلَمَ نَجَا ؎

دو چیز تیزہ عقضر ہست دم فروبستن　　بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی

یہاں سب طرح کا سامان موجود ہے دیکھ لو دکھالو پرکھ لو سودا نقد ہے اس ہاتھ دو اس ہاتھ لو بیگم صاحبہ بولیں بیشک میاں صاحب ہمارا زبان کھولانا غضب ہوا اب ہماری تمہاری صلح ہے ہم نے کہا بہت اچھا ؎

اگر صلح خواہی نخواہیم جنگ　　وگر جنگ جوئی ندارم رنگ

غرض عذر تقصیر کے عبد نذر پیش کی اور کہا کہ آپ شہر میں تشریف لے چلیں تو ہم کو ہر وقت آپ کی زیارت بدصیب ہو اور آپ کو ہر طرح کا آرام ملے۔ہم نے کہا کہ بیگم صاحبہ ہم کو یہی بڑا آرام ہے کہ آپ اپنا رام نہ بنائیں اور یہیں آرام کرنے دیں مسکرا کر چپ ہو گئیں اور رخصت ہوئیں۔اس کے بعد وزیر علی صاحب نے اکسیر سے خرچ تیار کیا دو ہندو فقیر جو وہاں رہتے تھے یہ بات دیکھ کر سر ہو گئے ہم نے سیّد وزیر علی سے کہا کہ تم نے یہ کیا کام کیا کہیں گرفتار تو نہیں کراؤ گے۔اس کے سارے بکھیڑے کو ہم نے تالاب میں وہ ڈلوا دیا وہ ہندو سر پیٹنے لگے۔

◎◎◎

Marfat.com

مرنے کے بعد پھر زندہ ہو گئے

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہمارے ایک دوست تھے عبدالصمد خاں بھوپال میں ان سے بھی ملاقات ہوئی۔ انہوں نے دو حکائتیں عجیب وغریب بیان کیں۔

حکایت اوّل۔ یہ کہ میں ایک مولوی صاحب سے پڑھا کرتا تھا قضارا ان کا انتقال ہو گیا سخت رنج والم ہوا کہ ایسے استاد شفیق اب کہاں ملیں گے جب ان کو غسل کفن پہنایا تو میں خوشبو لینے ان کے حجرہ میں آیا دیکھتا کیا ہوں کہ مولوی صاحب اندر موجود ہیں۔ میں نے متعجب ہو کر پوچھا کہ حضرت جنازہ تو باہر رکھا ہے اور آپ یہاں فرمایا کہ میاں تمہارا غم واندوہ گوارا نہ ہوا اب خاطر جمع رکھو انشاءاللہ ہر روز ملاقات ہوا کریگی۔ مگر افشائے راز نہ کرنا چلو اب جنازہ کی نماز پڑھو مگر ہم اور لوگوں کی نظروں سے غائب رہیں گے۔ چنانچہ جب تک دفن کیا وہ ہمارے ساتھ رہے۔ قبرستان سے پھرے تب بھی ہمراہ تھے۔ میں نے دریافت کیا کہ مولوی صاحب آپ تو یہاں ہیں بھلا قبر میں منکر نکیر کو جواب کون دے گا۔ فرمایا کہ میاں یہ بات نہ پوچھو کچھ اور گفتگو کرو۔ دو گھڑی کے بعد سلام علیک کر کے تشریف لے گئے اس کے بعد ہر روز صبح کے وقت قدم رنجہ فرماتے رہے۔ چند روز اسی طرح گزرے۔ ایک رات میں نے حجرہ کی موری میں پیشاب کر دیا۔ صبح کو مولوی صاحب ناک چڑھائے آئے اور کہا کہ آج تمہارے حجرہ میں بدبو ہے۔ شاید تم نے یہیں پیشاب کیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ فی الواقع یہ قصور مجھ سے ہوا ہے اس وقت فرمایا کہ میاں تم اور عالم میں ہم اور عالم میں بھلا ہماری تمہاری ملاقات کیا۔ بھائی اب ہم نہیں آئیں گے۔ ہر چند میں نے عذر و معذرت کی لیکن پھر کبھی نہیں آئے۔

◎◎◎

Marfat.com

حضرت خضر خود ہی آ گئے

حکایت دوم یہ بیان کی کہ ایک دفعہ میں اور میرا بھائی دونوں ملک دکن کے اندر ایک راجہ کے سواروں میں بھرتی ہو گئے چند روز کے بعد وہ راجہ تو مر گیا اس کی دو بیٹیوں نے ریاست و سپاہ باہم تقسیم کر لی اتفاق سے دونوں رئیسوں میں مجادلہ و مقاتلہ واقع ہوا۔ ہم دونوں بھائی بھی لڑائی میں سخت زخمی ہوئے رات کو میدان جنگ میں پڑے تھے اور کوئی ہمارے حال کا پرساں نہ تھا آدھی رات کے وقت پیاس کا از حد غلبہ ہوا۔ دیکھتا کیا ہوں ایک برہمن قشقہ لگائے کمنڈل ہاتھ میں اور دس پندرہ آدمی ساتھ کورے گھڑے سر پر دھرے زخمیوں کو پانی پلاتے چلے آتے ہیں۔ مجھ کو ہندوؤں کے کھانے پینے سے ہمیشہ پرہیز رہا اس لیے انکار کر دیا مصر جی چلے گئے تھوڑی دیر بعد پھر آئے کہ خان صاحب کیوں پیاسے مرتے ہو پی بھی لو۔ میں نے کہا کہ پہلے کبھی ہندو کے ہاتھ سے پانی نہیں پیا تو اب مرتے وقت کیا پیئیں۔ بولے کہ خانصاحب تم بڑے ضدّی ہو کیا اسی کا نام اسلام ہے لو پانی پیو میں تمہارے بھائی کو بھی پلا آیا ہوں۔ ابھی تمہاری عمر بہت ہے۔ یہ سُن کر میرے کان کھڑے ہوئے کہ یہ میرے بھائی سے کیا واقف اور عمر کی اس کو کیا خبر میں نے کہا کہ صاحب خیر پانی تو پی لوں گا لیکن یہ بتلایئے آپ ہیں کون۔ فرمایا کہ میں خضر ہوں اور یہ لوگ جن کے سر پر پانی پلاؤ۔ میں نے کہا کہ حضرت آپ نے یہ بھیس کیوں بدلا ہے۔ بولے کہ میاں چپ مہاراج کہو مہاراج بہت سے ہندو اس میدان میں پڑے ہیں جن کو مسلمانوں کے پانی سے انکار ہے۔ میں نے کہا کہ اگر آپ دوسری ملاقات کا وعدہ کریں تو پانی پیتا ہوں۔ فرمایا اچھا تم پہچانو گے نہیں۔ خیر میں نے پانی پیا کچھ قوت آئی وہاں سے اُٹھ کر مکان پر آیا پھر نوکری چھوڑ چھاڑ کر اپنے وطن کی راہ لی۔ یہاں آ کر مسجد کی امامت اختیار کی اور لڑکے پڑھانے لگا۔ کوئی پندرہ برس کے بعد ایک روز ایک سپاہی شکستہ حال جس کی تلوار کا میان بھی ٹوٹا پھوٹا

Marfat.com

ساتھا۔ مسجد میں آیا السلام علیکم میں نے جواب دیا وعلیکم السلام آپ کیسے تشریف لائے۔ کہا بہت دنوں سے تمہاری ملاقات کو جی چاہتا تھا آج سرکاری کام ادھر کا نکل آیا ہم نے کہا کہ چلو خاں صاحب سے بھی ملتے چلیں۔ میں نے سوچا ہماری ان کی ملاقات تو ہے نہیں شاید روٹی کے لیے یہ باتیں بناتا ہے۔ ہم نے روٹی منگا کر ان کو کھلا دی جب کھا پی کر چلنے لگے تو فرمایا کہ لو خاں صاحب ہم جاتے ہیں پندرہ سولہ برس ہوئے کہ تم سے ملاقات ہوئی تھی اور ہم نے اقرار کیا تھا کہ ایک دفعہ پھر ملیں گے لو ہم نے اپنا اقرار پورا کیا کل کو یہ نہ کہنا کہ ہم سے وعدہ خلافی کی ہم روٹی کھانے نہیں آئے تھے فقط تمہاری ملاقات مقصود تھی۔ میں اس فکر میں تھا کہ یہ کیا کہتے ہیں اتنے میں وہ سلام خضر تھے۔ میں دوڑا اور ہر گلی کوچہ میں دریافت کیا کہ کسی نے اس شکل وصورت کا آدمی دیکھا ہے مگر کچھ پتہ نہ لگا ناچار کف افسوس مل کر رہ گیا۔

◎◎◎

تمام بدن آئینے کی طرح چمکنے لگا

ایک روز ارشاد ہوا کہ بمقام بھوپال ایک ہندو فقیر تھے بابا ستیل داس۔ ہم نے سنا کہ وہ توجہ دیا کرتے ہیں۔ ہم بھی ان کے پاس گئے اور درخواست کی کہا کہ تین دن تک فاقہ کرو نہ کچھ کھاؤ نہ پانی پیو۔ ہم نے ایسا ہی کیا۔ تیسرے دن بابا جی نے توجہ کی تو تمام جسم مثل آئینہ ہو گیا۔ اندرونی و بیرونی رگ و ریشہ سب عیاں تھے اور ایک شعلہ نورانی زمین سے آسمان تک منور معلوم ہوتا تھا۔ ہم نے عرض کیا کہ بابا جی ہم کو مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ کے معنی سمجھا دو اس توجہ سے تو یہ بات حاصل ہوتی نہیں ہم تو دید جان چاہتے ہیں نہ دید جسم و جہاں غیر کو دیکھا تو کیا دیکھا اصل دیکھنا تو اپنا ہی دیکھنا ہے ؎

دید تو مغز است و باقی پوست است　　دید آن باشد کہ دید دوست است

کہا کہ یہ تو مشکل ہے۔ ہم نے کہا اگر یہ مشکل ہے تو ہمارا بھی سلام ہے۔

◎◎◎

Marfat.com

نابینا حافظ کی کرامت

ایک روز ارشاد ہوا کہ مقام بھوپال میں قاری عبید اللہ عرف قاری لاؔلا صاحب سے ملاقات ہوئی۔ ہم نے ان کو قرآن شریف سُنانا شروع کیا۔ فرمایا کہ آپ کے لیے تو سیدھا سادھا پڑھ لینا کافی ہے قرأت کے جھگڑے میں مت پڑو۔ ان کے ارشاد سے ہمارا خیال بھی پلٹ گیا۔ ایک دن قاری صاحب سے ہم نے پوچھا کہ آپ کو کبھی کوئی قاری بھی ملا۔ فرمانے لگے کہ ہاں ایک دفعہ میں دکن کو جاتا تھا راہ میں ایک گاؤں کے اندر ٹھہرا اور حسب عادت پوچھا کہ یہاں کوئی قاری بھی ہے۔ لوگوں نے کہا قاری تو ہم جانتے نہیں مگر ایک اندھے حافظ یہاں رہتے ہیں لڑکے پڑھایا کرتے ہیں جب ان کے پاس گیا تو دیکھا کہ لڑکے باہر بیٹھے ہیں اور حافظ جی حجرہ کے اندر ایک ایک لڑکا جاتا ہے اور سبق پڑھ کر چلا آتا ہے۔ جو لڑکا اندر جانے کو تھا میں نے اس کی معرفت اپنی اطلاع کرائی تو حافظ جی نے اندر بلا لیا مزاج پوچھا میں نے کلام مجید سُننے کا اشتیاق ظاہر کیا۔ فرمایا کہ پہلے آپ پڑھیں۔ خیر میں نے رکوع پڑھا تو اندھے نے کان کھڑے کیے اور کہا کیا تم قاری لالا ہو میں نے کہا آپ نے کیوں کر پہچانا۔ اس نے کہا کہ آج سارے ہندوستان میں اس شدّ و مد سے پڑھنے والا سوائے قاری لالا کے اور کوئی نہیں ہے۔ اس کے بعد حافظ جی نے پڑھنا شروع کیا۔ ہنوز اعوذ پڑھی تھی کہ ایک برتن جوان کے پاس رکھا تھا اس کا سر پوش ہلا اور رکوع شروع کرتے ہی وہ سَر پوش گز بھر اونچا ادھر جا ٹھہرا جب حافظ جی پڑھ چکے تو وہ بھی اپنی جگہ پر آ گیا مجھ کو بڑی حیرت ہوئی انہوں نے خاموشی کا سبب پوچھا تو میں نے یہ ماجرا بیان کیا۔ فرمایا کہ تمہیں قال میں ید طولیٰ ہے مجھ کو حال میں اور میں تمام کلام مجید کا عامل ہوں آج شام کو اور بھی تماشا دکھاؤں گا۔ غرض ظہر کے وقت مجھ کو جنگل میں لے گئے اور کہا کہ آؤ وضو کر کے نماز پڑھ لیں۔ میں نے کہا بہت اچھا میں رہٹ کھینچتا ہوں آپ وضو کریں کہا اس کی

ضرورت نہیں تم سورۂ یٰسین کنوئیں کے کنارے پر کھڑے ہو کر پڑھو۔ میں نے پڑھنا شروع کیا اور پانی نے جوش مارا آخر پڑھتے پڑھتے کنارہ پر آ گیا۔ ہم نے وضو کر کے نماز پڑھی پھر سر کرتے ہوئے کنوئیں پر پہنچے۔ حافظ جی بولے پیاس لگی ہے تم سورۂ رحمٰن پڑھ کر انگلی پر دم کرو اور تین بار رہٹ کی طرف اشارہ کر کے چکر دے دو۔ میں نے ایسا ہی کیا رہٹ خود بخود چلنے لگا۔ جب پانی پی کر چل دیئے تو کھیت والا ہمارے پاس دوڑا ہوا آیا کہ حضرت یہ کیا کر چلے۔ رہٹ تھمتا نہیں میرا کھیت ڈوبا جاتا ہے۔ حافظ جی نے کہا جاؤ اسی طور سے پڑھ کر انگلی پر دم کر کے الٹے تین چکر دے دو۔ اول تو میں نے زور کیا اور یونہی روکنا چاہا۔ بھلا میری تو کیا ہستی تھی وہ ایسے زور سے چلتا تھا کہ ہاتھی سے بھی نہ رکتا۔ آخر وہی عمل کیا۔ فوراً بند ہو گیا۔ حفاظ جی نے والضحیٰ سے والناس تک مجھ کو بھی اجازت دی تھی اور جو انہوں نے فرمایا وقت امتحان وہی اثر پایا۔ قاری صاحب نے ہم کو بھی ان تاثیرات کا مشاہدہ کرایا۔ ارادہ تھا کہ بعد حج نابینا حافظ کے پاس جا کر رہیں گے۔ جب بیت اللہ شریف سے واپس آئے تو ان کا انتقال ہو گیا تھا۔ کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَّ یَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُوالْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ ۝

◎◎◎

بھوپال سے اندور اور بمبئی کو

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم نے بھوپال سے آگے کا عزم کیا تو میاں وزیر علی سے پوچھا کہو کچھ خرچ ہے۔ بولے گیارہ ٹکے موجود ہیں۔ ہم نے کہا خرچ تو بہت ہے اب کیا دیر ہے چلو۔ آدھی رات کے وقت ہم دونوں چل نکلے جب اندور میں پہنچے تو کچھ پاس نہ تھا۔ بمجبوری رسالہ کی مسجد میں قیام کیا وہاں کا ملا نہایت نیک بخت آدمی تھا اس نے دس بارہ روز ٹھہرایا بوقت روانگی پانچ روپے پیش کئے۔ ہم نے سید وزیر علی صاحب کی طرف اشارہ کیا انہوں نے انکار کیا تو ہم نے سمجھایا کہ میاں صاحب دعوتِ خدا کو کیوں رد کرتے ہو

آپ بھیک نہیں مانگتے مزدوری اور تجارت نہیں کرتے اس وقیری جامہ میں تو اسی طور سے ملے گا۔ بارے مان گئے اور روپے لے لیے وہاں سے روانہ ہوکر چاوندوڑ پہنچے اکیس دن رہنے کا اتفاق ہوا۔ سیّد وزیر علی صاحب نے کمر ہمت باندھی اور کتابت وطباعت کے ذریعہ سے نو روپیہ جمع کیے۔ تب وہاں سے آگے کو چلے۔ ایک منزل میں سخت بارش ہوئی ہم دونوں کمبل تان کر بیٹھ گئے تاہم کپڑے بہت بھیگ گئے۔ سردی نے غلبہ کیا سامنے ایک مردہ ہندو کا جل رہا تھا وہاں خوب آگ تاپی اور کپڑے سکھائے۔ لیکن کپڑوں میں اس کی بدبو بس گئی دماغ پریشان ہونے لگا۔ جب ذرا ابر کھلا تو ہم نے غسل کیا اور کپڑے دھوئے تب ذرا طبیعت درست ہوئی۔ غرض چلتے چلتے بمبئی میں پہنچے اور مولوی عبدالحلیم صاحب کی مسجد میں قیام کیا۔ ملاء مسجد سے تکرار ہوگئی تھی دوسری مسجد میں جا ٹھہرے۔ لیکن مولوی صاحب موصوف نے یہ بات سُن کر طلب کیا اور نہایت اخلاق سے پیش آئے اپنے پاس ٹھہرایا۔ یہاں تک کہ چند روز کے بعد اپنے گھر لے جا کر ہم کو کھانا کھلانے لگے۔

◎◎◎

یہ فقیر نہیں مسخرے ہیں

ایک روز ارشاد ہوا کہ بمبئی میں ہم اور سیّد وزیر علی صاحب حکیم عبداللہ شاہ کی ملاقات کو گئے وہاں بہت سے فقیر ہر قسم کے جمع تھے ہم تو سفید پوش تھے کسی نے کچھ نہ کہا لیکن سیّد صاحب کا رنگین لباس تھا ان سے گفتگو ہونے لگی ایک شخص نے پوچھا آپ کے پیر کون ہیں جواب دیا روٹی کھا طریقہ جواب دیا روٹی۔ غرض جو سوال کیا یہی جواب دیا۔ ایک شخص بولا بابا بزرگوں نے روٹی ترک بھی تو کردی ہے۔ جیسے شیخ فریدالدین شکر گنج نے کیا تھا۔ ہم نے چپکے سے کہہ دیا کہ بیل پکے تو کوے کے باپ کا کیا پدرم سلطان بود ترا چہ۔ یہ بات سُن کر وہ لوگ کہنے لگے ارے میاں یہ تو کوئی وہابی سے معلوم ہوتے ہیں۔ ایک بولا صاحب اپنا شجرہ تو سُناؤ۔ سیّد وزیر علی نے ایک خط جیب سے نکال ان کے سامنے رکھ دیا کہ یاروں کے

پاس تو یہ شجرہ ہے پڑھ لو۔ آپس میں وہ لوگ کہنے لگے ارے میاں کس سے گفتگو کرتے ہو یہ تو مسخرے معلوم ہوتے ہیں ہم نے جانا تھا فقیر ہوں گے۔ پھر حکیم عبداللہ سے ملاقات ہوئی وہ بڑے خلیق اور حاذق طبیب تھے پیری مریدی بھی کرتے تھے۔ بیت اللہ شریف سے واپس آ کر بھی ان کے مکان پر ہم نے قیام کیا تھا۔

◎◎◎

جدّہ کی بندرگاہ اس قدر جلدی

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم بمبئی سے جہاز پر سوار ہوئے تو اس کے معلّم سے ہم نے پوچھا کہ میاں تم کو کبھی مرد خدا بھی ملا ہے اس نے کہا کہ ہاں دو مرد ملے ہیں ایک اس زمانہ میں تشریف لائے تھے جب مین خورد سال تھا اور میرا باپ معلّم تھا اور دوسرے اب ملے ہیں۔ ہم نے کہا کہ بھائی ان کو تم نے کیونکر پہچانا تھا۔ کہا کہ جس وقت ہمارا جہاز حاجیوں کو لے کر چلا تو ایک فقیر ڈبوسہ سے نکل کر میرے والد کے پاس آن بیٹھا اور کہنے لگا اس میں تو بڑی تکلیف ہوتی ہے بھلا منزل مقصود پر کب پہنچیں گے۔ انہوں نے جواب دیا کہ سوا مہینہ میں۔ اس نے کہا یہ تو بڑی مشکل ہوئی ہمارا جی متلاتا ہے پہلے سے یہ حال معلوم ہوتا تو کبھی سوار نہ ہوتے والد نے کہا کہ صاحب میں مجبور ہوں اگر آپ کچھ ہمت رکھتے ہوں تو زور لگایئے تا کہ جہاز ساحل جدّہ پر جا لگے۔ فقیر نے کہا اچھا یہ تو بتلاؤ پہلے کون سا ساحل آتا ہے کہا عدن پوچھا پھر جواب دیا محہ کہا اور جواب دیا حدیدہ بولا اور کہا جدّہ تب فقیر نے فرمایا کہ بس لنگر ڈال دو۔ اور خود اٹھ کر ڈبوسہ کے اندر چلے گئے۔ میرے والد نے دریا کی طرف نگاہ کی تو کنارہ پر چراغ نظر آئے اور جدہ کے آثار معلوم ہوئے نہایت حیرت ہوئی کہ الٰہی یہ کیا معاملہ ہے پندرہ دن تک تو بمبئی سے چل کر کنارہ کا پتہ بھی نہیں لگتا ایک خلاصی کو حکم دیا کہ جلد ہوڑے پر سوار ہو کر جا اور کنارے کی خبر لا۔ وہ دیکھ کر واپس آیا اور کہا کہ صاحب بندر گاہ جدّہ آ گیا۔ والد نے جہاز کو لنگر کیا اور فقیر کو ڈھونڈھا تو کہیں پتہ نہ لگا۔ اللہ اکبر بڑا

زبردست بزرگ تھا۔ مگر افسوس ہے پھر اس کی زیارت نہ ہوئی۔ ہم نے کہا کہ دوسرا کہاں ہے' بولا میرے پاس بیٹھا ہے۔ ہم نے کہا کہ تم نے کیوں کر جانا۔ کہا کہ مجھ کو ہزار ہا آدمیوں سے ملنے کا تفاق ہوا اور بہت سے فقرا کی زیارت کی مگر کسی نے یہ سوال نہ کیا اور مرد خدا کا حال نہ پوچھا۔ آپ کے سوال سے میں جان گیا کیونکہ مرد کو مرد پوچھتا ہے ؂

اولیا رائے شناسد اولیا وزدر اہم وزداند بے ریا
غیر جنیت نمید اند کسے بے شناس حبس خودرا ہر یکے

اَلْجِنْسُ یَمِیْلُ اِلَی الْجِنْسِ

⊚⊚⊚

کعبہ کی چھت پر شیطان کی نماز

ایک روز ارشاد ہوا کہ بیت اللہ شریف میں ہم پہنچے تو حسن علی زمزمی کے حجرہ میں ٹھہرے بعد چندے مولوی محمد یعقوب صاحب اور مولانا شاہ اسحٰق صاحب سے ملاقات ہوئی اور اتنا ربط بڑھا کہ روز مرہ کی آمدورفت ہوگئی۔ ایک دم ہم نے مولوی محمد یعقوب صاحب سے کہا کہ ذات باری کا ظہور کیا عرب و ہندوستان میں کچھ جدا جدا ہے۔ کہا نہیں۔ پھر ہم نے پوچھا کہ ہردوار اور بیت اللہ شریف میں کیا فرق ہے۔ فرمایا کچھ نہیں۔ اس کے بعد ہم نے کہا کہ پھر آپ ہندوستان سے کیوں بھاگے فرمایا کہ بھائی ہم محمد بھی تو ہیں۔ یہ گفتگو ہماری مولانا اسحٰق صاحب بھی پردہ کی آڑ میں بیٹھے سُن رہے تھے اور ہم کو کچھ خبر نہ تھی۔ بعد ازاں مولوی محمد یعقوب صاحب سے ہم نے درخواست کی کہ حصن حصین کی ہم کو اجازت دے دیجئے۔ انہوں نے فرمایا کہ بڑے بھائی صاحب سے لو۔ دوسرے دن شاہ صاحب سے عرض کیا گیا بڑے خفا ہوئے کہ تم کو اجازت نہیں دیں گے کل تم دونوں کیا بک

Marfat.com

رہے تھے۔ خیر ہم نے توبہ استغفار کی اور عفو قصور کرایا۔ پھر شاہ صاحب نے ہم کو حصن حصین پڑھائی اور اجازت دی۔ جب اجازت مل گئی تو ہم نے عرض کیا کہ حضرت سچ سچ فرمائیے کہ ہم دونوں جو گفتگو کر رہے تھے کیا وہ خلاف واقع تھی۔ تامل کیا اور فرمایا کہ ہاں سچ تو ہی ہے جو تم کہتے تھے۔ مگر بائی ہم محمدیوں کو ایسی بات زبان سے نکالنا زیبا نہیں کیونکہ ان باتوں سے حضرت رسول خدا خفا ہوتے ہیں۔ ہم نے کہا کہ خدا نے فرمایا کہ بس رہنے دو آگے گفتگو نہ کرو آدمی خراب ہو جاتا ہے اس وقت ہم نے کہا کہ الحمدللہ آپ بھی ہمارے شریک نکلے۔ بس ہم کو اتنا معلوم کرنا باقی تھا۔ اس بات پر ہنسے اور فرمانے لگے کہ بھائی ہم کو شرع شریف کا پاس ولحاظ رکھنا ضروری ہے۔ پھر ہم نے مولوی محمد یعقوب صاحب سے پوچھا کہ یہاں آپ نے کوئی فقیر دیکھا کہا کہ ہاں ایک نو وارد شہر کے باہر ٹھہرے ہوئے ہیں وہ بڑے کامل ہیں کل ان کے پاس چلیں گے۔ دوسرے دن گئے تو بہت آدمیت سے پیش آئے۔ مولوی صاحب نے ان سے توجہ کی درخواست کی۔ بولے کہ ابھی تم اس قابل نہیں اگر مہینہ تک آتے رہو تو شاید توجہ کے قابل ہو جاؤ۔ ہم نے عرض کیا کہ صاحب آپ کی توجہ میں ایسی کیا بات ہے کہا کہ مولوی صاحب کی تو کیا ہستی ہے پتھر بھی پاش پاش ہو جاتا ہے۔ ہم نے کہا کہ توجہ تو بہت قسموں کی دیکھی لیکن پتھر توڑ کبھی نہیں دیکھی۔ ہم تین چار آدمی پہاڑ پر گئے اور ایک بھاری پتھر لڑکا لائے اور ان بزرگ کے سامنے رکھ دیا ایک نگاہ ڈالی تو فوراً پتھر ریزہ ریزہ ہو گیا۔ ہم متحیر ہو گئے کہ اللہ اکبر بڑے زور کی نگاہ ہے ان کا طریقہ پوچھا تو کہا شیطانیہ ہم سمجھے کہ مقررہ ملامیتہ ہیں۔ اس دن سے ہم روز مرّہ جانے لگے۔ رفتہ رفتہ بے تکلفی ہو گئی ایک دن ان کا نام پوچھا تو بے ساختہ کہہ اُٹھے کہ محمد۔ ہم نے کہا کہ سبحان اللہ آپ کا نام تو ابلیس ہونا چاہیے تھا۔ وہ ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ لوگ مجھ کو بہت تنگ کرتے ہیں۔ اس لیے یہ بہروپ بھرا ہے اس میں بہت امن ہے۔ میرا نام محمد ہے اور خاندان قادریہ ہے اس وقت جو صاحب بغداد میں سجادہ نشین ہیں انہیں سے مجھ کو بیعت ہے میرا وطن بھی بغداد ہے اور پیشہ تجارت ملک ملک کی سیر کی ہندوستان کے بڑے بڑے شہر بھی دیکھ آیا ہوں اب کی بار حج کے لیے یہاں چلا آیا۔ ہم نے کہا کہ صاحب یہ سب کچھ سہی لیکن یہ تو فرمائیے کہ آپ

Marfat.com

کو تَطْهِيْرُ الْقَلْبِ عَنْ مَّاسِوَى اللّٰهِ بھی حاصل ہوئی یا نہیں۔ آدمی سچے تھے کہنے لگے کہ میاں اس کی تو ہوا بھی نہیں لگی۔ ہم نے کہا کہ بس صاحب توجہ پتھر توڑ ہوئی تو کیا اور نہ ہوئی تو کیا۔

تو می شدید چہ شد ناتواں شدیم چہ شد　　چنیں شدیم چہ شد یا چناں شدیم چہ شد
پیچ گونہ دریں گلستاں قرارے نیست　　تو گر بہار شدے ماخزاں شدیم چہ شد

اس کے بعد مکہ معظّمہ سے مدینہ منوّرہ کو گئے وہاں ایک خواجہ سرائے سے مل ملا کر شب کو مسجد نبوی میں رہنے کی اجازت لی۔ سیّد وزیر علی صاحب تو واپس ہندوستان کو روانہ ہوئے اور ہم چھ مہینے کے بعد پھر مکہ معظّمہ میں واپس آئے۔ کچھ عرصہ کے بعد ہمارے پاس خرچ ختم ہو چکا تھا۔ حطیم میں میزاب رحمت کے تلے ہم اس فکر میں بیٹھے تھے کہ ایک ترک نہایت حسین امیرانہ لباس پہنے ہوئے ہمارے پاس آیا۔ پانچ ریال دیئے اور کہا کہ خاطر جمع رکھو آئندہ تم کو کبھی خرچ کی تنگی نہ ہوگی اور اگر کبھی تمہارا جی گھبرائے یا کسی چیز کی ضرورت ہو تو فلاں جگہ ترک سواروں کے رسالہ میں ہمارے پاس چلے آنا۔ جب ہم ہندوستان میں اپنے مکان پر آئے اور والدہ صاحبہ کی زیارت ہوئی تو ان سے معلوم ہوا کہ وہ انوار الحسن تھے۔ جو ایام طفلی میں ابدال ہو کر غائب ہو گئے تھے انہوں نے یہ بات والدہ سے جا کر کہی تھی۔ ہاں یہ بات خوب یاد ہے کہ اس دن کے بعد پھر کبھی تنگی خرچ کی نہیں ہوئی۔ ایک دن بام کعبہ کی مرمت ہو رہی تھی ہم بھی مزدوروں میں شامل ہو گئے اور چونہ کی ٹوکری سر پر رکھ اوپر پہنچے اور دوگانہ ادا کیا۔ دوسرے دن یہ حال مولوی محمد یعقوب صاحب سے بیان کیا وہ بولے ارے میاں کعبہ کی چھت پر تو شیطان بھی نماز پڑھا کرتا ہے۔ ہم نے کہا الحمد للہ یہ منزل بھی طے ہوئی اور ایک عقدہ حل ہوا۔ کہ شیطان بھی نماز پڑھتا ہے۔

◎◎◎

Marfat.com

حلوے پر بزرگوں کی فاتحہ

ایک روز ارشاد ہوا کہ بیت اللہ شریف میں ہمارے والد ماجد کا ایک مرید شب برات کے دن تھوڑا سا حلوا پکا کر لایا اور کہا کہ بزرگوں کی فاتحہ دے دیجئے۔ ہم نے کہا کہ بھلے مانس دیکھ تو کسی مصیبت اُٹھا کر ہم تم یہاں پہنچے ہیں بھلا اس ذرا سے حلوے کے لیے کیوں بزرگوں کو تکلیف دیتا ہے اتنی دور دراز مسافت بیچ میں سمندر حائل۔ اور بالفرض وہ آ بھی گئے تو اتنے سے حلوے میں کیا بھلا ہوگا۔ کیا تم ان کو آپس میں لڑانا چاہتے ہو۔ ہنس کر کہنے لگا میاں صاحب آپ کو تو ہمیشہ ہنسی کی بات سوجھتی ہے آپ بزرگوں سے بھی نہیں چوکتے۔ خیر ہم نے فاتحہ پڑھ کر حلوا تقسیم کر دیا۔

◎◎◎

جُبّہ شریف کی زیارت

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم بیت اللہ شریف سے روانہ ہو کر عدن میں پہنچے۔ شیخ عید۔ روس صاحب کی زیارت کی۔ یہاں سے چار دن کی مسافت طے کر کے زبید میں آئے حضرت اویس رحمت اللہ علیہ کا مزار شریف دیکھا وہاں ایک جُبہ شریف حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا موجود ہے اور یہ وہ جُبہ ہے جو حضرت عمر و علی رضی اللہ عنہما نے بموجب وصیت حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اویس قرنی کو لا کر پہنایا تھا۔ ایک روز جُبہ شریف کی زیارت بھی ہم کو نصیب ہوئی۔ ہر چند لوگ منع کرتے رہے لیکن دل نہ رہ سکا مارے شوق کے جُبہ مبارک کو ہم نے اپنے سر پر رکھ لیا۔ جُبہ کا سایہ تو درکنار اس وقت ہمارا

Marfat.com

سایہ بھی ندارد ہو گیا تھا۔ سبحان اللہ اب تک یہ معجزہ موجود ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْهِ ؐ

◎◎◎

قیس (مجنوں) کا ماتم کروں یا فرہاد کا

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم زبید میں پہنچے تو واجد علی شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ بہت مہربانی سے پیش آئے اپنے پاس ٹھہرایا ان کی صحبت کی تاثیر سے ہمارا یہ حال ہو جاتا تھا جیسے کوئی بیداری میں خواب دیکھتا ہو اور تمام کائنات ہیچ معلوم ہوتی تھی۔ ان پر نسبت استغراق نہایت غالب تھی۔ ایک دن میاں صاحب نے ہم کو بھی توجہ دی تھی اس توجہ کی بدولت اس دن نماز ظہر قضا ہو گئی تھی۔ ہم نے بہت بزرگوں سے توجہ لی مگر ایسا حال کسی کی توجہ میں نہیں ہوا یہ بزرگ بھی اپنی حالت میں بڑے کامل اور زبردست تھے ایک روز میاں صاحب نے ہم سے پوچھا کہ تمہارا اصل مقصد اور مطلب کیا ہے۔ ہم نے کہا کہ حضرت توحید تنزیہی۔ فرمایا کہ اس میں تو بجز حیرانی وسرگردانی کے اور کچھ نہیں ہم نے عرض کیا کہ خیر ہر چہ بادا باد، ہم تو اسی کے طالب ہیں ؎

گرم رکھتے ہیں ملاقات بد و نیک سے ہم　　تیرے ملنے کے لیے ملتے ہیں ہر ایک سے ہم

ایک روز ہم جنگل کی طرف گئے ایک بدوی سے دریافت کیا بد مجنون فاین یعنی مجنون کا جنگل کدھر ہے۔ جواب دیا یَا شَیْخُ اَنَا مَجْنُوْنٌ اَوْ اَنْتَ مَجْنُوْنٌ مَا هُوَ مَجْنُوْنٌ یعنی میں دیوانہ ہوں یا تو کون مجنون تب خیال آیا کہ یہ سمجھا نہیں ہم نے بجائے مجنون کے قیس کہا۔ اس نے جواب دیا نَعَمْ تَعَالٰی هِنَا یعنی آؤ میں بتادوں۔ ہم کو لے گیا اور جگہ دکھلائی۔ اس وقت ہم کو یہ شعر یاد آیا ؎

قیس کا ماتم کروں میں یا کروں فرہاد کا　　دونوں یاد آئے مجھے کوہ و بیاباں دیکھ کر

◎◎◎

ہم بھی عارضی شیعہ بن گئے

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم زبید سے ملک خوارج کی طرف چلے ایک شیعی میر جعفر علی بھی ہمارے ساتھ ہو لیے ہم نے کہا کہ یہاں سنّی وشیعہ کا دھرم نہیں آؤ تقیہ کرلیں آخر وہ بھی تو چھ رات اور چھتیس راگنیوں سے باہر نہ ہوں گے۔ جس طرح وضو نماز ان کی ہوگی اسی طرح ہم بھی کریں گے۔ چلتے چلتے ایک قریہ میں پہنچے مسجد میں جا کر اُترے اتفاق سے وہاں کا امام ایک ہندوستانی تھا اس نے بڑی خاطر و مدارات کی۔ تین دن اپنے پاس مہمان رکھا اور بہت خوش ہوا کہ ایک مدّت کے بعد اپنے ملک والوں کی صورت نظر آئی ہے۔ ہم سے پوچھا کچھ پڑھے لکھے بھی ہو۔ ہم نے کہا صاحب بچپن میں پاؤ سیپارہ پڑھا تھا سو وہ بھی بھول گئے اب تو دو چار سورتیں یاد ہیں۔ وہی نماز میں پڑھ لیتے ہیں پھر خود بخود اپنی داستان چھیڑی کہ میں مولوی محبوب علی کا شاگرد ہوں تحصیل علم کر کے لکھنؤ گیا شیعہ مذہب پسند آیا اس کو اختیار کرلیا۔ یہاں آ کر خارجی مذہب کے اصول ٹھیک معلوم ہوئے اس کو اختیار کیا۔ ہم نے کہا اگر لندن جاؤ تو کیا کرو چپ ہو رہا۔ تیسرے دن ہم کو رخصت کرنے گاؤں سے باہر آیا اور کہنے لگا سنو صاحب مسقط تک یہی بہروپ بھرے رہنا آگے کچھ کھٹکا نہیں ہم نے کہا بہروپ کیسا بولا کیا میں جانتا نہیں تم سنی ہو اور یہ شیعہ اور دونوں صاحب علم بھی ہو یہ کہہ کر وہ تو واپس پھر گیا ہم آگے بڑھے راہ میں ایک ندی آئی اس کے دونوں کناروں پر آم کے درخت کھڑے تھے اس وقت ہم کو ہندوستان یاد آ گیا۔ ندی میں خوب نہائے چھوٹی چھوٹی مچھلیوں نے بدن کھجلایا یا خارش ہو رہی تھی بہت بھلا معلوم ہوا۔ خدا کی قدرت دوسرے دن خارش جاتی رہی۔ الغرض بعد طے منازل ہم مسقط میں پہنچے یہاں ہم کو دولہ (یعنی حاکم شہر) نے بلا کر پوچھا کہ تمہارا مذہب کیا ہے۔ ہم نے کہا اہل سنّت و جماعت۔ کہا کہ سُنیوں کی مسجد میں جاؤ۔ میر صاحب نے شیعہ بتلایا ان کو کہا کہ امام بارگاہ میں ٹھہرو۔

Marfat.com

پھر ہم دونوں سے کہا کہ تین روز تک سرکار سے کھانا ملے گا چوتھے روز اپنی فکر کر لینا۔ ہم نے کہا کہ صاحب ہم فکر نہیں کیا کرتے ہمارا رزاق خود ہماری فکر رکھتا ہے۔ اس نے ایک ایک آدمی بھی ساتھ کر دیا تاکہ جگہ پر پہنچا دے۔ مسقط سے چل کر بغداد شریف میں آئے چند روز قیام کیا پھر نجفِ اشرف میں پہنچے۔ مزار پر انوار حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی زیارت کی پھر کوفہ میں آئے بڑھیا کا تنور بھی دیکھا جہاں سے طوفانِ نوح شروع ہوا تھا۔ اس تنور میں ایسا تعفّن تھا کہ دماغ پھٹا جاتا تھا۔ اس کی گہرائی بھی بہت ہی تھی۔ ہم نے ایک دوری میں پتھر باندھ کر لٹکایا چار ڈوریاں باندھیں مگر تہہ کا پتہ نہ ملا۔ اتنے میں ایک بدو آ گیا خفا ہو کر بولا کہ ہندی تم کیا کرتے ہو۔ اگر ایسی لاکھوں رسیاں باندھتے چلے جاؤ گے تب بھی اس کی تہہ نہ پاؤ گے۔ پھر وہاں سے چل کر کربلائے معلّٰی میں گئے سب بزرگوں کے مزارات متبرکہ کی زیارت کی۔ حضرت امام حسین السّلام کا مزار شریف دوہرا ہے۔ ایک تہہ خانہ میں دوسرا اس کے اوپر ہے اور وہی زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ تہہ خانہ میں جانے کی عام اجازت نہیں۔ ہم کو ایک ترک اپنے ساتھ لے گیا شمع کافوری روشن تھی۔ خوشبو سے دماغ معطّر ہوا جاتا تھا۔ ہم نے وہاں کے سوا کسی مزار پر شمع کافوری روشن نہیں دیکھی۔ اس وقت تک ایک خیمہ بھی اس مقام پر نصب ہے جہاں حضرت امام حسین علیہ السلام نے اہل بیت کے لیے قیام کیا تھا۔ اس جگہ نہایت حسرت و بیکسی برستی ہے۔ کیسا ہی سنگدل کیوں نہ ہو وہاں دل موم ہی ہو جاتا ہے اور خود بخود جی بھر آتا ہے۔ طبیعت میں بیقراری پیدا ہوتی ہے اور وہاں ایک عجیب بات یہ دیکھی کہ مسجد ایک اور امام کئی یعنی ایک مسجد میں کئی امام جا بجا نماز پڑھاتے ہیں۔ ہم نے ان شیعوں سے دریافت کیا تو کہنے لگے کہ کسی کو کسی امام پر اعتقاد ہے کسی کو کسی پر اسی واسطے ایک امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے جس کو جس پر اعتقاد ہے وہ اس کے پیچھے نماز پڑھتا ہے اس لیے بہت امام ہو جاتے ہیں وہاں سے رخصت ہو کر پھر بغداد شریف میں آئے اور چار مہینہ تک رہے۔ ایک دن اس مقام کی بھی زیارت کی جہاں منصور حلاج کو سولی دے کر جلایا تھا۔ اس وقت ہم نے یہ دو شعر پڑھے ؎

بعد از فنا بھی لے نہ گئے کوئے یار میں   کیا بار تھا صبا میرے مشتِ غبار میں

Marfat.com

آوارگانِ عشق کا پوچھا جو میں نے نشاں　　　مشتِ غبار لے کے صبا نے اڑا دیا

ایک دن حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو گئے گورِ غریباں میں آسودہ ہیں۔ مزار خام مگر مرجع انام ہے۔ سنی شیعہ سب ان کی زیارت کو آتے تھے بقول سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ ؎

شنیدم کو در کرخ تربت بسے ست　　　بجز گور معروف معروف نیست

چند روز کے بعد ہمارے وہی ہمنام جن سے بنارس میں ملاقات ہوئی تھی مل گئے۔ ایک روز ہم نے سنا کہ ہندوستان کے تین چار جولاہے سجادہ نشین صاحب کو ایک ایک ریال دے کر حسنی بن گئے اور نسب نامہ بھی حاصل کرلیا ہے حسب اتفاق ایک دن ہم اور ہمارے ہمنام اور میاں حسین علی شاہ صاحب سجادہ نشین ایک دستر خوان پر کھانا کھا رہے تھے اس وقت میاں غوث علی شاہ کو جو کہ سید حسنی تھے ہم نے چھیڑا کہ میر صاحب آپ بھی ایک ریال حضرت کو نذر کر کے اولاد میں شامل ہو جایئے پھر خوب بن آئے گی۔ اس بات پر وہ بہت خفا ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم میں کچھ کسر ہے یا تم سے کچھ کم ہیں۔ اگر تمہارے ہاں ایک امام ہے تو ہمارے خاندان میں گیارہ امام ہیں۔ باقی رہا فقر کا معاملہ وہ قبضہ قدرت میں ہے ملے یا نہ ملے اس کی تلاش میں تشنہ لب پھرنا ہمارا کام ہے ؎

کام ما گر تر نشد از آب مقصد عیب نیست　　　ز آنکہ اولادِ حسینم تشنگی میراثِ ماست

یہ بات سُن کر سجادہ نشین صاحب نے فرمایا کہ تم کو کیوں رشک آیا۔ ہم نے کہا صاحب رشک تو نہیں مگر شک ضرور پیدا ہو گیا کہ کہیں ہمارے بزرگ بھی دُھنے جولاہے ہی نہ ہوں۔ یہاں نام لکھوا کر سیّد بن گئے ہوں۔ ہم کو تو اپنی سادات میں آج سے کلام ہو گیا۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ یہاں شاہ عبدالرزاق صاحب اور عبدالوہاب صاحب کی اولاد کا کچھ ذکر نہیں یہ دونوں صاحب زادے تو حضرت کی زندگی ہی میں تشریف لے گئے تھے۔ ہمارے اصلی اور نقلی دفتر میں ان بزرگوں کا نام ہی نہیں پھر ان کی اولاد کا کیا ذکر یہی تو صرف غریب شاہ عبدالعزیز صاحب کی اولاد ہے اور اسی خاندان میں، ہم سب کو شامل کر لیتے ہیں کیونکہ مرید بھی بمنزلہ اولاد کے ہوتا ہے اور اس قسم کے لوگوں کا دفتر جدا بنا ہوا ہے بعد

Marfat.com

چندے ہم بصرہ سے سورت روانہ ہو گئے سجادہ نشین صاحب نے ہم کو ایک ناخدا کے نام خط دیا اور کہا کہ وہ تم کو جہاز پر سوار کرا کے بمبی پہنچا دے گا۔ ہم نے بصرہ میں پہنچ کر اس ناخدا کو خط دیا۔ اوّل اس نے سر پر رکھ کر رقص کیا اور کہا کہ زہے قسمت پھر ہم کو بہت عمدہ مکان میں ٹھہرایا اور کہا کہ ابھی جہاز کی روانگی میں پندرہ دن کا عرصہ ہے آپ گھبرایئے نہیں شہر کی خوب سیر کیجئے۔ ہم نے کہا کہ اتنا خرچ نہیں کہ قیام کریں۔ کہا کہ خرچ کا فکر نہ کیجئے جو درکار ہو یہاں موجود ہے۔ پھر ہم نے شہر کی خوب سیر کی نہایت ویران اور کنگال شہر ہے۔ حضرت حسن بصری اور حضرت حبیب عجمی کے مزارات متبرکہ کی زیارت کی اور وہ دوکان بھی دیکھی جہاں حضرت حبیب عجمی کپڑے رنگا کرتے تھے اور حضرت حسن بصری آن کر چھپے تھے۔ لیکن رابعہ بصری کے مزار کا پتا نہ لگا۔ پندرہ روز کے بعد جہاز بغلہ پر سوار ہو کر شہر سورت میں پہنچے چند روز ٹھہرے۔ میاں کلن شاہ کے پیر کا مزار دیکھا شہر سے جانب جنوب شرق جنگل میں ہے نہایت پر تاثیر مزار ہے روزمرہ زیارت کرتے رہے وہاں سے سوار ہو کر بمبئی میں پہنچے اور حکیم عبداللہ شاہ صاحب کے مکان پر ٹھہرے ان کے ہاں ایک فقیر بہادر شاہ رہتے تھے۔ جو صاحب نسبت آدمی تھے ان سے ہماری بے تکلفی ہو گئی۔ انہوں نے بتلایا کہ پرانے قلعہ میں ایک مجذوب ہیں ان سے بھی ملو۔ ہم کچھ شیرینی لے کر ان کی خدمت میں گئے۔ دیکھتے ہیں پتھروں کی بوچھاڑ کی اور گالیوں کا تار باندھ دیا۔ پہلے تو ہم چپ ہو رہے پھر جو غصہ آیا تو ہم نے ان کی گردن جا پکڑی کہ تو نے سمجھا کیا تھا بچہ اب تو بو کچھ کسی کا بھلا برا کر سکتا ہے مار سکتا ہے جلا سکتا ہے۔ بولے کہ نہیں نہیں میں تو کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ ہم نے کہا کہ پھر کس برتے پر تا اپنی خیر چاہتے ہو تو شیرینی کھالو اس نے چپکے سے کھالی اور دم نہ مارا۔ جب ہم مکان پر آئے تو میاں بہادر شاہ نے کہا کہ سیّد آپ کو یہ زیبا نہ تھا۔ آم جتنا میٹھا ہو اچھا اور نیم جتنا کڑوا ہو بہتر۔ ہم نے کہا میاں صاحب کیا کریں غصہ آ گیا بھلا سنو تو سہی جو بھلا برا کچھ نہیں کر سکتا وہ اتنا ناز کیوں کرے شاہ صاحب نے کہا نہیں سیّد آپ کو نرمی زیبا ہے اور ان کو سختی۔ دوسرے دن ہم پھر گئے اور قصور معاف کرایا۔ بولے کہ ہاں بہادر نے کچھ کہا ہو گا۔ ہم نے کہا کہ بہار اور خزاں سے ہم کو کچھ غرض نہیں۔ لیکن اب قصور معاف کرو۔ خیر

Marfat.com

انہوں نے معاف کر دیا۔ ہم نے کہا کہ اب تم جو چاہو سو کرو بزیند و برایند۔ چند روز کے بعد وہاں سے روانہ ہوئے۔ اور منزل بہ منزل سیر کرتے ہوئے دہلی میں آ پہنچے اور چھ مہینہ تک زینت المساجد میں رہے۔

ایک روز ہم مرزا نوشہ کے مکان پر گئے نہایت حسن واخلاق سے ملے آپ فرش تک آن کر لے گئے تمام حال دریافت کیا۔ ہم نے کہا کہ مرزا صاحب ہم کو آپ کی ایک غزل بہت ہی پسند ہے علی الخصوص یہ شعر

تو نہ قاتل ہو کوئی اور ہی ہو　　تیرے کوچے کی شہادت ہی سہی

کہا یہ شعر تو میرا نہیں کسی استاد کا ہے فی الحقیقت نہایت اچھا ہے۔

غزل مرزا انوشہ اسد اللہ خاں غالب مرحوم

عشق مجھ کو نہیں وحشت ہی سہی　　میری وحشت تیری شہرت ہی سہی
قطع کیجئے نہ تعلق ہم سے　　کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی
میرے ہونے میں ہے کیا رسوائی　　اے وہ مجلس نہیں خلوت ہی سہی
ہم بھی دشمن تو نہیں ہیں اپنے　　غیر کو تجھ سے محبت ہی سہی
اپنی ہستی ہی سے ہو جو کچھ ہو　　آگہی گر نہیں غفلت ہی سہی
عمر ہر چند کہ ہے برق خرام　　دل کے خوں کرنے کی فرصت ہی سہی
ہم کوئی ترک وفا کرتے ہیں　　نہ سہی عشق رخصت ہی سہی
کچھ تو دے اے فلک نا انصاف　　آہ و فریاد کی رخصت ہی سہی
ہم بھی تسلیم کی خو ڈالیں گے　　بے نیازی تیری عادت ہی سہی
یار سے چھیڑ چلی جائے اسد　　گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی

اس دن سے مرزا صاحب نے یہ دستور کر لیا کہ تیسرے دن زینت المساجد میں ہم سے ملنے کو آتے اور ایک خون کھانے کے لیے کہا تو کہنے لگے کہ میں اس قابل نہیں ہوں۔ میخوار و سیاہ گنہ گار مجھ کو آپ کے ساتھ کھاتے ہوئے شرم آتی ہے البتہ اوّلش کا مضائقہ نہیں۔ ہم نے بہت اسرار کیا تو الگ طشتری میں لے کر کھایا ان کے مزاج میں کمال

Marfat.com

کسر نفسری اور فروتنی تھی۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ مرزا رجب علی سرور مصنف فسانہ عجائب لکھنؤ سے آئے تو مرزا نوشہ سے ملے۔ اثنائے گفتگو میں پوچھا کہ مرزا صاحب اُردو زبان میں کونسی کتاب عمدہ ہے۔ کہا چار درویش کی۔ میاں رجب علی بولے اور فسانہ عجائب کیسی ہے۔ مرزا بے ساختہ کہہ اُٹھے اجی لاحول ولا قوۃ اس میں لطف زبان کہاں ایک تک بندی اور بھٹیار خانہ جمع ہے۔ اس وقت تک مرزا نوشہ کو یہ خبر نہ تھی کہ یہی میاں سرور ہیں۔ جب چلے گئے تو حال معلوم ہوا بہت افسوس کیا اور کہا کہ ظالمو پہلے سے کیوں نہ کہا۔ دوسرے دن مرزا نوشہ ہمارے پاس آئے یہ قصہ سنایا اور کہا کہ حضرت یہ امر مجھ سے نادانستگی میں ہو گیا آئیے آج ان کے مکان پر چلیں اور کل کی مکافات کر آئیں۔ ہم ان کے ہمراہ ہو لیے اور میاں سرور کی فرودگاہ پر پہنچے۔ مزاج پرسی کے بعد مرزا صاحب نے عبارت آرائی کا ذکر چھیڑا اور ہماری طرف مخاطب ہو کر بولے کہ جناب مولوی صاحب رات میں نے فسانہ عجائب کو جو بغور دیکھا تو اس کی خوبی عبارت اور رنگینی کا کیا بیان کروں نہایت ہی فصیح و بلیغ عبارت ہے۔ میرے قیاس میں تو ایسی عمدہ نثر نہ پہلے ہوئی نہ آگے ہو گی اور کیوں کر ہو اس کا مصنف اپنا جواب نہیں رکھتا۔ غرض اس قسم کی بہت سی باتیں بنائیں اپنی خاکساری اور ان کی تعریف کر کے میاں سرور کو نہایت مسرور کیا۔ دوسرے دن ان کی دعوت بھی کی اور ہم کو بھی بلایا۔ اس وقت بھی میاں سرور کی بہت تعریف کی مرزا صاحب کا مذہب یہ تھا کہ دل آزاری بُرا گناہ ہے اور در حقیقت یہ خیال بہت درست تھا۔ اَلْمُؤْمِنُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ ۔

مباش در پے آزار ہر چہ خواہی کن — کہ در طریقتِ ما غیر ازیں گناہے نیست

ایک دن ہم نے مرزا غالب سے پوچھا کہ تم کو کسی سے محبت بھی ہے کہا کہ ہاں حضرت علی مرتضیٰ ؓ سے پھر ہم سے پوچھا کہ آپ کو ہم نے کہا کہ واہ صاحب آپ تو مغل بچہ ہو کر مرتضیٰ ؓ کی محبت کا دم بھریں ہم ان کی اولاد کہلائیں اور محبت نہ رکھیں کیا یہ بات آپ

Marfat.com

کے قیاس میں آسکتی ہے۔

◎◎◎

پیر کی شان میں مُرید کے نخرے

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم دہلی کی زینت المساجد میں تھے تو وہاں ایک شخص میاں غلام فرید نام نہایت بھولے آدمی رہتے تھے مگر پیری مریدی کا ان کو بڑا شوق تھا۔ ایک دن کمبل پوش سے کہنے لگے کہ او کمبل پوش تو کسی کا مُرید بھی ہے۔ وہ بولے کہ اے پیر بھلا مجھ کو کون مُرید کرتا ہے۔ میاں غلام فرید نے کہا کہ آئیں تجھ کو مرید کروں۔ میں نے کہا کہ میاں صاحب آپ کیا کرتے ہیں اس کے دام میں نہ آجانا یہ سارے جہان کا چھٹا ہوا غنڈہ ہے۔ ملک ملک پھرا ہے ہفت زبان جانتا ہے ہم تم جیسوں کو تو بازار میں کھڑا کر کے بیچ ڈالے بھلا تم کس کے فریب میں آ گئے۔ اس کے جواب میں میاں غلام فرید کیا کہتے ہیں کہ نہیں جی اس کو اعتقاد آ گیا ہے کمبل پوش بولا ہاں پیر مجھے تو بہت ہی اعتقاد ہے میری ایسی کہاں قسمت جو تم مرید کرلو۔ میاں غلام فرید نے جھٹ ایک روپیہ کی شیرینی اپنے پاس سے منگائی۔ شیرینی کو دیکھ کر کمبل پوش بولا کہ پیر جی بہت بھوکا ہوں۔ میاں صاحب نے کہا کہ اچھا اس میں سے خوب کھا۔ جب وہ شیرینی چٹ کر چکا تو میاں غلام فرید نے کہا کہ اب تجھ کو تعلیم کروں۔ اس وقت کمبل پوش کو جوش آیا اور رگ ہاشمی نے حرکت کی چہرہ سُرخ ہو گیا اور کہا کہ سن بے تیری ایسی تیسی کروں تو تیلی اور تیرا پیر بڑھئی ہماری شان میں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اے مسخرہ تو ہم کو کیا تعلیم کرے گا ذکر شغل مراقبہ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ یہ ہم سے پوچھ تو کیا جانے مشائخی کو۔ میں نے میاں غلام فرید سے کہا کہ کیوں صاحب ہم نہ کہتے تھے۔ بولے کہ یہ مردود ہو گیا ہے۔ دوسرے روز کمبل پوش پھر آئے اور ان سے قصور معاف کرایا اور کہا کہ پیر تم تو ہمارے پیر ہو ہی گئے۔ ایک روز میاں غلام فرید فجر کے وقت اللہ اللہ کرتے شجرہ پڑھنے لگے تو کمبل پوش بولا لاحول ولا قوۃ مرد آدمی

Marfat.com

اللہ کا نام لیتے یہ کیا بکنے لگا کہ لارنس صاحب دیکھنے والے الکزینڈر کے الکنڈر دیکھنے والے معتکف کے اور وہ دیکھنے والے لونی اکڑ کے استغفر اللہ۔ پھر میاں غلام فرید آ کر دعائیں کہنے لگے یا بھیکہ یا بھیکہ تو کمبل پوش نے کہا اے احمق مانگے بھی نہ ملے گی خدا کو چھوڑ کر بھیکہ کا نام لیتا ہے مگر وہ بھی ایسا پختہ آدمی تھا کہ ایک نہ سُنی۔

◎◎◎

چاندنی چوک میں رنڈی کے مکان پر

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم جب دہلی کی زینت المساجد میں ٹھہرے ہوئے تھے ہمارے دوست کمبل پوش نے جو شاہ باقی اللہ صاحب میں رہتے تھے ہماری دعوت کی مغرب کے بعد ہم کو لے کر چلے۔ چاندنی چوک میں پہنچ کر ایک طوائف کے کوٹھے پر ہم کو بٹھا دیا اور آپ چمپت ہو گئے۔ پہلے تو ہم نے خیال کیا کہ شاید کھانا اسی جگہ پکوایا ہوگا مگر پھر معلوم ہوا کہ یوں ہی بٹھا کر چل دیا ہے۔ ہم بہت گھبرائے کہ بھلا ایسی جگہ کمبخت کیوں لایا۔ دو گھڑی کے بعد ہنستا ہوا آیا اور کہنے لگا کہ میاں صاحب میں آپ کی بھڑک مٹانے کو یہاں بٹھا گیا تھا۔ بعد وہ اپنی قیام گاہ پر لے گیا اور کھانا کھلایا۔

◎◎◎

لا الٰہ اِلاّ اللہ ـــــ محکم الدین رسول اللہ

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم کو زینت المساجد میں چھ مہینے گزر گئے تو ایک دن حسب اتفاق مرزا شہزادہ منگو آئے اور کہنے لگے کہ حضرت حج کو چلیے گا۔ ہم نے کہا کہ میاں ایک بار تو دھرم دھکے کھا آئے اگر کوئی اسی مقام سے سوار کر کے لے چلے اور یہیں لا کر اتارے تو خیر مضائقہ نہیں۔ دوسرے دن انہوں نے سچ مچ لا کر گاڑی کھڑی کر دی اور کہا کہ

سوار ہو جایئے۔ پہلے تو ہم حیران رہ گئے کہ کل کی بات ہم تو ہنسی سمجھے تھے۔ خیر اسی دم سوار ہو لیے اور منزل بمنزل لدھیانہ پہنچے۔ وہاں سنا کہ محکم الدین شاہ بڑے کامل فقیر ہیں۔ ہم ان کے مکان پر گئے بہت اخلاق سے پیش آئے۔ ہم نے پوچھا کہ حضرت کا اسم شریف۔ بولے خدا۔ ہم نے کہا سبحان اللہ۔ ہم تو آپ کو آسمان پر تلاش کرتے تھے آپ زمین ہی پر نکلے۔ پھر ہمارا نام پوچھا۔ ہم نے کہا صاحب آپ خدا کیسے ہیں کہ مخلوق کا نام بھی نہیں جانتے۔ ذرا تامل کیا اور سوچ کر بولے تم غوث علی ہو اور تمہارے والد کا نام احمد حسن اور دادا کا نام ظہور الحسن۔ ہم نے کہا کہ سب معلوم ہو گیا آپ رمالی خدا ہیں جب تک زائچہ نہیں کھینچتے کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ اتنے میں ایک شخص مرید ہونے کو آیا بعد بیعت اس سے کہا کہ پڑھ **لا الٰہ الا اللہ محکم الدین** رسول اللہ۔ ہم نے کہا کہ بس صاحب رسول تو مدینہ والے کو رہنے دو۔ وہاں آپ کی دال نہیں گلے گی۔ خدا ہی بنے رہیے۔ آپ سے پہلے بھی اور بہت سے خدا بن چکے فرعون نمرود شداد وغیرہ۔ غرض تین دن وہاں ٹھہرے اور لاہور و ملتان ہوتے کراچی (پاکستان) بندرگاہ میں پہنچے وہاں سے جہاز پر چڑھے اور بغداد شریف میں جا اترے پھر کربلائے معلٰی اور نجف اشرف کی زیارت کے مکہ معظمہ میں پہنچے اور بعد حج روضۂ منورہ کی زیارت کو گئے۔ پھر مکہ میں واپس آئے مولوی محمد یعقوب صاحب سے ملاقات ہوئی فرمانے لگے کہ میاں تم تو ابھی گئے تھے پھر چلے آئے ہم نے کہا کہ صاحب گناہ عظیم ہوا معاف فرمایئے انشاء اللہ پھر ایسا قصور سرزد نہ ہوگا۔ ہنس پڑے کہ میں تم تو ہر بات میں قائل کر دیتے ہو۔ اچھا ہندوستان کا حال بیان کرو جو کچھ ہم کو معلوم تھا کہہ سنایا۔ غرض مکہ سے روانہ ہو کر بمبئی اور بمبئی سے چل کر دلی میں پہنچے اور جس جگہ سے سوار ہوئے تھے وہیں پھر اترے ہمارے حج بھی ایسے تھے جیسے بچوں کی نماز۔ یعنی نہ ان پر نماز فرض نہ ہم پر حج فرض۔

◎◎◎

تینوں بزرگوں کا پانی پر چلنا

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم دوبارہ بارادہٗ زیارت حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً وتعظیماً جہاز پر سوار ہوئے تو ایک عجیب تماشا دیکھا کہ تین شکستہ حال آدمی ...... فی سبیل اللہ جہاز پر سوار تھے۔ ملامانِ جہاز ان کے ساتھ کج خلقی سے پیش آتے۔ جب نصف مسافت طے ہو چکی تو ناخدا نے ان باخدا لوگوں پر چوری کی تہمت لگائی اور بڑی لعنت وملامت کی وہ تینوں دریا میں کود پڑے۔

دریں دریائے بے پایاں دریں بحرِ رواں فرسا دل افگندیم بسم اللہ مجریہا ومرساہا

ایک تو پانی میں غرق اور دو سطحِ آب پر اس طرح چلتے تھے جیسے کوئی خشکی پر چلتا ہو۔ جہاں تک نگاہ نے کام کیا اہل جہاز ان کو دیکھتے رہے پھر نظر سے غائب ہو گئے۔ جب ہم بیت اللہ میں پہنچے تو ان تینوں سے ملاقات ہوئی۔ ہم نے پہنچنے کی کیفیت پوچھی تو جواب دیا۔ ع

ترا کشتی آورد مارا خدای

مدینہ منوّرہ تک ہمارا ان کا ساتھ رہا۔ ہم مدینہ منوّرہ سے منزل بمنزل دہلی پہنچے بعد چند روز کے پھر سیر وسیّاحت کا شوق ہوا جابجا کی سیر کرتے ہوئے چولی مہیسر پہنچے۔

◎◎◎

وہ فقیر تھا یا فرشتہ

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم چولی مہیسر میں پہنچے تو شام ہو گئی موضع شاہ جہان پور وہاں سے دو کوس رہ گیا تھا ایک آدمی راستہ میں ہمارے ساتھ ہو لیا تھا اس نے کہا کہ یہاں

Marfat.com

نربدا ندی کے کنارے ایک باباجی کا مکان ہے۔ چلو اس میں رات بسر کریں گے۔ باباجی سے اجازت چاہی تو انہوں نے کہا کہ ہم کسی کو ٹھہرنے نہیں دیتے۔ ہم نے کہا خیر نہ سہی ہم باہر آئے اور پیپل کے پیڑ تلے بستر الگا دیا۔ ع

درویش ہر کجا کہ شب آمد سرائے اوست

ساتھی سے ہم نے کہا کہ اول آدھی رات کا پہرہ تو دے پچھلی آدھی رات میں ہم جاگتے رہیں گے کیونکہ یہ دریا کا کنارہ ہے شاید کوئی موذی درندہ چوٹ کر بیٹھے۔ ہم تو نماز عشاء پڑھ کر سو گئے اور وہ ساتھی جاگتا تھا کہ باباجی نے اپنے مکان کا پھاٹک کھولا اور ہم کو دیکھ کر آواز دی کہ کون۔ میری آنکھ کھل گئی جواب دیا کہ وہی مسافر جن کو تم نے ٹھہرنے نہیں دیا۔ بولے کہ چلے آؤ ہم اندر گئے تو دیکھا کہ نہایت وسیع مکان ہے۔ چاروں طرف پختہ حجرے بنے ہوئے۔ نماز کے لیے چبوترہ نہانے کو غسل خانہ حمام جائے ضرور سب موقع بموقع موجود ہیں۔ ایک حجرہ میں ہم کو بٹھلا دیا کھانا لائے تو میں نے کہا کہ ہم دونوں آدمی مسلمان ہیں ساتھ کھالیں گے۔ اس بات کو منظور نہیں کیا اور کہا کہ نہیں صاحب تم الگ کھالو ان کو دوسرے حجرہ میں الگ کھلائیں گے۔ طرح طرح کے کھانے ہمارے روبرو چین دیئے کئی قسم کے چاول اور کئی طرح کی دالیں اور چند وضع کی ترکاریاں اور روٹی وغیرہ اتنی چیزیں تھیں کہ ہماری عقل دنگ ہوگئی کہ اتنے عرصے میں اس اکیلے آدمی نے کس طرح تیار کی ہوں گی۔ بعد کھانا کھلانے کے بولے کہ ہمارے انکار سے تم نے بُرا مانا ہوگا لیکن بات یہ تھی کہ میں اس وقت تم کو بلا لیتا تو خاطر و مدارات کرتا یا کھانا پکاتا۔ مجھے معلوم تھا کہ تم آج ہمارے مہمان ہوگے۔ اس لیے سب سامان مہیا کرلیا تب تم کو اندر بلایا۔ پھر ہم کو حجرے بھی جدا جدا رہنے کو دیئے۔ ایک جگہ نہ سونے دیا کہ فقیر تنہا بہتر ہے۔ صبح کو اُٹھ کر ہم نے چلنے کے واسطے کمر باندھی تو باباجی بولے واہ صاحب واہ ۔

دل لیتے ہی جو عاشق دلگیر کا چلے　　تم آگ لینے آئے تھے کیا آئے کیا چلے

میاں صاحب ابھی کہاں جاتے ہو کوئی روز ٹھہرو۔ غرض بیس دن تک ٹھہرایا اور دونوں وقت اسی انداز سے کھانا کھلاتے رہے۔ ہم کو اس بات کی بڑی حیرت تھی کہ نہ تو وہاں

کسی کو پانی بھرتے دیکھا نہ روٹی پکاتے نہ دھواں اُٹھتا دیکھا نہ کبھی کسی کو جھاڑو دیتے دیکھا اور نہ پاخانہ صاف کرتے پایا لیکن سب مکان نہایت پاک وصاف رہتے تھے صورت بھی بابا جی کی ایسی پاکیزہ اور خوش منظر تھی کہ ہم نے اپنی عمر میں ایسا خوبصورت آدمی نہیں دیکھا۔ رخساروں کی چمک دمک ایسی تھی کہ داڑھی کی سیاہی کا عکس اس طرح پڑتا تھا جیسے آئینہ میں عکس، عبادت بھی بابا جی کی نہایت عمدہ تھی اور ہر دم مشغول رہتے تھے عشاء کے وقت سے بیٹھتے تو صبح کر دیتے تھے اور جیسے بطون میں کامل تھے ایسے ہی حکمت وصنعت میں بھی لاجواب تھے۔ چنانچہ ایک دن دو جذامی آئے ایک ہندو تھا ایک مسلمان نے صورت دیکھتے ہی اس ہندو سے کہا کہ تمہارے گرو نے کچھ جاپ بتلایا تھا تم نے جاپ میں استری سے بھوگ کیا اس واسطے خون چکر کھا گیا۔ اس نے اس قصور کا اقرار کیا۔ فرمایا کہ اپنے گرو کے پاس چلے جاؤ وہی اس کی تدبیر کریں گے مسلمان سے کہا ٹھہرو تم کو دوا دیں گے۔ دوسرے دن دریائے نربدا کے اندر گلے گلے پانی میں اس کو کھڑا کیا اور ایک چاول بھر دوا کھلا دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ چلایا کہ پیاس کے مارے مرا جاتا ہوں۔ کہا کہ خبردار پانی پیئے گا تو فوراً مرجائے گا۔ کچھ کچھ فاصلے سے اس کو ندی کے اندر ہی گھی پلاتے رہے۔ باہر نکلا تو اس کا بدن کندن کی طرح دمکنے لگا تھا۔ پھر اس کو رخصت کر دیا۔ ہم بیس روز تک ان کے پاس رہے لیکن کچھ بھید نہ کھلا کہ وہ شخص فرشتہ تھا یا خضر یا جن۔ صورت سے نہ تو ہندو ثابت ہوتا تھا نہ مسلمان۔ ایک روز ہم سے کہنے لگا کہ میاں صاحب تم کہاں جاؤ گے ہمارے ہی پاس رہ جاؤ مگر شرط یہ ہے کہ اگر ہم مرجاویں تو ہماری ٹانگ میں رسی باندھ کر نربدا میں لے جا کر ڈال دینا اور اگر تم مر گئے تو ہم شاہجہاں پور سے آدمی بلا کر تمہاری تجہیز وتکفین کر دیں گے۔ ہم نے کہا سنو بابا جی ہم رہتے تو اپنے گھر رہتے وہاں نہیں تو مکہ میں ٹھہرتے مدینہ میں قیام کرتے یا بغداد میں رہتے جب کسی جگہ نہ ٹھہرے تو یہاں پابند ہو کر کب رہ سکتے ہیں۔ غرض ہم نے چلنے کا قصد کر ہی دیا تب بابا جی نے مایوس ہو کر فرمایا کہ خیر مرضیٔ مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔ خدا حافظ۔ ہم دونوں وہاں سے سرونج کو روانہ ہوئے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ دہلی سے جب ہم چلے اور امصار ودیار کی سیر کرتے ہوئے

مقام سرونج علاقہ ٹونک میں پہنچے تو وہاں میر وزیر علی صاحب سے دوبارہ ملاقات ہوئی۔ مقام سرونج میں دونوں جوان آدمیوں نے ہم سے درخواست کی کہ نام خدا بتلا دو۔ ہم نے بتلا تو دیا لیکن یہ ہم کو معلوم نہ تھا کہ نتیجہ اور اثر کیا ہوگا۔ ایک تو چھ مہینے کے بعد تپ دق میں مرگیا اس بیچارے کی نئی شادی ہوئی تھی اور دوسرا زندہ تو رہا مگر کچھ دیوانہ سا ہوگیا۔ وہاں سے میر وزیر علی کو ہمراہ لے کر ہم کالپی میں پہنچے جہاں میر صاحب کا گھر ہے۔ ان کی نسبت ماموں کے گھر ہو چکی تھی مگر شادی نہیں کرتے تھے ہم نے زبردستی ان کی شادی کرائی پھر وہاں سے بجانب لکھنؤ روانہ ہوئے۔

◎◎◎

ہم کو خدا پہ چھوڑ دو بہرِ خدا جو ہو سو ہو

ایک روز ارشاد ہوا کہ شمس آباد کے قریب جنگل میں ایک فقیر احمد شاہ صاحب تھے ان کی شہرت سُن کر ہم بھی گئے۔ دیکھا کہ ایک نہایت کہنہ اور بہت بڑی مسجد بادشاہی وقتوں کی ہے اسی میں وہ رہتے ہیں۔ ہم کو دیکھ کر نہایت ترش روئی سے پیش آئے اور بولے کہ صاحب یہاں نہ ٹھہرو آدھی رات کے بعد یہاں شیر لگتا ہے ایسا نہ ہو کہ تم کو پھاڑ ڈالے۔ ہم نے کہا کہ خیر جو ہو سو ہو آج تو یہیں قیام کریں گے۔

وہ تو اپنے حجرہ کا دروازہ بند کر کے سو رہے ہم نے نمازِ عشاء پڑھی پھر دو روٹیاں جو ہماری تھیں کھا کر پانی پیا۔ اب سونے کا ارادہ ہوا ہم نے خیال کیا کہ یہ جنگل کا مقام ہے شاید شیر لگتا ہو۔ مناسب یہ ہے کہ مسجد کی چھت پر سوئیں۔ اوپر چڑھے تو دیکھا کہ ایک کالا سانپ نہایت لمبا اور موٹا پڑا ہوا ہے۔ ہم نے سوچا کہ یہاں تو شیر موجود ہے اور نیچے صرف احتمال۔ پھر نیچے اترے خیر نیند تو نہ آئی۔ مگر ہم وضو کر کے تمام رات چبوترہ پر بیٹھے رہے۔ صبح کی نماز پڑھی میاں صاحب بھی نکلے اور پوچھا کہ شیر آیا تھا کہ نہیں۔ ہم نے کہا کہ صاحب تو آپ شیر ہیں اور تو کوئی نظر نہیں آیا۔ تھوڑی دیر کے بعد بستی سے ایک شخص اپنے بچے کو لے کر

Marfat.com

آیا دم کرایا اور تعویذ لکھا کر لے گیا۔ جب کھانے کا وقت ہوا تو وہی شخص کچھ روٹیاں اور چھاچھ لے کر آیا۔ ہم نے میاں صاحب کی تواضع کی انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ آپ کھاویں۔ ہم نے کہا کہ پہلے آپ نوش فرمادیں تب ہم بھی کھالیں گے غرض ان کو بھی ہم نے ساتھ کھلایا۔ ان کے پاس بہت سے لوگ تعویذ گنڈے والے آیا کرتے تھے اور اس ذریعہ سے بہت سارو پیہ جمع کرلیا تھا۔ اسی واسطے کسی مسافر کو اپنے پاس ٹھہرنے نہیں دیتے تھے۔ ہم سے کہنے لگے کہ میرا ارادہ اس مسجد کی تعمیر کا ہے۔ ہم نے کہا کہ میاں صاحب جنگل میں مورنا چا کس نے دیکھا۔ تم اپنی مسجد کو درست کرو مگر ان کے خیال میں یہ بات نہ آئی۔ تو وہاں سے چل دیئے پھر سُنا کہ ان کا انتقال ہو گیا اور کئی مُسکے روپیہ اور اشرفیوں کے نکلے کچھ روپیہ تو سرکار نے ان کے مزار پر لگا دیا اور باقی اپنے خزانے میں داخل کیا۔ دولت جمع کرنے والوں کا یہی انجام ہوتا ہے۔

◎◎◎

فقیر کا راز ظاہر ہو گیا

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم قنوج میں پہنچے تو شہر کے باہر ایک تکیہ میں جا اترے وہاں کوئی فقیر نظر نہ آیا خیال کیا کہ شاید کہیں گیا ہوگا۔ تھوڑی دیر بعد ایک بڑھیا آ کر جھاڑو دینے لگی۔ ہم نے پوچھا کہ یہاں کا فقیر کہاں ہے۔ وہ بولی کہ کچھ نہ پوچھو ایک عجیب معاملہ ہے۔ ہم نے کہا کہ کچھ بیان کر۔ بولی کہ دس برس سے میرا بیٹا گم تھا بہت خاک چھانی تعویذ گنڈے عمل ٹوٹکے سب کیے۔ کچھ نہ ہوا ناچار ہو کر اس تکیہ کے فقیر کے پاس آئی اور حصول مراد کے لیے یہاں کی جاروب کشی اختیار کی۔ ایک عرصہ تک اس نے منہ نہ لگایا آخر ایک دن میرا مطلب پوچھا تو میں نے اپنی داستان سنائی فرمایا کہ میں تو اس لائق نہیں لیکن ایک مرد کامل ہیجڑوں کے طائفہ میں ڈھولک بجایا کرتا ہے فلاں محلّہ میں جا اور اس سے عرض حال کر ہر چند انکار کرے ایک نہ مانیو اور اس کے دروازہ پر ڈھئی دیکھ کر بیٹھ کر جائیو لیکن خبر دار

Marfat.com

میرا نام زنہار نہ لینا۔ میں گئی اور جو کچھ سکھا دیا تھا وہی کیا۔ کہنے لگے تجھ کو کسی نے بہکا دیا ہے ناچ راگ کی کوئی بات ہو تو مجھ سے پوچھ لے میں تو ہیجڑہ ہوں اور جھٹ ازار بند کھول کے دکھلا دیا۔ مگر میں نے ایک نہ سنی اور ڈھئی دے کر بیٹھ گئی۔ آخر کار وعدہ کیا کہ اچھا تیرا کام ہو جائے گا۔ مگر پہلے یہ بتلا کہ تجھ کو میرا پتہ کس نے دیا۔ غرض باولی ہوتی ہے ناچار اس فقیر کا نام لینا پڑا۔ فرمایا کہ خیر اس کمبخت نے ہم کو بھی خراب کیا اور آپ بھی برباد ہوا۔ ہم تو سمجھے تھے کہ کسی لائق ہو گیا ہے۔ اب اس کو بھی ہیجڑوں میں شامل کر لیں گے مگر افسوس کہ خام نکلا اس کے بعد میرے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ اطراف عالم میں نظر کر اور دیکھ تیرا لڑکا کہاں ہے۔ دیکھتے دیکھتے معلوم ہوا کہ میرا لڑکا ایک قافلے میں گھوڑے کی باگ پکڑے چلا جاتا ہے۔ میں خوشی کے مارے چلا اُٹھی کہ یہ رہا میرا لڑکا۔ فرمایا کہ اس کا ہاتھ خوب مضبوط پکڑ لے۔ میں نے ہاتھ پکڑا اور انہوں نے اپنا ہاتھ اُٹھایا تو دیکھتی کیا ہوں کہ لڑکا مع گھوڑے کے میرے پاس موجود ہے مگر فقیر صاحب ندارد ہیں۔ لڑکے کو ساتھ لے کر ہنسی خوشی اپنے گھر آئی۔ پھر جی میں آیا کہ تکیہ والے فقیر کی شکر گزاری کروں۔ یہاں آ کر دیکھا تو اس کو بھی نہ پایا ابھی چار دن اس معاملہ کو گذرے ہیں دونوں صاحبوں کا پتہ نہیں خدا جانے کہاں گئے۔ اب میں اس فقیر کی یاد میں ہر روز اس تکیہ کی جاروب کشی کرتی ہوں اور پانی بھر کے رکھتی ہوں تا کہ مسافر آرام پاویں۔

◎◎◎

قنّوج کے عقیدے تمند باشندے

ایک روز ارشاد ہوا کہ قنوج کے جنگل میں ایک مزار حضرت سیّد شریف زندنی کے نام سے مشہور ہے۔ نہایت پر فضا اور گنجان درختوں کے بیچ میں ہے۔ خوف کے مارے رات کے وقت وہاں کوئی نہیں رہتا۔ ہم وہاں گئے تو مجاور نے کہا کہ صاحب یہاں حضرت کسی کو رہنے نہیں دیتے۔ ہم نے کہا کہ اچھا ہم حضرت سے دریافت کر لیں گے۔ دوسرے

دن مجاور آیا کہ فرمائیے کیا حکم ہوا۔ ہم نے کہا کہ ہم کو تو حضرت نے اپنے پاس رہنے کی اجازت دے دی۔ دل میں ہم نے سوچا کہ کیسے بیوقوف لوگ ہیں۔ جنگ اور درختوں کی گنجانی کی وجہ سے رہتے ہوئے خوف معلوم ہوتا ہے اور مشہور یہ کر دیا کہ حضرت کا حکم نہیں۔ مجاور نے جا کر لوگوں میں شہرت کر دی کہ ایک فقیر آئے ہیں اور رات کو بھی مزار پر رہتے ہیں حضرت نے اجازت رہنے کی دی ہے۔ پھر تو تمام زن و مرد قنوج کے امنڈ پڑے رہنا دشوار کر دیا۔ آخر ہم تین چار روز بعد وہاں سے چل دیئے۔

◎◎◎

لکھنؤ کے بوڑھے معشوق کا چرچا

ایک روز ارشاد ہوا کہ لکھنؤ میں سیّد وزیر علی صاحب بھی ہمارے ساتھ تھے وہاں مولوی سلامت اللہ صاحب سے ملاقات ہوئی۔ اگرچہ مولوی صاحب اس زمانہ میں بہت مسن تھے لیکن حسن وصورت میں ایسے ہی بے نظیر تھے جیسے حسن سیرت میں۔ ایک دن میاں وزیر علی الگ بیٹھے کہہ رہے تھے کہ تمام عمر میں بوڑھے معشوق ہم نے یہی دیکھے ہیں۔ مولوی صاحب کے کان میں اس بات کی بھنک پہنچ گئی۔ فرمایا کون صاحب ہیں ذرا ہم بھی تو اپنے عاشق کی صورت دیکھیں۔ اتنا کہتے ہی میاں وزیر علی بھاگ گئے مگر مولوی صاحب پہچان گئے اور کہا کہ شاید میاں وزیر علی ہوں گے پھر ہماری طرف خطاب کیا کہ صاحب تمہارے مزاج میں تو بڑی صلاحیت معلوم ہوتی ہے۔ شریف اور طریقت کے سب اعمال کرتے ہو۔ لیکن سیّد وزیر علی سے آپ کا میل جول کیوں کر ہوا۔ یہ تو بڑے رند مشرب معلوم ہوتے ہیں۔ ان کی باتیں کچھ اور ہی قسم کی ہیں۔ پھر مولوی صاحب کچھ کچھ گئے اور کہنے لگے کہ یہ تو ہماری ہی صحبت کا اثر ہے۔ شاید ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور ہیں اور کھانے کے اور۔

◎◎◎

Marfat.com

سُنّی عالم کی دلیری برسرِ منبر

ایک روز ارشاد ہوا کہ مولوی سلامت اللہ صاحب شجاعت و جواں مردی میں بھی یگانہ زمانہ تھے۔ چنانچہ نقل ہے کہ نواب لکھنؤ نے ایک روز برسرِ دربار یہ بات کہی کہ سُنی لوگ بڑے بہادر ہوتے ہیں۔ ہم نشین بولے کہ قبلہ عالم یہ سب کہنے کی باتیں ہیں اگر مقابلہ ہو تو حال کھل جائے۔ نواب نے کہا اچھا دیکھا جائے گا۔ اتفاق سے عید رمضان آئی۔ نواب نے مولوی سلامت اللہ صاحب کو پیام بھیجا کہ صبح کو آپ تشریف لا کر نماز پڑھائیں۔ مولوی صاحب کو اندیشہ ہوا کہ خدا خیر کرے دیکھئے کیا معاملہ پیش آئے۔ اپنا تمام اسباب اور کتابیں طالب علموں کو تقسیم کر دیں اور کہا کہ بھائی اگر صحیح وسلامت آئے تو واپس کر لیں گے ورنہ یہ تمہارا مال ہے۔ عید کی صبح کو کپڑے بدل خوشبو لگا۔ تیر کمان ڈھال تلوار پستول قریں پانچوں ہتھیار سجا کر گھوڑے پر سوار ہوئے اور نماز کے وقت نواب صاحب کے امام باڑے میں جا اُترے۔ نواب نے نماز پڑھانے کا اشارہ کیا۔ بے تکلف کھڑے ہو گئے نماز پڑھائی اور بعد نماز دلیرانہ و مردانہ خطبہ کی قرأت شروع کر دی۔ جب خطبہ ثانیہ کی نوبت آئی تو صحابہ کرام کے نام نہایت شد و مد کے ساتھ مکرر پڑھے اور بڑی دھوم دھام سے خطبہ تمام کیا۔ نواب صاحب نے ایک ہزار روپیہ نقد اور خلعت و دستار نذر کی۔ مولوی صاحب نے وہ سب سامان نقد و جنس مجتہد صاحب کے سامنے رکھ دیا اور کہا کہ یہ سب آپ کا حق ہے۔ میں نے نواب صاحب کے حکم کے بموجب نماز پڑھا دی لیکن میں غاصب نہیں ہوں۔ جو کسی کا حق لے لوں۔ ہر چند نواب صاحب نے اصرار کیا مگر مولوی صاحب نے نہ مانا اور خالی ہاتھ رخصت ہوئے۔ نواب صاحب نے اپنی پنسیں سوار کر دی اور دس سوار ساتھ کر دیئے کہ باعزاز واکرام پہنچا دو۔ جب مولوی صاحب چلے آئے تو نواب صاحب نے مصاحبین اور امراء کو چھیڑا کہ دیکھو سُنی کیسے بہادر ہوتے ہیں ایک پیر مرد جریدہ کس کروفر

Marfat.com

سے تمہارے دشمنوں کا نام برسر منبر کھڑا ہو کر پڑھ گیا وہ تنہا اور تم ہزاروں کسی سے کچھ بھی نہ ہو سکا۔ دیکھو بہادر ایسے ہوتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ شجاعت کی کہ جو کچھ ہم نے دیا اس کی مطلق طمع نہ کی سب نقد و جنس قبلہ و کعبہ کے سامنے پھینک کر چلا گیا۔ پھر تو مصاحب و حواشی شیخی بگھارنے لگے کہ پیر و مرشد یہ حضور کا پاس و لحاظ تھا ورنہ ہم یوں کرتے یوں کرتے۔ نواب صاحب نے فرمایا کہ بس رہنے بھی دو اگر تم مرد ہوتے اور کچھ کر گزرتے تو بھلا میں تمہارا کیا کر سکتا تھا۔ غرض سب شرمندہ ہو کر خاموش ہو گئے۔

◎◎◎

تبرّا پڑھنے پر لڑائی ہو گئی

ایک روز ارشاد ہوا کہ قبلہ گاہی صاحب کا رسالہ ماہِ محرم میں لکھنؤ پہنچا اور پڑاؤ میں خیمہ زن ہوا۔ ہمارے چار سپاہی شہر کی زیارت کو گئے۔ حضرت عباس کی حاضری کا دن تھا۔ وہ سپاہی ایک امام بارگاہ میں جا پہنچے ہر قسم کا کھانا رکھا ہوا تھا اوّل تو مرثیہ ہوا بعد میں صحابہ اکرام کی شان میں کچھ بکنے لگے۔ چاروں یاروں نے گپتیاں نکالیں تمام شیعہ بھاگ گئے امام بارگاہ خالی ہو گیا وہ سپاہی سب کھانا اٹھا کے چل دیئے۔ اب مارے خوف کے کوئی شخص ان کے نزدیک نہیں آتا۔ دُور دُور سے پتھر مارتے ہیں جب یہ حملہ کرتے سب بھاگ جاتے۔ آخر کار لڑتے جھگڑتے چلے آتے تھے کہ رسالہ میں خبر پہنچی۔ چند سوار دوڑے سب کو مار کر بھگا دیا اور دس آدمی گرفتار کر کے لائے انگریز کو خبر ہوئی بہت خوش ہوا اور کہا کہ رسالدار صاحب یہ کھانا ہمارے سامنے تقسیم کر دو اور ہم کو بھی تبرک دو۔ ہمارے سپاہیوں نے خوب بہادری کی ہم بہت خوش ہوئے یہ قابل انعام ہیں۔ اتنے میں نواب صاحب کے چوبدار پہنچے اور رقعہ دیا کہ ہمارے مجرم تمہارے رسالہ میں ہیں بھیج دو۔ صاحب نے انہیں کے دس آدمی مقید حوالے کیے کہ یہ مجرم ہیں لے جاؤ۔ غرض کسی سے کچھ بھی نہ ہو سکا۔

◎◎◎

Marfat.com

کچھ خبر نہیں کہ میں کون ہوں

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم لکھنؤ کی ایک مسجد میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ اتفاقاً ایک امیر سیر کو جاتا تھا۔ دیکھا تو سامنے سے سلیمن صاحب انگریز آتا ہے اس خیال سے کہ انگریز کو سلام کرنا پڑے گا وہ امیر جھٹ پٹ مسجد میں چلا آیا جہاں ہم ٹھہرے ہوئے تھے۔ سلیمن صاحب اس بات کو تاڑ گیا وہ بھی پیچھے پیچھے مسجد میں آپہنچا اور جھک کر اس امیر کو سلام کیا اور کہا کہ دیکھو سلام کرنے سے کیا میری توقیر گھٹ گئی یا آپکا دین واسلام کچھ بڑھ گیا۔ آپ نے کیوں منہ چھپایا کیا ہم خدا کے بندے نہیں ہیں وہ امیر بہت شرمندہ ہوا۔ اس کے بعد سلیمن صاحب ہماری طرف کو آیا تو ہم نے اُٹھ کر سلام کیا اس نے پھر امیر سے کہا یہ مسافر سلام کرنے سے کیا کافر ہو گیا۔ پھر میری طرف متوجہ ہوا اور پوچھا کہ آپ کون ہیں۔ میں نے کہا کہ صاحب یہ تو مجھ کو بھی خبر نہیں کہ میں کون ہوں۔

کچھ نہیں کھلتا مجھے میں کون ہوں　　صورت حیرت ہوں یا شکل جنوں

پھر پوچھا آپ کی قوم کیا ہے۔ میں نے کہا کہ صاحب جو آدم کی قوم ہے۔ کہا آدم کی کیا قوم ہے۔ میں نے کہا کہ مجھ کو نہیں معلوم یہ آدم سے پوچھئے۔ پھر کہا آپ کہاں سے آئے میں نے کہا جہاں سے سب آئے وہ بہت حیران ہوا اور بولا کہ صاحب جو بات ہم پوچھتے ہیں اس کا الٹا ہی جواب دیتے ہو۔ پھر تو ان کو الفت ہو گئی۔ کبھی کبھی ہمارے پاس آنے لگے ایک روز بڑے تکلف سے دعوت کی۔ غرض فقیر کو چاہیے کہ ہر رنگ کا تماشا دیکھے۔ اور کسی کو بُرا نہ جانے کیونکہ ذات باری ہر جگہ برابر ہے۔

خدا ہر شئے کے اندر یوں نہاں ہے　　کہ جوں تو گل کی گل کے درمیاں ہے

Marfat.com

پانچ ماہ کا حمل برداشت نہ ہو سکا

ایک روز ارشاد ہوا کہ لکھنؤ میں ایک امیر زادہ شیعہ ہمارے پاس آیا کرتا تھا۔ اتفاق سے اس کی تاریخ نکاح قرار پائی۔ برات کے وقت خود آیا اور باصرار تمام ایک ہاتھی پر سوار کر کے ہم کو بھی لے گیا اور حسب وعدہ ہم کو علیحدہ مکان میں اتارا کوئی آدھی رات گزری ہوگی کہ نوشہ کا باپ بزم عقد میں شریک ہونے کے لیے ہم کو لے گیا۔ صیغہ شروع ہونے کو تھا کہ ایک دایہ سرِ محفل آن کر کہنے لگی کہ اس نیک بخت پارسا لڑکی کو پانچ مہینے کا حمل بھی ہے مگر حرام کا نہیں بلکہ متاع شرعی کا ہے۔ یہ بات سُن کر دولہا چونکا اور بے باکانہ کہہ اٹھا کہ میں نکاح نہیں کرتا۔ ہر پند لوگوں نے سمجھایا ایک نہ مانی۔ اس کے باپ نے ہم سے کہا کہ صاحب یہ آپ کا معتقد بہت ہے کچھ آپ ہی اس کو سمجھایئے۔ ہمارا تو کہنا مانتا نہیں۔ ناچار ہم نے پاس جا کر کہا کہ صاحب زادہ وجہ انکار کیا ہے۔ بولا کہ حضرت یہ بچپن کی چاٹ لگی ہوئی آئندہ کب چھوٹے گی۔ ہم نے کہا کہ میاں جب تمہارے مذہب میں یہ امر جائز اور درست ہے تو برا کیوں سمجھتے ہو۔ کہا کہ صاحب ایسے مذہب کو بھی میرا اسلام ہے۔ اس کے باپ نے کہا ہیں کیا تو سُنی ہو گیا بولا کہ ہاں پہلے تو نہ تھا مگر اب بیشک ہو گیا۔ یہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا محفل درہم برہم ہوگئی ہم بھی اپنے مکان کو چلے آئے۔ صبح کو وہ امیر زادہ آیا کہ حضرت مجھ کو مُرید کر لیجئے۔ ہم نے کہا کہ بھائی ہم ہیں قادری اور تم کو ان سے عداوت ہے پھر بات کیوں کر بنے گی ع

اس کی رسوئی ہے ماس جس سے تجھے بیر ہے

جواب دیا کہ حضرت گزشتہ سے توبہ اور آئندہ کو ان کا غلام ہوں۔ جب اس نے بہت اصرار کیا تو مجبوراً ہم نے بیعت کر لیا۔ زمانہ غدر تک تو اس کے خط آتے رہے پھر کچھ حال نہ معلوم ہوا خدا جانے زندہ بھی ہے یا نہیں۔

⊚⊚⊚

Marfat.com

تو میرا نواسہ کیوں ہوتا

ایک روز ارشاد ہوا کہ لکھنؤ سے ہم اپنے وطن کو روانہ ہوئے جب نیھال گاؤں نور پور میں پہنچے تو مسجد میں جا اترے۔ عصر کے وقت ہمارے ماموں صاحب چری کا بار سر پر رکھے مسجد کے سامنے سے گزرے ایک شخص نے مسجد میں سے پکار کر کہا کہ ہمارے میر صاحب بڑے بھاگوان ہیں جب باہر سے تشریف لاتے ہیں تو بھرے پُرے آتے ہیں آپ ہنستے ہوئے چلے گئے۔ پھر نماز کے واسطے مسجد میں تشریف لائے میاں جی نے کہہ دیا کہ میر صاحب آج ایک مسافر بھی آ گیا ہے۔ بعد نماز مغرب ہم کو اپنے گھر لے جا کر بٹھایا اور خود کسی کام کے لیے باہر گئے گھر میں صرف نانی صاحبہ بخار کی شدت میں پڑی کراہتی تھیں۔ وقت فرصت کو غنیمت سمجھ کر ہم ان کے پاؤں دبانے لگے فرمایا کون۔ عرض کیا کہ مسافر ہوں۔ اور سیّد آپ کا نواسا۔ خفا ہو کر بولیں کہ تو میرا نواسا کیوں ہوتا خدا جانے کون ہے کون نہیں میرے پاؤں کو ہاتھ مت لگا۔ اتنے میں ماموں صاحب آ گئے پوچھا کیا ہے۔ نانی صاحبہ نے فرمایا کہ یہ نامحرم مسافر کہتا ہے کہ میں تمہارا نواسا ہوں اور پاؤں دبانے کو آ بیٹھا۔ ماموں نے کہا کہ خیر نواسا نہیں نواسوں کے برابر تو ضرور ہے اگر پاؤں دباتا ہے تو کیا مضائقہ ہے۔ لیکن انہوں نے نہ مانا۔ کھانا کھا کر ہم مسجد میں آئے صبح سویرے اٹھ کر گھر کو روانہ ہوئے۔

◎◎◎

Marfat.com

۲۴ برس کے بعد والدہ کی زیارت

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب نیمھال کے گاؤں سے چل کر وطن میں پہنچے تو محلّہ کی مسجد میں جا ٹھہرے۔ مسجد کے ملاّ نے ہمارے گھر خبر کی کہ آج ایک مسافر نو وارد مسجد میں آ گیا ہے۔ شام کے وقت ہمارا چھوٹا بھائی حیدر حسن جس کی عمر بارہ برس کی تھی ہمارے لیے کانا لایا۔ ہم نے اس کا اور باپ دادا کا نام اور قوم پوچھی سب باتوں کا جواب ٹھیک دیا۔ برتن واپس لے کر گھر گیا اور والدہ صاحبہ سے ساری باتیں بیان کیں وہ سُن کر چپ ہو رہیں۔ ایک روز ہم نے حجام کو بلایا اور حجامت بنوائی۔ ہمارے سر میں ایک نشان تھا۔ بشکل چلیپا۔ وہ دیکھ کر بولا کہ حضرت اگر قصور معاف ہو تو کچھ عرض کروں۔ ہم نے کہا کہ اچھا کہو۔ بولا کہ یہ نشان جو آپ کے سَر پر ہے میرے ہاتھ کا ہے اب یہ نہیں معلوم کہ آپ وہی ہیں یا کوئی اور ہم نے حال پوچھا تو اس نے ہمارا قفیہ ہو بہو سنایا کہ سیّد احمد علی کا ایک لڑکا تھا غوثن نام اس کے سر میں میں نے ایسا شگاف دیا تھا۔ مدّت ہوئی کہ وہ گم ہو گیا آج تک پتہ نہیں۔ ہم نے اس کو لطائف الحیل سے ٹال دیا۔ بھائی حیدر حسن ہمارے واسطے روز کھانا لاتا اور ہم اس سے کچھ نہ کچھ ہنسی کی بات کہہ دیتے ایک دن ہم نے کہا کہ آؤ بھائی ہمارے ساتھ کھالو۔ اس نے بُرا مانا والدہ سے جا کہا کہ یہ مسافر مجھ کو روز چھیڑتا ہے اور دیکھتا رہتا ہے آج سے روٹی دینے نہیں جاؤں گا۔ اتفاق سے اس دن ملاّ کی کہیں دعوت تھی مغرب کی اذان ہم کو دینی پڑی۔ والدہ صاحبہ نے آواز پہچان لی شام کو حیدر حسن کھانا لایا تو یہ پیام دیا کہ کل صبح کو آپ کی دعوت ہے مکان پر چل کے کھانا۔ ہم نے دل میں کہا خدا خیر کرے کہیں بڑی بی نے

Marfat.com

پہچان تو نہیں لیا۔ صبح کو ہم بلائے گئے پردہ ہوا صحن میں بیٹھے۔ والدہ صاحبہ نے پہلے تو پس پردہ ہم کو خوب دیکھا بھالا۔ پھر باہر نکل کر ہمارے دونوں ہاتھ پکڑ لیے اور فرمایا ماروں تھپڑ۔ ہم نے کہا کہ ہیں ہیں!! مائی صاحبہ میرا کیا گناہ ہے۔ گھر میں بلا کر غریب و مسافر کو مارتی ہو۔ فرمایا خوب ابھی انکار ہی کئے جاتا ہے ہم نے تجھ کو کھلایا پلایا پالا پرورش کیا ہماری گود میں ہوش سنبھالا چھوٹے سے بڑا ہوا ہم تجھ کو نہ پہچانیں گے۔ اب چوبیس برس بعد آیا تو چوروں کی طرح مسافر بن کر مسجد میں ٹھہرا۔ اس وقت ہم سے کیا بھول ہوئی کہ بے ساختہ زبان سے نکل گیا کہ میں غوثن نہیں ہوں۔ یہ بات منہ سے نکلی تھی کہ انہوں نے ہنس کر فرمایا کہ ہاں تو غوثن نہیں تو اس کا نام کیسے معلوم ہوا۔ اس کے بعد ہم نے قدم بوسی کی۔ انہوں نے ہم کو چھاتی سے لگایا اور زار زار رونے لگیں اتنے میں دوسری والدہ صاحبہ بھی خفا ہوتی آئیں کہ ارے بے مروّت بے وفا تو ہم سب کو بھول گیا چوبیس برس میں ایک دفعہ بھی اپنی خبر نہ بھیجی۔ بڑی والدہ نے فرمایا کہ کیا اس نے کہیں شادی کر لی تھی یا کہیں کا بادشاہ بن گیا تھا جو بھول گیا۔ بے چارہ قسمت کا مارا نصیبوں کی گردش سے دربدر پھرتا رہا یہی غنیمت سمجھو کہ آ نکلا اور ہم کو اپنی صورت دکھادی اگر نہ آتا تو ہم کیا کر لیتے۔ المختصر ہم نے منّت سماجت کر کے سب کو راضی کر لیا اور چوبیس روپے جو ہمارے پاس تھے سب کے سامنے رکھ دیئے۔ حیدر حسن سے ہم نے کہا کہ لو اب تو ہم تمہارے بھائی ہیں آؤ مل لو۔ وہ رونے لگا۔ ہم نے پیار کیا اس کا عجیب حال تھا جہاں ہم کو دیکھتا رو دیتا۔ ہم نے بہت پوچھا کہا میں نہیں جانتا کیا بات ہے آپ کو دیکھ کر بے اختیار میرا جی بھر آتا ہے۔ ہمارے آنے کی خبر سُن کر نانی صاحبہ بھی تشریف لائیں۔ میں نے کہا اس وقت اپنے پاؤں دبوائے نہیں تھے اب میں بھی آپ سے نہیں ملتا۔ فرمایا کہ تو بڑا دغا باز اور فریبی ہے کیوں نہیں کہا تھا کہ میں غوثن ہوں۔ پھر میں نے قدم بوسی کی۔ انہوں نے بہت پیار کیا۔ چند روز کے بعد ایک دن والدہ صاحبہ فرمانے لگیں

کہ بھائی غوثن کیا بیت اللہ شریف میں تم کو خرچ کی تکلیف ہوئی تھی اور کسی ترک نے تم کو پانچ ریال دے کر کہا تھا کہ خاطر جمع رکھو آئندہ کبھی تکلیف نہ ہوگی۔ میں نے اقرار کیا تو فرمایا کہ وہ تیرا بھائی انوار الحسن تھا اس نے جس وقت تم کو پانچ ریال دیئے تھے اسی وقت آ کر مجھ سے یہ حال کہا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تو غوثن سے ملا کیوں نہیں۔ اس نے کہا کہ اگر ملتا تو وہ میرا پیچھا نہ چھوڑتا محبت جوش کرتی طرفین کے لیے خرابی پڑتی۔ چند روز کے بعد سب گھر والے ہمارے سر ہوئے کہ تمہاری منسوبہ اب تک بیٹھی ہوئی ہے اور کسی سے نکاح نہیں کرتی بہتر ہے کہ اب تم شادی کرلو۔ یہ مضمون سُن کر ہم بہت گھبرائے آخر بڑی مشکل سے اس نیک بخت کی شادی بھائی سید الحسن کے ساتھ کرادی۔ کیوں کہ ان کی بیوی کا انتقال ہوگیا تھا۔ پھر ایک دن والدہ صاحبہ نے کہا کہ تیرے حصہ کی جائیداد موجود ہے مناسب ہے کہ سیّد الحسن اپنے حقیقی بھائی کے نام لکھ دے میں نے عرض کیا کہ ان سے کیا خصوصیت ہے مجھ کو تو سب بھائی برابر ہیں چنانچہ سب کو برابر تقسیم کردی۔

◎◎◎

عاشق ہونا ہندو خاتون پر

ایک روز راقم نے عرض کیا کہ حضرت کبھی آپ کو عشق بھی ہوا ہے۔ ارشاد ہوا کہ جب ہم گھر سے چل کر بنارس میں پہنچے تو وہاں ہمارے بھائی فیض الحسن تھانیدار تھے۔ ان سے مل کر بہت خوش ہوتی۔ بھائی نے ہر چند اصرار کیا کہ مکان پر ٹھہرو مگر ہم کو سوائے مسجد کے آرام کہاں تھا۔ گنگا کے کنارے ایک مسجد تھی اس میں قیام کیا۔ ایک طرف گھاٹ دوسری

Marfat.com

جانب شارع عام۔ بھائی صاحب بھی روز مرّہ وہاں تشریف لاتے۔ کھانا بھی وہی بھیجتے تھے۔ ایک دن بعد نماز عصر دیوار مسجد پر بیٹھے ہم سیر دیکھتے تھے کہ یکا یک ایک نازنین مہ جبین غارت گر دنیا و دین چودہ برہمن کشمیری ہم جوگیوں کے گروہ میں آفتاب عالمتاب کی طرح نظر کو خیرہ کرتی ہوئی دکھلائی دی۔

ہم نے مسجد کے ملاّ سے کہہ دیا کہ ہمارے بھائی آئیں یا کھانا بھجوائیں تو تم کہہ دینا کہ وہ چلے میں بیٹھے ہیں اور سب سامان مجھ کو دے دیا ہے جسے وقت ضرورت ہوگی میں کھانا تیار کر کے کھاؤں گا۔ اب کچھ ضرورت وہاں سے کھانا بھیجنے کی نہیں ہے۔ ملاّ کو یہ بات سمجھا کر ہم نے حجرہ کا دروازہ بند کیا اور اس پری رو کا تصور باندھا۔ اس عرصہ میں نماز روزہ کھانا پینا سب بالائے طاق رکھ دیا۔ آٹھویں دن وہ تصویر مجسم بن کر سامنے آ کھڑی ہوئی۔ اسی دن وہ دلربا اپنے شوہر کے ساتھ تھالی میں شیرینی رکھے مسجد کے اندر آ موجود ہوئی۔ دس روز سے ہم تسخیر محبوب کا عمل پڑھ رہے تھے۔ اس نے حجرہ کی زنجیر کھڑکائی ادھر دل نے گواہی دی کہ لو مطلوب آ پہنچا۔ ہم نے کنڈی کھول دی وہ دونوں اندر آئے دیکھا تو اس کا شوہر بھی حسن و جمال میں بے مثال تھا ہم نے پوچھا تو دونوں کس لیے آئے ہو کہا ہم کو اولاد کی تمنا ہے۔ خیر ہم سمجھ گئے کہ یہ سب فساد عمل تسخیر محبوب کا ہے ورنہ ابھی تو ان کے دن خود سیر تماشے کے ہیں کسی اولاد اور کس کی تمنا اس عورت نے ہماری طرف ٹکٹکی باندھ دی اس کے شوہر سے ہم نے کہا ذرا تم باہر جا کر زنجیر لگا لو ہم کو اس سے ایک پردے کی بات پوچھنی ہے۔ وہ غریب دروازہ بند کر کے باہر ہو گیا۔ اس زمانے میں ہماری عمر پینتالیس سال کی تھی ہم نے دل سے کہا کہ بولو حضرت اب کیا ارادہ ہے اگر اس کو محبوب بناتے ہو تو میاں بیوی دونوں راضی ہیں مگر اب وہ عمر جوانی کہاں اور اگر نہیں بنانا چاہتے ہو تو اپنی ماں بہن کو کیوں چھوڑا

Marfat.com

جس کے لیے آٹھ دن سے یہ بیتابی اور بے قراری تھی۔ وہ موجود ہے تسخیر عمل محبوب کامیاب رہا۔ دل نے جواب دیا یہ بھی ایک کھیل کھیلنا تھا سو کھیل چکے بس اب کوئی خواہش باقی نہیں۔ اس کے بعد ہم نے اس سے دو ایک باتیں پوچھ کر اس کے خاوند کو بلالیا اور تعویذ لکھ کر اس کے حوالے کیا اور کہا کہ جاؤ خدا حافظ۔ ان کے جانے کے بعد خیال آیا کہ حضرت عشق ضرور کچھ نہ کچھ رنگ لائیں گے اور اس کو بھی ستائے گا یہاں سے چل دینا ہی بہتر ہے۔ یہ سوچ کر ہم آدھی رات کو چل دئے اور وہاں سے بیس کوس پر جا کر دم لیا۔ دوسرے دن وہ نیک بخت بھی شوہر کو ہمراہ لیکر گاڑی میں بیٹھ کر عصر کے وقت اسی مقام پر آن پہنچی۔ بال پریشان' بہت اُداس' چہرہ پژمردہ دل افسردہ' پاس آن کر لگی زار زار رونے اور بار بار کہنا شروع کیا کہ آپ بنارس تشریف لے چلیں۔ جب دونوں نے بہت اصرار کیا تو کہنا پڑا کہ ہم یہاں ایک کام کے لیے آتے ہیں وہ ہو جائے گا تو دو چار دن میں خود بخود چلے آئیں گے۔ غرض تسلی وتشفی دے کر ان کو ادھر روانہ کیا اور ہم نے گاڑی لے کر لکھنؤ کی راہ لی' معلوم نہیں کہ اس پر کیا گذری۔ اثنائے راہ میں شاہ کڑا کا مزار آیا۔ اس کی زیارت کو گئے۔ چونکہ پنجشنبہ کا دن تھا اس وقت ایک طوائف مجرا کرتی اور یہ غزل گاتی تھی۔

مارا بغمزہ گشت و قضارا بہانہ ساخت　　　خود سوئے ماند ید و حیارا بہانہ ساخت

ناگہاں ایک فقیر لنگوٹی بند لاٹھی ہاتھ میں لیے محفل میں آ کودا اور یہ شعر پڑھ کر ناچنے لگا۔

آنکس کہ خاک مارا گل کرد خانہ خاست　　　خود دور میاں در آمد مارا بہانہ ساخت

اس وقت اہل محل پر ایک عجیب حالت طاری ہوگئی۔ کسی کو کسی کی خبر نہ رہی۔ دو چار چکر مار کر وہ چلدیا معلوم نہ ہوا کہ کہاں سے آیا کدھر گیا کوئی اس کو پہچانتا بھی نہ تھا۔

Marfat.com

وہاں سے چل کر ہم لکھنؤ پہنچے اور چند روز قیام کر کے سنبھل کا ارادہ کیا۔ جہاں ہمارے پیر مرشد مولانا حبیب اللہ شاہ صاحب نقشبندیہ کا مزار ہے۔

◎◎◎

قسمت کی بدنصیبی کو حضرت سلیمان کیا کریں

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ایک شہر میں پہنچے دیکھا کہ ایک بوڑھا ضعیف لکڑیوں کا گٹھا سر پر رکھے چلا آتا ہے اس کے حال زار پر رحم آیا نام دریافت فرمایا۔ کہ کہ سلیمان حضرت کو خیال آیا کہ سبحان اللہ ایک میں سلیمان ہوں کہ تمام ملک زیر نگیں ہے اور یہ ایک سلیمان ہے کہ پیری میں ایسی سخت مصیبت جھیلتا ہے فوراً اپنے تاج میں سے ایک لعل اس کو حالہ کیا اور کہا کہ لے تجھے بلکہ تیری اولاد کو بھی کفایت کرے گا مناسب ہے کہ آئندہ اس محنت کو چھوڑ دے اور آرام سے بسر کر بڈھے نے لکڑیوں کا بار سر سے پھینک دیا اور لعل کو لے کر شاد و خرم گھر کو چلا بار بار لعل کو دیکھتا اور حیران ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے کیا قدر و قیمت اس سنگریزہ کو عطا کی ہے یکا یک ایک چیل نے اس کو گوشت سمجھ کر جھپٹا مارا اور صاف لے اڑی بڈھا ہاتھ ملتا رہ گیا اب یہ فکر پڑی کہ آج زن و مرید کو کیا کھلاؤں گا چلو پھر اپنے گٹھے کو سنگواؤ اور بیچ کھوچ کے پیٹ پالو وہاں جا کر دیکھا تو گٹھا بھی کوئی اٹھا لے گیا تھا ناچار شرم کے مارے رات جنگل ہی میں کاٹی صبح دم بھر لکڑیاں چننے لگا اتنے میں حضرت سلیمانؑ کی سواری آئی سوچا کہ یہ حریص بوڑھا اب بھی اپنی معمولی مشقت میں مصروف ہے دریافت کیا تو اس نے قصہ سنایا حضرت کو پھر رحم آیا اور دوسرا لعل عنایت کیا آج بڈھے نے نہایت احتیاط سے مٹھی میں بند کر گھر کی راہ لی رستہ میں ایک ندی تھی جب منجدھار میں پہنچا تو پاؤں اُکھڑ گئے دو چار ایسی ڈبکیاں کھائیں کہ ڈوبتے ڈوبتے بچا اور لعل ہاتھ سے نکل گیا پھر حسرت و افسوس کے ساتھ واپس گیا اور لکڑیاں چننے لگا۔ حضرت سلیمانؑ

کے لشکر کا کوچ ہوا تو پھر دیکھا کہ وہی بدقسمت بوڑھا لکڑیوں کا پشتارہ باندھے چلا جاتا ہے۔ پھر طلب فرمایا اور حال پوچھا اس نے کیفیت واقع عرض کی اور کہا کہ آج تیسرا دن ہے خدا جانے زن وفرزند پر کیا گذری ہوگی۔ حضرت کو بہت ہی رحم آیا اور تیسرا لعل جو نہایت ہی گراں بہا تھا اس لودیا اب کی دفعہ خوب کس کے پگڑ میں باندھا تھوڑی دُور چلا تھا کہ ایک سوار نمودار ہوا اس نے تاڑلیا کہ اس بڈھے کی پگڑی میں لعل چمکتا ہے گھوڑا دوڑا کر قریب یا اور پگڑی اچک یہ جاوہ جا۔ جھٹ نظروں سے غائب ہوگیا بڈھا روتا پیٹتا حضرت سلیمانؑ کے پاس حاضر ہوا اور کہا کہ اے پیغمبر خدا آپ نے خوب میری راہ کھوٹی کی خدا نے جو کچھ میرے نصیب میں لکھا تھا میں اس پر راضی تھا آپ نے چاہا کہ مجھ کو فقر سے نجات ہو سو یہ بات خدا کو منظور نہ تھی آپ کے چاہنے سے میں امیر تو نہ بنا البتہ اس کے عوض میں مجھ کو اور میرے بال بچوں کو تین دن فاقہ کشی کرنی پڑی۔ حضرت نے فرمایا کہ سلیمان کیا کرے جب خدا ہی نہ چاہے غرض بڈھا بدستور لکڑیاں لاتا اور کنبے کو پالتا قضارا حضرت سلیمان کی انگشتری گم ہوگئی ماہی گیر کے گھر جا کر رہے جب دوبارہ تخت سلطنت ملا اور لشکر کا گذر اس لکڑہارے کی بستی میں ہوا تو آدمی بھیج کر اس کو طلب فرمایا اس نے جواب دیا کہ اب تو بغیر سواری کے ایک قدم بھی نہیں چل سکتا حضرت کو تو تعجب ہوا سواری بھیج کر بلوایا اور حال دریافت کیا اس نے عرض کیا کہ جب آپ کے رہتے ہوئے لعل گم ہوگئے اور میری آس ٹوٹ گئی تو میں نے بے اختیار خداوند کریم کی جناب میں گریہ وزاری شروع کی کہ خدایا تیرے نبی نے بہت کوشش کی مگر تو نے نہ چاہا تو کچھ بھی فائدہ نہ ہوا اب سوائے تیرے کسی کا آسرا نہیں تو ہی اپنے خزانہ غیب سے وہ کھوئے ہوئے لعل عنایت کر اتفاقاً ایک دن حسب عادت لکڑیاں توڑنے کو درخت پر چڑھا وہاں چیل کا گھونسلا تھا دیکھا تو وہی تینوں لعل رکھے ہیں ان کو پا کر اب میں امیر کبیر بن گیا۔ جب تک سلیمان علیہ السلام پر بھروسہ تھا تو محروم رہا جب خدا کی طرف خلوص دل سے متوجہ ہوا تو مالا مال ہوگیا۔

⊚⊚⊚

Marfat.com

فقیر نے بدعا کی تینوں مر گئے

ایک روز ارشاد ہوا کہ کلکتہ کے نواح میں ایک بزرگ تھے دس بیگہ زمین انکی وجۂ معاش تھی جب کہ بندو بست اراضی شروع ہوا تو حاکم نے اس زمین کی ضبطی کا حکم نافذ کیا فقیر صاحب نے بہت واویلا کی مگر کسی نے نہ سنی تب حاکم کے لیے بددعا کی وہ مر گیا۔دوسرا حاکم آیا تو اس کے سامنے اپنا رونا رویا اس نے بھی کچھ نہ سُنا جو حکم ہو چکا تھا وہی بحال رہا اس کے واسطے بھی تیر دعا لگا یا وہ بھی مر گیا تیسرا حاکم آیا وہ بھی اسی طرح بددعائے فقیر کا شکار ہوا جب چوتھے حاکم کو کرسی حکومت ملی تو اس نے فہم وفراست سے معلوم کیا کہ جو حاکم آتا ہے وہ مر جاتا ہے کچھ اس کا سبب ہے پوچھا تو کسی نے تمام حال فقیر کا سُنا دیا نئے حاکم نے فقیر کو بلایا اور کہا کہ سنو صاحب جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہو چکا میں اس حکم ضبطی کو منسوخ نہیں کر سکتا لیکن تم صبر کرو میں پکا وعدہ کرتا ہوں کہ اتنے عرصہ میں تمہارے لیے معافی زمین کی سند منگا دوں گا اس وعدہ سے فقیر کی تسلی ہوگئی حاکم نے حسب وعدہ منجانب سرکار سند بنام فقیر منگالی اور جا کر اس کے حوالہ کی کہ لیجئے اپنی زمین کی سند لیکن مجھ کو اس بات کا جواب دیجئے کہ یہ تین خون جو دس بیگہ زمین کے واسطے آپ نے کئے یہ کس کے سر ہوں گے گو عدالت ظاہری اس کا مواخذہ نہ کرے لیکن خدائے غیب دان کے سامنے تو اس کی باز پرس ضرور ہوگی اور آپ تو فقیر خدا پرست ہیں خدا پر توکل نہ ہو سکا کیا اسی دس بیگہ زمین کو اپنا رزاق سمجھتے ہو جس کے واسطے مخلوق خدا میں سے تین آدمیوں کو غارت کر دیا اس وقت فقیر کی آنکھیں کھلیں رونے لگا اور بولا کہ صاحب ہم سے بڑی خطا ہوئی کہ ہم نے خدا کو بھول کر اس زمین پر نظر رکھی اور درحقیقت تم تو ہمارے مرشد و رہنما ہی نکلے کہ ہم کو خواب غفلت سے بیدار کر دیا۔

Marfat.com

بنا بنایا گھر بگڑ گیا

ایک روز ارشاد ہوا کہ دنیا بھی شیخ چلی کا گھر ہے جب بوجھ سر سے پھینک دیا پھر کچھ بھی نہیں شیخ چلی سے ایک شخص نے کہا کہ یہ تیل کا مٹکا میرے گھر پہنچا دے تو میں تجھ کو ایک ٹکہ دوں گا اس نے کہا کہ بہت اچھا مٹکا سر پر رکھا اور چلا رستہ میں خیال آیا کہ اس ٹکے کی مرغی لوں گا وہ انڈے بچے دے گی ان کو بیچ کر ایک عمدہ نسل کی بکری خریدوں گا۔ جو ایک بار میں دو دو تین بچے دے گی چند روز میں بکریوں کا ایک ریوڑ میرے پاس ہو جاوے گا اس وقت بکریاں بیچ کر ایک گائے نہایت اچھی خریدوں گا جو بہت سارا دودھ دے گی اور ہر سال بیاوے گی کچھ عرصہ میں گائے بکریوں کے میرے گھر میں افراط ہو جاوے گی اور میں ایک امیر اور خوش حال آدمی بن جاؤں گا اس وقت شادی کروں گا پھر میرے بیٹا ہو گا پھر وہ چلنے پھرنے بات چیت کرنے لگے گا جب میں باہر سے آیا کروں گا تو وہ پکارے گا ابا جان ابا جان ہمارے لیے کیا لائے اس وقت میں خفا ہو کر کہوں گا (دُ) یہ کہنا تھا کہ تیل کا مٹکا سر پر سے گر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اب شیخ چلی ہیں کہ رو رہے ہیں مٹکے مالک نے کہا ارے یہ کیا کیا میرا تیل کا مٹکا کیوں پھوڑ دیا۔ خفا ہو کر بولا واہ صاحب تم کو اپنے مٹکے کی فکر ہے میرا تو سارا بنا بنایا گھر بگڑ گیا۔

اے مصحفی میں روؤں کیا پچھلی صحبتوں کو — بن بن کے کھیل ایسے لاکھوں بگڑ گئے ہیں

اگر ہم اس مثل میں غور کرو تو عرفان بھی ختم ہے وہ ٹکا شیخ چلی کا نام خدا ہے جو تعلیم شیخ سے حاصل ہوتی ہے اس کی بدولت تمام انڈے بچے گائے بکری پیدا ہوتے ہیں یعنی سالک راہ کو منازل و مقامات اور کشف و کرامات ذکر و فکر ذوق و شوق سوز گداز علم و انکشاف کیفیت و حالت یہ سب امور پیش آتی ہیں انجام کار جہاں مٹکا پھوٹا یہ سب بکھیڑا تمام ہوا۔

انت پھوٹ سب ماٹی ہوئی لینا ایک نہ دینا دوئی!

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی محبت مال سے ہزار درجہ زیادہ ہے

ایک روز ارشاد ہوا کہ مجھ کو والدۂ ماجدہ نے خفا ہو کر فرمایا کہ جا یہاں سے کالا منہ کر میں نے کہا کہ بہت اچھا اس زمانہ میں میری دس برس کی عمر تھی چپکے سے چلد دیا وطن سے ۲۰ بیس کوس چل کر ایک مولوی صاحب کے پاس جو کہ ہمارے خاندان سے واقف تھے ٹھہر گیا یہاں تمام بستی میں تلاش ہوئی پتہ نہ لگا مہینہ بھر کے بعد گھر والوں کو خبر ملی کہ فلاں مقام پر قیام پذیر ہے چچا صاحب تشریف لائے میں نے کہا کہ صاحب میں تو گھر نہیں جاتا۔ یہیں پڑھوں۔ مولوی صاحب نے بھی کہا کہ کیا مضائقہ ہے یہ بھی گھر ہے وہ بھی گھر یہاں پڑھنے دیجئے غرض چچا صاحب واپس چلے گئے چند روز کے بعد والدہ صاحبہ نے ایک میراثی بھیجا اور پیغام دیا کہ اگر اپنی خیر چاہتے ہو تو بچہ چپکے سے چلے آؤ ورنہ میں خود ان کے تمام رستے جوتیاں مارتے لاؤں گی جب یہ پیغام وعید پہنچا تو چار و ناچار اس کے ہمراہ ہو لیے جب گھر پہنچے تو خوف کے مارے روبرو نہیں جاتے آخر قہر درویش بر جان درویش جی سخت کر کے گئے اور جھٹ والدہ صاحبہ کے قدموں میں جا گرے اب غصہ تو بھول گئیں چھاتی سے لگا کر رونے لگیں اور بہت پیار کیا غرض یہ ہے کہ جب محبت مادری کی یہ نوبت ہو تو کیا خداوند حقیقی کو اتنی محبت بھی نہ ہوگی؟ نہیں بلکہ کروڑوں درجہ والدین کی محبت سے زیادہ ہے کھلانا پلانا سلانا جگانا اٹھانا بیٹھانا ہر طرح کی پرورش ہر قسم کی خبر گیری رنگا رنگ کی ناز برداری یہ ہر وقت کون کرتا ہے ؎

اے ترا باہر دلے رازے دگر — ہر گدارا بر درت نازے دگر
رُبابِ عشق تارے بیش نیست — ہست ہر جا نغمہ و سازے دگر

جس وقت حضرت نوح علیہ السلام نے کُفار کے حق میں بددعا کی کہ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ۝ اے پروردگار میرے مت چھوڑ زمین پر کافروں میں

Marfat.com

سے بسنے والا۔ تو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا کہ اچھا کشتی بنالے اور جو بیٹھے اس کو بٹھا لے حضرت نوح کا بیٹا کشتی میں سوار نہ ہوا اور ڈوب گیا تو حضرت نے عرض کی الٰہی مجھ سے تو یہ وعدہ کیا تھا کہ تیری اہل کو نہیں ڈبوؤں گا ۔

وعدہ کر دی مرمرا تو بارہا ۔ کہ بیا بد اہلت از طوفان رہا
دل نہادم برامیدت اے سلیم ۔ پس چرا بربود سیل از من کلیم

حکم ہوا کہ اے نوح ہم نے تمہاری خاطر سے اپنی تمام مخلوق کو ڈبو دیا ہماری بندگی سے تو خارج نہ تھے گو بت پرستی کرتے تھے ہمارا کیا حرج تھا البتہ تمہارا کہنا نہیں مانتے تھے سو ہم نے تمہاری دعا قبول کی اور سب کو غرق کر دیا تم کو ذرا بھی خیال نہ ہوا اپنی ایک بیٹے کے واسطے ایسا جی کڑا کیا ہم اپنی مخلوق کی جن کو پالا پرورش کیا اتنی بھی محبت نہ تھی ہمارا وعدہ تھا ٹھیک ہے کیوں کہ وہ تمہارے اہل میں سے کب تھا۔

◎◎◎

دیکھ تو جانہار تجھ کو محمود لے جاوے گا

ایک روز ارشاد ہوا کہ سلطان محمود غزنوی غزائے ہندوستان میں ایک ہندو بچہ کو گرفتار کر کے لے گیا اس کو نہایت شفقت ومحبت سے رکھا اور یہاں تک کہ التفات اس کے حال پر کیا کہ ایک حصہ لشکر سلطانی کا اس کے جلو میں مقرر ہوا اور وہ کسی مقام کا حاکم بنایا گیا اس وقت وہ نہایت غم گین ہو کر رو پڑا سلطان نے دریافت کیا کہ یہ موقع تہنیت وانبساط کا تھا نہ گریہ وزاری کا کیا سبب ہے کہ تو روتا ہے وہ بولا جب میں بچہ تھا اور گھر میں شوخی کیا کرتا تھا تو میرے ماں باپ مجھ کو ڈرایا کرتے تھے کہ دیکھ تو جانہار تجھ کو محمود لے جاوے گا میں یہ نام سن کر سہم جاتا اور اپنے دل میں سوچتا کہ خدا جانے محمود کیا آفت اور کیسی بُری بلا ہے جس

Marfat.com

سے مجھ کو ڈراتے ہیں لیکن اب مجھ کو محمود سے کام پڑا تو منکشف ہوا کہ محمود تو ماں سے زیادہ شفیق اور باپ سے زیادہ مہربان ہے کاش اس وقت میری ماں ہوتی جو مجھ کو ڈرایا کرتی تھی اور اس لطف کو دیکھتی کہ محمود نے کیا کیا عنایتیں میرے حال پر کی ہیں وہ حالت جو میری ماں کے نزدیک اسفل السافلین سے بدتر تھی اس وقت میرے واسطے اعلٰی علیین سے بہتر ہے الغرض بھلائی برائی کسی شے کی اپنی حالت کی مناسبت پر موقوف ہے پس حقیقت میں اپنی حالت ہی بری یا بھلی ہے چنانچہ نقل ہے کہ ایک بزرگ نے اپنے مرید کو حکم دیا کہ چلم بھر اس نے کہا کہ آگ نہیں اس نے کہا کہ جاؤ دوزخ میں سے لے آؤ وہاں پہنچا تو دیکھا کہ ایک چٹیل میدان ہے آگ کا پتا بھی نہیں مالک دوزخ سے پوچھا اس نے جواب دیا کہ میاں یہاں تو کچھ بھی نہیں جو کوئی آتا ہے اپنا دوزخ اپنے ساتھ لاتا ہے یعنی وہی اس کی حالت اور اس کے خیالات آتش دوزخ ہیں لیکن ہر ایک کی حالت چوں کہ اس کے ساتھ مناسبت رکھتی ہے اس کے لیے موجب راحت ہے اور دوسری کی حالت کے اعتبار سے باعث کلفت ہے سرد خطہ کے رہنے والے گرم ملک کو دوزخ جانتے ہیں اور گرم ملک والے سرد خطوں کو بلائے جان سمجھتے ہیں لیکن جو شخص گرمی وسردی کے بکھیڑے سے پاک ہوا اس کے لیے سب مقام برابر ہیں اسی لیے توحید و یک رنگی کے عالم میں نہ عذاب ہے نہ ثواب ہو کہ خدا جبارو قہار بھی ہے اور غفور الرحیم بھی ہے پس ان دونوں میں جس طرف تمہارا خیال و وہم پختہ ہوگا وہی پیش آوے گا انا عند ظن عبدی بی۔ چنانچہ دو بھائی تھے برہمن ان کے گھر میں ایک بت تھا۔ ایک بھائی جو کہ متقی اور عابد تھا وہ ہمیشہ اس کی پوجا کرتا دوسرا رند تھا وہ ہر صبح کو اس بت کے سر پر پانچ جوتیاں لگاتا۔ ایک روز متقی برہمن نے سپنا دیکھا کہ ٹھاکر جی کہتے ہیں کہ یا تو اپنے بھائی کو اس فعل سے روک ورنہ ہم تیری گردن توڑیں گے اس نے کہا کہ مہاراج میں تو آپ کی پوجا کرتا ہوں میری گردن کیوں توڑتے ہو اسی کی گردن نہ توڑو جو

Marfat.com

بے ادبی کرتا ہے کہا کہ وہ تو ہم کو مانتا ہی نہیں اُس کی گردن نہیں توڑ سکتے لیکن تو مانتا ہے اس لیے تیری خبر ضرور لیں گے حاصل یہ ہے کہ جس صفت کو کوئی شخص موجب نفع ونقصان خیال کرتا ہے وہ اس پر موثر ہوتی ہے۔

◎◎◎

چاروں نے ملکر ایک عورت بنائی بادشاہ نے ہڑپ کرلی

ایک روز ارشاد ہوا کہ چار مسافر سفر کو چلے ایک نجار ایک درزی ایک سنار ایک فقیر چلتے چلتے جب رات ہوگئی تو جنگل میں قیام کیا باہم صلاح کی کہ ہر ایک آدمی ایک ایک پہر رات کو پہرہ دے تاکہ کوئی صحرائی جانور چوٹ نہ کرے اور خیریت سے رات کٹ جائے پہلا پہرہ نجار کا تھا تینوں یار سو گئے اور وہ جاگتا رہا سوچا کہ خالی سے بیگار کوئی شغل کرنا چاہیے اپنے اوزار نکال کر ایک درخت کاٹا اور اس کی لکڑی سے ایک نہایت نازنین شکل عورت کی گھڑی دوسرا پہرہ درزی کا تھا اس نے پہلے یار کی کارگزاری دیکھ کر اپنی صناعی شروع کی اور ایک عمدہ پوشاک تیار کر کے اس تصویر نازنین کو پہنا دی اور تیسرے پہرہ پر سنار کو جگایا اس نے دیکھا کہ پہلے دو یاروں نے تو خوب کارستانی کی ہے مجھ کو بھی کچھ کرنا چاہیے سونے چاندی کے تاروں کا بہت خوش نما زیور بنایا اور اس دل پذیر تصویر کو آراستہ کر دیا۔ چوتھے پہرہ پر فقیر اٹھا اور دیکھا کہ سابقین حریفوں نے تو عجب فتنہ برپا کیا ہے اب ہم کیا کریں کوئی ہنر کوئی صنعت کرتب تو ہم کو آتا نہیں کچھ تو کیا چاہیے وضو کر کے قاضی الحاجات کی جناب

Marfat.com

میں التجا شروع کی کہ الٰہی ان تینوں یاروں نے تو اپنی اپنی ہنرمندی ظاہری کی مجھ بے ہنر کو رفیقوں کی نظر میں حقیر نہ کر اور اس جسم بیجان میں اپنی قدرت کاملہ سے روح پھونک دے اس کی دعا مستجاب ہوئی صبح کو اُٹھ کر سب یاروں نے دیکھا کہ ایک معشوقہ پری جمال حور تمثال آراستہ و پیراستہ بیٹھی ہے تیر غمزہ چاروں کے جگر سے پار ہوا اور ہر ایک اس کا دعویدار ہوا باہم بحث و تکرار ہونے لگی۔ آخر یہ ٹھہری کہ عدالت میں چلو قاضی جو فیصلہ کر دے اسی پر سب راضی ہو جائیں عدالت میں پہنچے اور قصہ بیان کیا قاضی جی اس کی صورت دیکھ کر پھسل پڑے بولے کہ تم چاروں جھوٹ بولتے ہو یہ تو ہماری لونڈی تھی چند روز ہوئے کہ گھر سے بھاگ گئی تھی اب یہ پانچوں مدعی بن کر بادشاہ کے روبرو گئے بادشاہ کی نیت بھی اس کے حسن و جمال کو دیکھ کر بگڑ گئی اور کہا یہ تو ہماری حرم ہے تم پانچوں فریبی ہو ۔

ہم نے چاہا تھا کہ حاکم سے کرینگے فریاد　　وہ بھی کم بخت ترا چاہنے والا نکلا

ایک فقیر نے یہ حال سنا وہاں آیا اور کہا کہ تم سب ناحق جھگڑتے ہو یہاں سے قریب جنگل میں ایک درخت ہے جس کو شجرۃ الحکم کہتے ہیں س کے پاس جاؤ اور اپنا اپنا دعوٰی بیان کرو جو مستحق ہوگا اس کو مل جائے گی۔ اس ہدایت کے بموجب چاروں مسافر اور بادشاہ اور قاضی سب جمع ہو کر مع اُس عورت کے شجرۃ الحکم کے پاس پہنچے اور سب نے اپنا دعوٰی بیان کیا یکبیک وہ درخت پھٹا اور وہ نازنین اس میں سما گئی ۔

صورت از بے صورتے آمد بروں　　باز شد انا الیہ راجعون

صورتے از پردۂ آمد عیاں　　باز اندر پردہ خواہد شد نہاں!

یہی کیفیت انسان خاکی نژاد کی ہے کہ اس جہاں میں قدم رکھتے ہی انواع اور اقسام کے دعویدار اس کے کھڑے ہو جاتے ہیں ماں باپ کو پرورش کا دعوٰی استاد کو تربیت کا پیر کو ہدایت کا آقا کو حق نمک کا حاکم کو حفاظت کا رشتہ داروں کو قرابت کا دوستوں کو محبت کا

Marfat.com

صاحب امت کو ابلاغ رسالت کا مثلاً ہر مسلمان کو ضرور ہے کہ صبح وشام نبی علیہ السلام پر درود بھیجے اور ان کی آل واصحاب کی خیر مناوے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ سات مسافر ہم سفر تھے راہ میں ایک ندی آئی جب پار ہو گئے تو سب کو خیال ہوا کہ گنتی کر لینی چاہیے کوئی ہم میں سے کم تو نہیں ہوا ایک شخص نے گنتی کی اپنے سوا باقیوں کو گنا تو چھ ہوئے فکر ہوا کہ لو بھئی ایک کم ہو گیا دوسرے نے کہا میاں تم کو حساب نہیں آتا میں شمار کرتا ہوں اس نے بھی اپنے کو نہ گنا تو وہی چھ ہوئے اسی طرح ہر ایک نے حساب کیا وہی چھ کے چھ جب تو یقین ہو گیا کہ بے شک ایک آدمی ندارد ہے ضرور غرق ہو گیا سب جمع ہو کر رونے لگے اتنے میں ایک سوار آیا پوچھا ارے تم پر کیا آفت نازل ہوئی انہوں نے تمام قصہ بیان کیا سوار نے کہا اگر میں تمہارے سب آدمی جتنے تھے پورے کر دوں تو کیا دو گے بولے کہ صاحب اگر ہم پورے سات ہو جاویں تو سات روپے آپ کی نذر کریں گے اس نے کوڑا سنبھالا اور کہا کہ لو! گنتے جاؤ ایک ایک کے کوڑا مارتا گیا اور الگ کھڑا کرتا گیا ساتوں پورے ہو گئے بہت خوش ہوئے اور شکر گذاری کر کے نذرانہ پیش کیا اسی طرح اپنوں کا حال ہے کہ اپنے آپ کو نہیں دیکھتا ادھر ادھر خیال دوڑاتا اور جا بجا ٹٹولتا ہے در بدر مارا پھرتا ہے یہ نہیں جانتا کہ جو کچھ ہے میرے اندر ہے۔ **مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ۔**

◎◎◎

Marfat.com

راج گدّی چھوڑ فقیری لی

ایک روز حاضر خدمت مبارک ہوا اُس وقت بے ثباتی دنیا کا ذکر تھا ارشاد ہوا کہ یہ دنیائے بے بقا ایک خواب وخیال ہے اس میں دل لگانا عقل سے بعید ہے۔ ایک نقل یاد آئی۔ کسی شہر میں ایک راجہ تھا اس نے اپنے کھانے پکانے والوں سے کہا کہ جلد کھانا تیار کرو بھوک لگی ہے غرض کھانے کی تیاری ہونے لگی اور راجہ کو نیند آ گئی خواب میں دیکھا کہ شکار کے واسطے معہ لشکر کے جنگل کو روانہ ہوا ایک جانب سے ہرن نکلا راجہ نے اس کے پیچھے گھوڑا ڈالا لشکر سے جدا ہو گیا بہت دور پہنچ کر اس کو شکار کیا اور واپس چلا لیکن مارے پیاس کے بیتاب تھا اِدھر اُدھر پانی کی تلاش کی۔

نا گہاں ایک گاؤں نظر آیا اور اس کے قریب ایک کنواں دیکھا ایک نا کتخدا لڑکی بھنگی کی پانی بھر رہی تھی راجہ نے آتے ہی پانی مانگا لڑکی نے اوکھ سے پانی پلا دیا جب پی چکا تو پوچھا تو کون ہے اس نے کہا کہ میں بھنگی کی لڑکی ہوں راجہ کو بڑا افسوس ہوا اور کہا کہ ہائے میرا ادھر بھشٹ ہو گیا وہ لڑکی اپنا گھڑا لے کر گھر کو روانہ ہوئی راجہ پیچھے ہولیا اس کے گھر والوں نے پوچھا کہ مہاراج آپ کیسے تشریف لائے راجہ نے کہا کہ میرا تو دھرم بھشٹ ہو گیا اس کے ہاتھ کا پانی پی لیا۔ اب میں تم لوگوں میں رہوں گا بھنگی نے تمام برادری جمع کی اور اس کو بھنگیوں میں داخل کر کے لڑکی کی شادی راجہ سے کر دی اب راجہ بھنگی بن گئے ٹوکرا اٹھا اور جھاڑو دینا اختیار کیا اور اولاد بھی پیدا ہوتی بارہ برس تک اسی حال میں گذرے آخر بیمار پڑا ہر چند علاج کیا کچھ سود مند نہ ہوا اسی بیماری میں مر گیا یہاں خواب میں تو مرا اور وہاں آنکھ کھل گئی اب راجہ کو ایک جنوں پیدا ہوا اور چت بھنگ ہو گیا یعنی متحیر کہ یہ معاملہ تھا پوچھا کہ ہم کتنی دیر سوئے لوگوں نے جواب دیا کہ صاحب ابھی تو آپ نے کھانے کی تیاری کا حکم دیا ہے۔ کچھ یوں ہی آپ کی آنکھ جھپک گئی تھی اب کھانا تیار ہوا جاتا حکم دیا کہ خیر کھانا

Marfat.com

موقوف لشکر تیار ہو ہم شکار کو چلیں گے غرض اسی طرح جیسا کہ خواب میں دیکھا تھا شکار کے لیے روانہ ہوئے۔ وہی صحرا وہی میدان وہی کنواں آیا اور اسی طور کی بستی دیکھی بھنگیوں کے محلہ میں پہنچا وہاں رونے کی آواز سنی جا کے دیکھا تو اس کی صورت کا ایک آدمی مرا پڑا ہے اور اس کی جورو بچے رو پیٹ رہے ہیں حال دریافت کیا بھنگیوں نے پچھلی سرگذشت وہی بیان کی جس طور سے راجہ نے خواب میں دیکھا تھا یہ سن کر اور بھی حیران ہوا کہ یہ تمام کیفیت تو مجھ پر گذری اور میں ہنوز زندہ ہوں پھر میں کون ہوں اور یہ مردہ کون ہے بہت دیر تک سوچتا رہا آخر یہ سمجھ میں آیا کہ یہ دنیائے فانی ایک خواب وخیال ہے راج پاٹ چھوڑ کر فقیری اختیار کی اور باقی عمر گوشہ نشینی میں گذاری۔

◎◎◎

ابن یامین پر چوری کا الزام

ایک روز ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کی گردن میں طوق لعنت ڈال کر اپنا مقید کر لیا دوسرے کی اطاعت وفرمانبرداری کے کام کا نہیں رکھا۔ جیسے حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی بنیامین کو سال بھر تک اپنے پاس رکھا تھا۔ حضرت یوسف کے بھائی بن یامین خرید غلّہ کے واسطے کنعان سے مصر میں آئے چوں کہ ان کو بھائی کی محبت زیادہ تھی اس لیے چاہا کہ کسی ڈھب سے ان کو جانے نہ دوں چنانچہ یہ تدبیر کی کہ بن یامین کے سامان میں سرکاری پیمانہ پوشیدہ رکھوا دیا جب پیمانہ کی جستجو ہوئی تو ان کے اسباب میں سے برآمد ہوا اور جرم ان پر ثابت ہو گیا اس لیے اس زمانہ کے قانون شریعت کے موافق سال بھر ان کو حضرت یوسف کی خدمت میں رہنا پڑا۔ اسی طرح شیطان کو بھی سجدہ کے نہ کرنے سے اپنا قیدی کر لیا اور طوق لعنت اس کے گلے میں ڈال دیا تاکہ لوگ اس سے نفرت کریں۔ جیسے کہ خوبصورت بچہ کی پیشانی پر نظر بد کے لیے اس کی ماں سیاہی کا ٹیکا لگا دیتی ہے۔

◎◎◎

Marfat.com

تجھ کو کونسا عمل پسند ہے

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب باری تعالیٰ میں مرض کی کہ تیری بارگاہ میں میرا کونسا فعل پسند ہے تا کہ میں اس کو زیادہ کروں حکم ہوا کہ تمہارا یہ فعل ہم کو بہت پسند آیا کہ زمانہ طفلی میں جب تمہاری ماں مارا کرتی تھی تو تم مار کھا کر بھی اسی طرف دوڑتے تھے پس طالب خدا کو بھی یہی لازم ہے کہ گو کیسی ہی مصیبت وسختی و ذلت وخواری پیش آوے لیکن بہر حال خدا کی طرف متوجہ رہے۔

غم نہ کیجئے غم کا اور شادی نہ کیجئے عیش کی　　دونوں حالت دیکھئے منہ سے نہ کچھ فرمایئے!

قومے بہ تمنائے زور مال خوش اند　　قومے بتماشائے خط و خال خوش اند

لہٰذا ہمہ اسباب خرابی دارند　　خوش حال کسانیکہ بہر حال خوش اند

اور یہ بات تو شیطان ہی پر ختم ہے کہ اتنی ذلت وخواری اٹھائی طوق لعنت پہن لیا مگر بھول کر بھی غیر کا نام نہیں لیتا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک شخص نے شیطان سے دوستی پیدا کی اور پوچھا کہ یار تم کو لوگ کیوں بدنام کرتے ہیں اس نے کہا کہ میرا تو کچھ بھی قصور نہیں صرف دشمنی سے بُرا بھلا کہتے ہیں۔

براندا ختم بیخ شان از بہشت · کنونم بکیں مے نگار نذر شت

آؤ میں تم کو ایک تماشا دکھاؤں مگر خاموش دیکھتے رہیو کچھ دم نہ ماریو ایک شہر میں لے گیا اور کہا کہ آج اس کی بربادی کا حکم ہے اب دیکھو کیا ہوتا ہے حلوائی کی دکان میں چاشنی پک رہی تھی شیطان نے اس میں سے انگلی بھر کر دیوار سے لگا دی فوراً مکھیوں کا جمگھٹ ہو گیا چھپکلی نے ان کی تاک لگائی حلوائی کی بلی نے چھپکلی پر داؤ لگایا کہ جھپٹا مارے ناگہاں ایک فوج کا سپاہی اُدھر سے گزرا اس کے ساتھ نہایت تیز شکاری کُتا تھا اس نے جو بلی بیٹھی دیکھی جھپٹ اس کو جا دبوچا بلی چاشنی کے اندر گری اور جھلس گئی حلوائی کو غصہ آ گیا کتے

Marfat.com

کے سر میں ایسا کفچہ مارا وہیں ڈھیر ہو گیا پھر سپاہی پر کہاں تاب بگڑ گیا اور حلوائی کا مارتے مارتے خون کر دیا حلوائیوں نے جمع ہو کر سپاہی پر یورش کی وہ بھی وہیں مر گیا۔ لشکر میں جو سپاہی کے قتل کی خبر پہنچی تو لگا کے توپ خانہ تمام شہر کو اڑا دیا جب یہ ماجرا گذر چکا تو شیطان اس شخص کی طرف متوجہ ہوا کہ کہو دوست اب اس میں میرا کیا قصور ہے صرف انگلی چاشنی میں نے لگا دی تھی باقی بکھیڑا کس نے کیا لیکن کرنے والے کا نام کوئی نہیں لیتا مجھی کو نشانہ بنا رکھا ہے۔

آپ کرتے ہیں جہاں کا نام ہے　　آپ کے ہاتھوں میں سارا کام ہے

مجھ کو کچھ اختیار نہیں جو کام ہونے والا ہے اسی کو میں کرتا ہوں ورنہ میری کیا مجال ہے۔

◎◎◎

اللہ اپنی بلا اپنے پاس رکھ

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو سلطنت ملی اور جن وانس و حوش وطیوران کے تابع کیے گئے تو حضرت عزت میں عرض کی کہ شیطان کو بھی میرا مطیع کر دیجیے حکم ہوا کہ یہ فتنہ عالم ہے اس کو اپنے پاس مت بلاؤ ورنہ تمہاری ملک داری میں خلل واقع ہوگا لیکن حضرت نے باصرار یہی التجا کی تو شیطان کو حکم ہوا کہ جا سلیمان کی فرماں برداری کرنا چار حاضر ہوا اور پائے تخت کے پاس بیٹھ کر رونے لگا۔ حضرت نے پوچھا روتا کیوں ہے بولا کہ میں بھلا تھا۔ برا ملعون تھا یا مرحوم مقبول تھا یا مردود جیسا تھا اُسی در کا بندہ تھا مگر اب فی الحقیقت میرے گلے میں طوق لعنت پڑ گیا اور سچ مچ کا مردود ہو گیا کیوں کہ غیر کا تابع کیا گیا حضرت نے تسلی دی کہ میرا تو یہ ارادہ تھا کہ قیامت کے دن بہشت میں تجھ کو ہمراہ

لے چلوں گا بھلا شیطان اس لالچ میں کب آتا تھا کہا کہ واہ حضرت ایسا بہشت کہ غیر کے توسل سے ملے ہزار دوزخ سے بڑھ کر عذابِ الیم ہے اور جس دوزخ کے لیے خاص سرکاری حکم ہوا اس پر ہزار نعیم بہشت قربان ہیں ۔

خفا کہ باعقوبت دوزخ برابر ست　　رفتن بپائے مروی ہمسایہ در بہشت

تین دن تک شیطان روتا رہا آخر اس کی گریہ وزاری اور آہ و بیقراری نے اثر دکھایا ۔

زابر گریاں شاخ سبز و تر شود　　زانکہ شمع از گریہ روشن تر شود

تانگرید ابر کے خند و چمن　　تانگرید طفل کے جو شد لبن

کام تو موقف زاری دل سب　　بے تضرع کامیابی مشکل

حضرت سلیمان علیہ السلام کو حکم تھا کہ اپنی مزدوری سے قوت لایموت حاصل کریں چنانچہ زنبیل بانی کیا کرتے تھے ان تین دن کے عرصہ میں کوئی زنبیل نہ بکی اور حضرت کو روٹی نصیب نہ ہوئی ناچار التجا کی کہ اب کیوں کر بسر کروں خزانہ سے کھانے کا حکم نہیں اور زنبیل کے دام نہیں اُٹھتے حکم ہوا کہ زنبیل بکے کیوں کر دلال تو تمہارے پاس مقید ہے عرض کی کہ الٰہی تو اپنی بلا کو اپنے ہی پاس رکھ میں اس کی اطاعت سے باز آیا غرض چوتھے دن اُس دلاور پہلوان نے قید سے رہائی پائی اور اطراف جہاں میں پھر وہی دھوم مچائی ۔

سرمد تو حدیث کعبہ و دیر مکن! دروادی شک چوگمراہاں سیر کن

روشیوۂ بندگی زشیطان آموز یک قبلہ گزیں سجدہ برغیر مکن

پریت تو کیجئے ایک سے جاسے جی پلتیائے　　تھوڑ تھوڑ کی پریت میں مت کلنک چڑھ جائے

◎◎◎

Marfat.com

آج رات اس شہر پر خوب پیشاب کرو

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب فرعون نے اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کا دم بھرا تو ابلیس نے مجسم ہو کر اس سے درخواست کی کہ مجھ کو اپنا پیغمبر بنائے فرعون نے کہا کہ اچھا آج سے تو ہمارا پیغمبر ہے اتفاقاً خشک سالی ہوئی اور خلقت تنگ آ گئی سب نے جمع ہو کر فرعون کے سامنے دُہائی دی کہ تو تو خدا ہے پانی کیوں نہیں برساتا اس نے شیطان کو اشارہ کیا کہ ہاں پیغمبر کوئی ترکیب پانی برسانے کی نکال ورنہ اس خدائی اور پیغمبری کی قلعی کھل جائے گی اور مخلوق منحرف ہو جائے گی۔ شیطان بولا اَہ۔ یہ کیا بڑی بات ہے ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ آج رات کو ہم پانی برسا دیں گے۔ لوگ یہ مژدہ سُن کر چلے گئے شیطان نے اپنی تمام ذریات کو بلا کر حکم دیا کہ آج رات بھر اس شہر پر خوب پیشاب کرو انھوں نے ایسا ہی کیا صبح کو لوگ اٹھے تو دیکھا کہ پانی تو برسا مگر مارے بدبو کے دماغ پھٹا جاتا ہے الٰہی یہ کیسا پانی برسا ہے! کھیتوں کو جا کر دیکھتے ہیں تو رہی سہی کھیتی بھی جل گئی پھر لوگ دوڑے اور فرعون سے جا کر فریاد کی کہ صاحب یہ تو خوب پانی برسا فرعون نے متعجب ہو کر شیطان سے پوچھا کہ او پیغمبر یہ کیا کام کیا وہ بولا کہ ارے احمق تو سمجھ تو سہی جہاں تجھ سا نابکار خدا اور مجھ سا مردود پیغمبر ہوگا وہاں بارانِ رحمت بھی ایسا ہی نازل ہوگا۔

وزیرے چنین شہر یارے چناں جہاں چوں نگیرد قراری چناں

تجھ کو شرم نہیں آتی اسی برتے پر خدائی کرتا ہے کہ پیغمبر سے مدد کا طالب ہوا۔ تف ہے تیری خدائی پر۔ اس کے بعد ارشاد ہوا کہ یہی حال ظاہری صوفیوں کا ہے کہ توحید میں دم مارتے ہیں انا الحق کہتے ہیں اور خدا بننے کو تیار ہیں لیکن خدمت مریدوں سے لیتے ہیں اور ان کی امداد پر نظر رکھتے ہیں۔

Marfat.com

ایک روز ارشاد ہوا کہ فرعون کے گھر میں انار کا درخت تھا شیطان نے ایک انار توڑ کر اس کی دو قاشیں کیں اور فرعون سے کہا کہ اگر تو سچا خدا ہے تو اس انار کو جیسا تھا ویسا ہی بنا دے۔ اُس سے کیسا ہو سکتا تھا اپنا سا منہ لے کر رہ گیا پھر شیطان نے انار کو بدستور شاخ میں لگا دیا اور کہا کہ اسی پر خدا بنا ہے کہ ٹوٹا ہوا انار بھی نہ جوڑ سکا بھلا پیدا تو کیا کر سکتا تھا دیکھو مجھ کو اتنی قدرت و طاقت ہے لیکن اب تک خدا بننے کا خیال بھی نہیں آیا۔ ارے احمق کو تو بندگی ہی زیب دیتی ہے نہ خدائی۔ ایک روز میں نے حسب عادت عرض کیا ؎

باز گو از نجد و از یارانِ نجد   تا در و دیوار ہا آرے بوجد

اس وقت آپ لیٹے ہوئے تھے اُٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ ؎

ہر کسے را بہر کارے ساختند   میل آن اندر دلش انداختند

◎◎◎

دونوں دیوتاؤں کو لڑنے دو

ایک روز ارشاد ہوا کہ زینت المساجد میں ایک روز کمبل پوش سے مولوی محبوب علی کی گفتگو ہونے لگی اس آیت کے معنی فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ الَّذِىْ مولوی صاحب تو کہتے تھے کہ بیت سے مراد کعبہ ہے اور کمبل پوش کا قول تھا کہ بیت سے عبارت قلبِ انسانی ہے یہاں تک کہ بحث ہوئی کہ نوبت لڑائی تک پہنچی اتنے میں مولوی فضل حق صاحب تشریف لائے دونوں صاحبوں کی تقریر سنی اور میری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ صاحب آپ خاموش بیٹھے سنتے ہیں فیصلہ کیوں نہیں کر دیتے میں نے کہا کہ مولوی صاحب مجھ کو ایک نقل یاد آئی ہے۔ میرٹھ میں لالہ بانکے رائے کے مکان پر میں مقیم تھا جہاں ایک چھوٹا سا درخت پیپل کا لگا ہوا تھا اتفاقاً گائے اس درخت کو ایک روز کھانے لگی میں نے اس کو ہٹا دینے کے لیے کہا تو لالہ بانکے رائے بولے کہ میاں چپکے ہی رہو یہ دونوں ہمارے دیوتا ہیں آپس میں خود ہی سمجھ لیں گے دونوں کے درمیان ہم کیوں دخل دیں۔ سو جناب عالی یہ دونوں صاحب

Marfat.com

ہمارے دیوتا ہیں اور ان کا معاملہ خضر وموسیٰ علیہما السلام کا سا ہے۔ شریعت وطریقت کی جنگ ہے ابھی ھٰذا فِرَاقُ بَیْنِیْ وَ بَیْنِکَ کہہ اُٹھیں گے بھلا میں ان کو کیا سمجھاؤں ؎

من زقرآں مغزرا برداشتم استخواں پیش سگاں انداختم

آپ تشریف رکھئے اور ان دونوں صاحبوں کو لڑنے دیجئے یہ بات سُن کر دونوں صاحب ہنس پڑے اور کہا کہ واہ صاحب آپ نے ہم دونوں کو کتا بنایا۔

◎◎◎

اندھوں کے شہر میں ہاتھی کا گذر

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک شہر اندھوں کا تھا اس میں ہاتھی آیا چار پانچ اندھے بڑے شوق سے دوڑے ہوئے گئے کہ دیکھیں ہاتھی کیسا ہوتا ہے ٹٹولنا شروع کیا کسی نے کان کو ہاتھ لگایا' کسی نے دُم کو' کسی نے پاؤں ٹٹولے' کسی نے پشت' کسی نے سونڈ جب اپنی اپنی جگہ میں واپس آئے تو عارفان فیل نے حقائق ومعارف بیان کرنے شروع کئے ایک نے کہا کہ سبحان اللہ ہاتھی بعینہٖ چھاج ہے دوسرے نے بیان کیا کہ اللہ اکبر مثل ستون ہے تیسرے نے کہا کہ میں نے خوب تحقیق کیا کہ بالکل دیوار ہے' چوتھے نے کہا کہ مجھ کو منکشف ہوا کہ ہاتھی ایک لاٹھی ہے' غرض سب نے اپنا علم وعرفان جو جس کو حاصل ہوا تھا ظاہر کیا اگرچہ سب کا مشاہدہ اور سب کی تحقیق بجائے خود درست تھی اور ان کو درحقیقت یہی منکشف ہوا تھا لیکن حقیقت فیل سے سب ناآشنا اور نابینا تھے پس معرفت خدا بھی اندھوں کا ہاتھی ہے۔ اس پر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ۔ یہ بات اپنی ہی نسبت نہیں ارشاد کی بلکہ سب کو شامل کرلیا کیونکہ عرفنا میں ضمیر جمع کی ہے یعنی کسی نبی یا ولی کو معرفت کلی حاصل نہیں ہوئی۔

◎◎◎

Marfat.com

سچ کہو تو جوتوں پٹو

ایک کسی شخص نے سوال کیا کہ حضرت مولانا روم صاحب و شیخ فریدالدین عطار و شاہ بوعلی قلندر کی توحید میں کیا فرق ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ تین مسافر چلے جاتے تھے سرِ راہ کنواں نظر آیا ایک عورت پانی بھرتی تھی۔ مسافر اوّل نے کہا کہ مائی صاحبہ پانی پلادیجئے اس نے نہایت مہربانی سے پلایا۔ دوسرے مسافر نے کہا کہ میرے باپ کی جورو پانی پلادے وہ عورت گالیاں دینے لگی لیکن پانی پلادیا۔ تیسرے مسافر نے بالکل صاف صاف کہہ دیا وہ اینٹ پتھر لے کر اس کے پیچھے دوڑی ہر چند کہ از روئے معنی مطلب تینوں شخصوں کا ایک تھا مگر طرزِ بیان اور تاثیر الفاظ ہر ایک کی جدا تھی ایک میں پاس ادب تھا دوسرے میں بے حجابی تیسرا تو بالکل ہی پھکو تھا یہ ہی کیفیت مولانا روم اور شیخ عطار اور شاہ بوعلی قلندر کی توحید کی ہے مطلب یہ ہے کہ حضرت مولانا روم کا کلام چوں کہ مطابق شریعت ہے اس لیے اہل ظاہر کے نزدیک بھی مقبول و مسلم ہے اور شیخ عطار کا کلام ایسا ہے کہ اہل ظاہر اس کو دیکھ کر چونکتے ہیں لیکن قلندر صاحب کا کلام توحید میں ایسا صاف و بے باکانہ ہے کہ اہل ظاہر اس پر لاحول و استغفار پڑھتے ہیں۔ حقیقت میں سچ بات کہنا بہت مشکل کام ہے۔ ایک نقل ہے کہ ایک لڑکا تھا اس کو لوگ اکثر مارا پیٹا کرتے ایک بار اس کی ماں نے پوچھا کہ بیٹا تم کو لوگ کیوں مارتے ہیں اس نے جواب دیا کہ میں سچ بات کہہ دیتا ہوں اس لیے مجھ کو لوگ چین نہیں لینے دیتے ماں بولی کہ بھلا سچ کہنے پر بھی کوئی مارتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اس نے کہا اگر تمہارے سامنے بھی سچی بات کہدوں تو تم بھی مارنے لگو گی۔ اس نے کہا کہ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا لڑکا بولا کہ اچھا میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ باپ تو میرا مدت ہوئی مرگیا اب تم کنگھی پٹی کاجل سرمہ کس کے واسطے کرتی ہو ماں نے لیکے جوتی خوب پیٹا۔ لڑکے نے کہا کہ دیکھ لو سچ بات کا یہ نتیجہ ہوتا۔

◎◎◎

Marfat.com

روٹیاں کُتّا لے گیا

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم مراد آباد سے سنبھل کو آتے تھے راہ میں دو کہار ملے ان کے پاس کچھ بوجھ نہ تھا اس لیے چلنا دوبھر ہوا ہم سے کہا کہ میاں صاحب اپنا اسباب اس بہینگی میں رکھ دو ہم نے سوچا کہ اگر یہ لوگ ہمارا اسباب لے کر اڑ گئے تو کہاں اُن کے پیچھے دوڑتے پھریں گے ان کا اعتبار کیا ہم نے کہا۔

(میں اپنا بوجھ دوسرے پر نہیں رکھتا) ناچار انہوں نے چند اینٹ پتھر بہینگی میں رکھے اور اسی تیزی سے چلنے لگے جیسی ان کی عادت تھی۔ یہی کیفیت سالکان طریقت کی ہے کہ جب تک زہد و ریاضت اور مشقت و عبادت کا بارگران نصیب وقت نہ ہو عمر بسر کرنی دشوار معلوم ہوتی ہے تمام جہاں کسی نہ کسی قید میں مقید ہے غرض وہی کہار دوپہر کے وقت رستہ میں کنواں اور درخت کا سایہ دیکھ کر ٹھہر گئے اور روٹیاں پکانی شروع کر دیں۔ ہمارے پاس روٹیاں موجود تھیں کھا پی کے ایک درخت کے سایہ میں لیٹ گئے جب کہار روٹی پکا چکے تو ایک کہار جو بھگت تھا۔ سالک رام کی پوجا میں مشغول ہوا اور دوسرا قضائے حاجت کے لیے گیا کتا موقع پا کر سب روٹیاں لے گیا اور وہ بھگت پُوجا کے سبب سے بول نہ سکا۔ جب ہی فارغ ہوا اور دوسرا ساتھی پاخانہ سے واپس آیا دونوں میں جنگ شروع ہوئی ایک تو کہتا تھا کہ میں رفع حاجت کے لیے گیا تھا تو نے کُتّے کو کیوں نہ مارا۔ دوسرا کہتا تھا کہ مارتا کیسے میں تو سالک رام کی (پوجا) کر رہا تھا ہم نے کہا کہ میاں تو نے ہم سے روٹیوں کی نگہبانی کے لیے کہہ دیا ہوتا تو باطمینان سالک رام کی (...) خدمت کی ہوتی یہ سن کر وہ ہنس پڑا۔

◎◎◎

Marfat.com

لنگوٹی منہ پر دے ماری

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک مجذوب تھے ننگے مادر زاد دو چار دنیا دار معتقد ہو گئے خدمت کرنے لگے چند روز کے بعد ان سے کہا کہ میاں صاحب برہنہ رہنا خلاف شرع ہے شرافت سے لنگوٹی باندھ لو خیر انہوں نے حسب درخواست لنگوٹی باندھ لی اتفاقاً ایک دن لنگوٹی سن گئی چوہے جو آئے تو لنگوٹی کتر ڈالی اور جسم کو زخمی کیا صبح کو معتقدین آئے میاں صاحب کا حال دیکھا کہا کہ حضرت بہتر یہ ہے کہ بلی پالی جاوے تا کہ موذی چوہوں کو کھا جاوے غرض ایک بلی لائے دو چار روز اس کے واسطے دودھ لاتے رہے ایک دن عرض کیا کہ میاں صاحب اس روز کے بکھیڑے سے تو یہی بہتر ہے کہ ایک بکری لے آویں اس کے دودھ سے بلی پلتی رہے گی، غرض بکری بھی لا باندھی چند روز تو بکری کے واسطے چارہ لاتے رہے پھر اپنے دھندے میں لگے ہر روز کی خدمت کون کرتا کیوں کہ دنیا داروں کا اعتقاد ایسا ہی ہوتا ہے ابھی تو اتنا بڑا اور ذرا دیر میں بالکل غائب قہر درویش۔ بر جان درویش اب میاں صاحب خود جاتے اور جنگلی سے بکری کا چارہ لاتے ایک روز درخت پر چڑھ گئے تا کہ پتے توڑیں پاؤں جو پھسلا دھم سے نیچے گرے ایسی چوٹ لگی کہ بازو ٹوٹ گیا۔ مکان پر پہنچ کے مرہم پٹی کی۔ مُریدان سُست اعتقاد بھی جمع ہو کر عیادت کے واسطے آئے پوچھا کہ حضرت یہ کیا ہوا اس کے جواب میں مجذوب نے کھول لنگوٹی اُن کے منہ پر ماری کہ لو سارا اسی کا فساد ہے۔ خبردار جو آئندہ تم آئے۔

◎◎◎

Marfat.com

امیر تیمور کا خواب

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب تیمور صاحب قران نے خواجہ حافظ علیہ الرحمۃ کا یہ شعر سنا

اگر آں ترک شیرازی بدست آرد دلِ مارا　　بخال ہندوش بخشم سمر قند و بخارا را

تو حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میں نے سمر قند و بخارا کو سخت جنگ اور خونریزی کے بعد حاصل کیا ہے آپ نے ایک خال پر نثار کر دیا خواجہ حافظ نے فرمایا کہ اسی دریا دلی اور بخشش نے تو ہمیں ایسا مفلس بنا دیا کہ تن پر کپڑا بھی نہیں رہا یہ کہہ کہ خواجہ صاحب نے امیر کی بڑی تعظیم و تکریم کی وہ عذر معذرت کرنے لگا کہ میں اس قابل نہیں آپ بڑے بزرگ و تارک ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ نہیں صاحب ہم سے بڑھ کر آپ تارک ہیں امیر بولا بھلا حضرت میں کیا ترک کیا ہے۔ آپ تو دنیا کے تمام تعلقات و مکروہات کو ترک کر کے آزاد ہو بیٹھے ہیں خوجہ صاحب نے کہا کہ یہی تو فرق ہے کہ ہم ایک دنیائے دون کو جس کی کچھ اصل و حقیقت نہیں نعمائے عقبیٰ کے عوض چھوڑ بیٹھے لیکن تم ہم سے بڑھ کر ہیں کہ اس دنیا کے واسطے عقبیٰ جیسی اعلی چیز کو ترک کیا۔ پس تم قائل تعظیم ہو اس بات نے امیر کے دل پر ایسا اثر کیا کہ وہ سب جاہ و حشم سے الگ ہو ایک پہاڑ کی کھوہ میں جا بیٹھا تیسرے روز جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں تیمور اُٹھ اور تلوار باندھ ملکوں کو فتح کر اللہ تعالیٰ نے تجھ کو اسی کام پر مقرر کیا ہے اس دیوانہ کی بات کا کچھ خیال مت کر۔

ہر کسے را بہر کارے ساختند　　میل آن اندر دلش انداختند

Marfat.com

چوں کہ مشیت ایزدی میں تیمور کے لیے لشکر کشی اور ملک گیری تھی نہ کہ گوشہ نشینی اور فقیری اس واسطے اس کو ایسی ہی ہدایت کی گئی اور جس کام کے واسطے پیدا کیا گیا تھا اسی کی طرف راغب کیا گیا۔

◎◎◎

صبغۃ اللہ سے رنگین رام

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک شخص پٹیالہ میں تھے پہلے تو ان کا نام صبغۃ اللہ تھا پھر انھوں نے پیشانی پر قشقہ لگایا اور گلے میں زنار ڈالا پنڈتوں کی سی وضع بنائی ایک دن ایک شخص شیخ کریم الدین دہریہ بڑھانوی کے مریدوں میں سے ان کی ملاقات کو آیا اور پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے بولے کہ صبغت کے معنیٰ ہیں رنگ اور اللہ کے بجائے ہم نے رام بدل دیا ہے یعنی رنگین رام ہمارا نام ہے۔ اُس نے سنکر یہ شعر پڑھا ؎

کفر اور اسلام کیا ایک فرق ہے فہمید کا　　　کے لیے قشقہ لگایا مہ جبین پر نازنین

پھر اس نے رنگین رام کے منہ پر تھوک دیا اور کہا کہ تو نے کفر و اسلام میں کیا فرق دیکھا جو ایک قید سے نکل کر دوسری قید میں جا پھنسا ؏

آخر چہ بدی شد ز خدا و ز رسولؐ

اگر نکلنا تھا تو دونوں سے نکلا ہوتا ہم تو سمجھے تھے کہ تو موحد ہے تُو تو ابھی کفر و اسلام ہی کی قید میں مبتلا ہے یہ کہہ کر چل دیئے اور اس کے پاس نہ ٹھہرے۔

◎◎◎

میں کون ہوں؟

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک وہمی آدمی نے پہچان کے لیے اپنے گلے میں سُرخ دھجی ڈالی تا کہ میں لوگوں میں گم نہ ہو جاؤں۔ایک کو اس کا یہ خبط معلوم ہو گیا اس نے بوقت خواب وہ دھجی اس کے گلے میں سے نکال اپنے گلے میں ڈال لی اور اس کے سامنے بیٹھ گیا جب وہ نیند سے چونکا اور آنکھ کھلی تو دیکھا کہ علامت شناخت دوسرے کے گلے میں ہے اس سے کہا کہ میاں تو میں ہے پھر میں کون ہوں یا میں تو ہوں اور تو میں ہے یا تو تو ہے اور میں میں ہوں بتا میں کون ہوں سو یہی حال عارف کا ہے کہ جب منزل عرفان میں پہنچتا ہے تو متحیّر ہو کے کہتا ہے کہ مَیں کون ہوں۔

◎◎◎

خدا کُچھ نہیں امام حسین سب کُچھ

ایک روز ارشاد ہوا کہ شہر لکھنؤ میں ایک سُنی شیعوں کی محفل میں پہنچا اور کہا کہ رات میں نے عجیب وغریب خواب دیکھا ہے کہ زبان کو یارائے بیان نہیں تمام اہل محفل مشتاق ہوئے کہ قبلہ کچھ تو ارشاد کیجیے اس نے کہا کہ رات میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سواری نہایت شان وتجمل سے اور دھوم دھام سے چلی آرہی ہے ایک زرق و برق لشکر ہمراہ ہے ہاتھی گھوڑے اونٹ ہر طرح کے ساز و سامان سے آراستہ و پیراستہ ہیں لشکر کے جھنڈوں پر زردوزی پھریرے اڑتے ہیں میں نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ حضرت امام حسین علیہ

Marfat.com

السلام سیّد الشہداء شہید کربلا کی سواری ہے اس کے بعد ایک اور سواری نمودار ہوئی سازو سامان تو سب کچھ تھا مگر پہلی سواری کی سی کرّ وفر اور زیب و آرائش نہ تھی معلوم ہوا کہ یہ سواری حضرت امام حسن کی ہے اس کے بعد ایک تیسری سواری نمودار ہوئی صرف سوار و پیادہ ہمراہ تھے اور کوئی بات شان وشوکت کی نہ تھی سنا کہ یہ حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا تشریف لیے جاتے ہیں اس کے پیچھے ایک اور گرد اٹھی اس میں سے ایک اور بزرگ مع چند سواروں کے ظاہر ہوئے جن کے گھوڑے بے سرو سامان اور دُبلے پتلے تھے سنا کہ یہ حضرت محمد مصطفیٰ رسول خدا ہیں میں یہ کیفیت دیکھ ہی رہا تھا کہ دُور سے ایک ٹٹو نظر آیا اس پر ایک پیر کہن سال سر جھکائے بڑی افسردگی کی حالت میں بیٹھے ہیں نہ تو ٹٹو کا چار جامہ درست نہ پوری دُلچی سلامت ایک رکاب اونچی ایک نیچی قدم رکھتا کہیں ہے پڑتا کہیں ہے بڑے میاں کے کپڑے بھی میلے کچیلے پاؤں میں پھٹی جوتیاں نہ کوئی خدمت گار ہے نہ سائیں میں نے بعد آداب ان سے پوچھا کہ حضرت آپ کون ہیں انہوں نے فرمایا کہ اے میرے بندۂ خالق موجودات موجد کائنات میں ہی تو ہوں تو لوگ نہ میری خبر لیتے ہو نہ میرے نام پر کوڑی دیتے ہو رسول کی فاتحہ بھی سال میں ایک بار کہیں کہیں ہوجاتی ہے علیؓ کے نام پر بھی محبان علی کسی قدر خیر خیرات کرتے ہیں حسنؓ کی محفلیں بھی کم ہوتی ہیں حسینؓ کی تو بڑی بڑی امام بارگاہیں اور لنگر خانے جاری ہیں ان سب کے پاس ساز و سامان بہت کچھ ہیں ہمارے پاس کیا خاک ہو ہم کو تو کوئی بھی نہیں پوچھتا اتنے میں آنکھ کھل گئی یہ بات شیعہ لوگ سُن کے بہت خفا ہوئے اور کہا کہ میاں تم کیسے بہتان لگاتے ہو اور جھوٹے خواب بیان کرتے ہو اس نے کہا کہ صاحبوں کو کبھی خدا کا نام لیتے بھی نہ سنا سو یہی حال ہے تمام جہاں کا کہ خدا کو کوئی پوچھتا ہی نہیں۔ ہر ایک نے اپنے اپنے مقاصد و مطالب کو معبود بنا رکھا ہے۔

◎◎◎

کنیز نے ہارون رشید کو پسند کیا

ایک روز ارشاد ہوا کہ خلیفہ ہارون الرشید نے ایک بار جشن شاہانہ کیا ہر قسم کی اشیاء بیش بہا جمع کیں اور حکم دیا کہ جو شخص جس چیز کو ہاتھ لگا دے وہ اسی کو ملے گی اس حکم کے سنتے ہی ہر شخص اپنی پسند کے موافق چیزوں کی لوٹ پر ٹوٹ پڑا ایک کنیز تھی اس نے پھر پوچھا کہ حضور جو جس کو ہاتھ لگا دے وہ اس کے لیے ہے۔ کہا کہ ہاں، اس نے فوراً خلیفہ وقت پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا کہ اصل کو چھوڑ کر فرع کی طرف کیوں جاؤں خلیفہ نے کہا کہ تو نے ہم کو اختیار کیا تو اب تمام سلطنت تیری ہے۔ واہ ری کنیز ہزاروں مردوں پر فوقیت لے گئی اس ہمت اور سمجھ پر قربان جائے

نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد   خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد

حقیقت میں یہ بڑے بلند ہمت و جوان مرد کا کام ہے کہ فرع کو چھوڑ کر اصل کی طرف دوڑے۔

من غلام آن مس ہمت پرست   گو بغیر کیمیا نارو شکست
سب سے بیگانہ ہے یار شناسا تیرا   حور پر آنکھ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا

◎◎◎

ایک غیر مسلم مومن بن گیا

ایک روز ارشاد ہوا کہ لکھنؤ میں ایک ہندو رسالدار تھا فضول خرچی کی وجہ سے قرض دار ہو گیا نالش کی نوبت پہنچی عدالت سے حکم گرفتاری جاری ہوا جب یہ خبر ملی تو بھاگ کر نواب صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ حضور میں مومن ہوتا ہوں نواب بہت خوش ہوئے اور اس کا تمام قرض ادا کر دیا غیر مومن تو ہو گیا مگر دیوالی دسہرہ شب برات محرم گیارہویں سب کچھ کرتا سکھوں کے وعظ میں شیعوں کی مجالس میں ہندوؤں کی کتھائیں بیراگیوں کی سبھا میں سب جگہ شریک ہوتا یہاں تک کہ بھینگوں کے لال گرو کی نظر و نیاز بھی دیتا کسی غماز نے نواب صاحب کو خبر دی کہ حضور یہ رسالدار تو لامذہب ہو گیا ہے سارے کام کرتا ہے نواب صاحب نے بلا کر کہا کہ تم مومن ہو کر یہ پاکھنڈ کرتے ہو۔

دو رنگی چھوڑ کر یک رنگ ہو جا　　سرا سر موم ہو یا سنگ ہو جا

اس نے جواب دیا کہ حضور آپ ہی کے مذہب کا یہ مسئلہ ہے کہ انجام کار خاتمہ پر موقوف ہے بالفرض اگر آپ کے مذہب کے موافق میرا انجام بخیر نہ ہوا تو لامحالہ کسی دوسرے فریق میں شامل کیا جاؤں گا اس واسطے سب کی نذر بھینٹ ادا کرتا ہوں کہ جس طرف جاؤں گا وہیں میری خاطر ہو گی ورنہ سب مذہبوں کے رہنما میرے کیا رشتہ دار ہیں۔ جن کے واسطے یہاں وجہ اتنا صرف گوارا کرتا ہوں۔ غرض یہ کہ جس آدمی کو یک سوئی حاصل نہیں ہوتی وہ اسی طرح ہر طرف سہارا ڈھونڈتا ہے اور مارا مارا پھرتا ہے کہ کوئی تو میری مدد کرے گا حالانکہ سوائے خدا کے کوئی کسی کے کام نہیں آتا۔

Marfat.com

پیغمبر کو بھی کوٹھری میں بند کر دیا

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت دانیال علیہ السلام بسبب عدم اتباہ امت کے خفا ہو کر پہاڑ پر جا بیٹھے ملک میں قحط سالی ہوئی لوگوں نے ان کو تلاش کیا مگر کہیں پتہ نہ لگا پیغمبر خدا کو دو روٹی صبح و شام فرشتے پہنچا جاتے اور مخلوق ہلاک ہوئی جاتی تھی نہایت عجز و انکسار سے دُعا مانگی کچھ اثر نہ ہوا کیوں کہ بارش کا ہونا پیغمبر خدا کی دُعا پر منحصر تھا تب اللہ تعالیٰ نے ان کی روٹی موقوف کر دی دو چار روز تو صبر و ثبات سے بیٹھے رہے آخر پہاڑ سے اتر کر کسی بستی میں گئے اور ایک عورت سے روٹی مانگی اس نے جواب دیا کہ ہمارے گھر میں جتنے آدمی ہیں ہر ایک کے حصہ کی ایک ایک ہلکی چپاتی رکھی ہے اگر تم کو دی جائے تو ہم مر جائیں گے معاف فرمایئے انہوں نے بہت اصرار کیا ناچار اس عورت نے ہر ایک کی روٹی میں سے ایک ایک ٹکڑا توڑ کر حضرت کو دے دیا اس کا چھوٹا لڑکا جو آیا تو دیکھا کہ میری روٹی توڑ کر اس فقیر کو دے دی وہ رونے لگا اور اپنے کو مار مار کے مر گیا اس کی ماں رونے لگی حضرت پیغمبر صاحب بھی گھبرائے ان لوگوں سے کہا کہ اچھا میں دعا کرتا ہوں آپ نے دعا کی تو وہ لڑکا زندہ ہو گیا لوگ جان گئے کہ یہی پیغمبر وقت ہیں جو روپوش ہو گئے تھے فوراً پکڑ لیا اور کہا کہ تم بارش کے واسطے دُعا کرو انہوں نے انکار کیا لوگوں نے ایک کوٹھری میں بند کر کے بھس کی دھونی کر دی جب دھوئیں کے مارے بہت دم گھبرایا تو فرمایا کہ اچھا مجھ کو چھوڑ دو اب میں دُعا کروں گا لوگوں نے نہ مانا اور کہا کہ پہلے دعا کرو پھر رہائی ہوگی آخر تنگ آ کر دُعا فرمائی بارش ہونے لگی اس وقت لوگوں نے اپنا قصور معاف کرایا۔ اس پر منشی فضل رسول صاحب نے سوال کیا کہ حضرت یہ کیا بات تھی اسی کی مخلوق اسی کی بارش رسول کا واسطہ کیا ضرور تھا ارشاد ہوا کہ رسول کی عظمت اور مرتبت منظور تھی ورنہ اس کا فعل کسی واسطہ پر موقوف نہیں۔

Marfat.com

حضرت بایزید مور کی شکل بن گئے

ایک روز ارشاد ہوا کہ ابتداء میں حضرت بایزید بسطامی نے ایک دیگ کھانے کی پکائی صلاء عام دیا کہ جس کو جو کھانا مرغوب و مطلوب ہو اس میں سے نکالے اور کھائے' چنانچہ تمام شہری اور مسافر لوگ ٹوٹ پڑے اور کھانے لگے لیکن دیگ خالی نہ ہوتی تھی اتفاق اسی روز ایک مسافر سرائے میں وارد ہوا حضرت نے مرید کو بھیج کر اس کی دعوت کی ہر چند اصرار کیا مگر اُس نے انکار کر دیا اور کہا کہ میں یہ کھانا ہرگز نہیں کھاؤں گا یہاں تک کہ حضرت خود تشریف لے گئے اور کھانے کی تواضع کی اس نے کہا اچھا میں تو آدمی کا گوشت کھاؤں گا یہ بات سنکر حضرت بایزید چکرائے اور فرمایا گوشت جہاں سے چاہو کاٹ لو اور نوش کرو۔ مسافر بولا کہ وہ آپ بھی آدمی بن گئے ذرا اپنی جانب غور تو کیجئے۔ انہوں نے بنظر بطون اپنی شکل کو ملاحظہ کیا تو دیکھا کہ بصورت طاؤس ہیں اس وقت مسافر نے کہا کہ ابھی تو خدا خدا کر کے مور کی صورت بنے ہو جب آدمی کی صورت نصیب ہوگی اس وقت دعوٰی کرنا بھلا ابھی سے کس برتے پر مخلوق خدا کو کھانا کھلاتے ہو یہ بات کہہ کر غائب ہو گیا۔ حضرت بایزید روئے اور فوراً دیگ توڑ پھوڑ کر پھینک دی غرض مردان خدا کے نزدیک کرامت بھی غایت کمال نہیں ہے۔

⊚⊚⊚

ایک راجہ کو بے ادبی کی سزا

ایک روز ارشاد ہوا کہ راجہ کیتھل (کرنال) کو تعصب مذہبی بہت تھا ایک دفعہ اس نے وہاں کے شاہ ولایت شاہ کمال الدین کیتھلی کی قبر کے اوپر چوکی لگا کر اشنان کیا اسی وقت

Marfat.com

مادۂ فالج گرا بہت گھبرایا اور نواب گنج پورہ کہ (چوں کہ رسم دوستی تھی) پیغام بھیجا کہ آپ کے شہر میں مسمّیٰ رام سنیہی ایک گرو کیمیا گر رہتا ہے اس سے چاول بھرا اکسیر لے کر بھجوائے تا کہ میں مرض سے نجات پاؤں نواب نے بصد مشکل اس فقیر سے قدرے اکسیر لے کر بھجوائی راجہ کو وہم پیدا ہوا کہ نہیں معلوم یہ اکسیر اصلی ہے یا نہیں اس لیے امتحان کرنا چاہیے چنانچہ تانبے پر وہ مقدار اکسیر موافق ترکیب ڈالی گئی تو سونا بن گیا تب اس کو یقین ہوا اور دوبارہ نواب سے درخواست کی یہاں کیمیا گر کو عالم خواب میں شاہ ولایت نے متنبہ کیا کہ راجہ کو سزا بے ادبی ملی ہے تم ہرگز اکسیر نہ دینا۔ نواب صاحب نے اس فقیر سے پھر سوال کیا اس نے کہا کہ راجہ غضب الٰہی میں مبتلا ہے میں اس کو ہرگز دوا نہ دوں گا اگر آپ کو اپنی زمین کا گھمنڈ ہو تو میں آج یہاں سے جاتا ہوں نواب نے اس کی تسلّی کی اور کہا کہ اگر یہ بات ہے تو مت دو ہم کو کیا غرض راجہ ہے تو اپنے گھر کا ہے اس کے بعد جناب وقبلہ نے فرمایا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام پر کیسے کیسے ظلم ہوئے لیکن لشکر یزید کو کچھ سزا نہ دی اور شاہ ولایت نے راجہ کو فوراً گستاخی کا مزہ چکھا دیا گیا یہ اُن سے کامل تھے۔ پھر فرمایا کہ نہیں حضرت امام مرد میدان رضا اور تسلیم تیر قضا تھے اور یہ بزرگ رضا و تسلیم میں ناقص۔

◎◎◎

حضرت سلیمان کی بیوی ماہی گیر کی لڑکی

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر ایک راہ سے گذرا کسی غریب ماہی گیر کی لڑکی جو نہایت بدشکل و بدقوارہ تھی بڑی ہی شوق اور امنگ سے اس لشکر کی سیر کو دوڑی اس کی ہم جولیوں نے طعن کیا اور چھیڑا کہ یہ تو نور بھری صورت اور یہ اشتیاق تو ایسی گھبرا کر لپکی کہ سلیمان کی بیوی ہی بن جائے گی اس غریب نے کچھ نہ کہا اور جل بھن کر چپ ہو رہی خدا کی قدرت کچھ دنوں بعد وہ انگشتری کہ جس پر اسم اعظم کندہ تھا۔ حضرت سلیمان کے پاس سے دیو نے چرالی اور سلطنت ان کے قبضہ تصرّف سے نکل گئی اتفاقاً اسی

Marfat.com

ماہی گیر کے گھر میں آ کر رہے جس کی وہ لڑکی تھی اور ماہی گیر کا پیشہ اس کے ساتھ یہ بھی کرنے لگی وہ ہر روز ایک مچھلی ان کو دیا کرتی ان کی خصلت ماہی گیر کو ایسی پسند آئی کہ اپنی لڑکی کا نکاح اُن سے کر دیا' ایک دن اسی ماہی گیر کے جال میں تین مچھلیاں لگیں اپنی لڑکی کو صاف کرنے کے واسطے دیں اس نے مچھلی کا پیٹ چاک کیا تو ایک انگشتری برآمد ہوئی سوچی کہ باپ کو دوں یا شوہر کو آخر سوچ بچار کر شوہر کی نذر کی۔ حضرت نے اس کو لے لیا اور کہا الحمدلِلّٰہ پھر وہی سلطنت تھی اور وہی کارخانہ اور وہ دختر ماہی گیر جس کو ہم جولیوں نے طعنہ دیا تھا مشیت ایزدی سے سلیمان علیہ السلام کی بیوی بن گئی اب چھیڑنے والیاں شرمندہ ہوئیں اور اپنا قصور معاف کرایا۔

کسے در عمر خود نشنید ازیں سنجیدہ تر سخنے   کہ در میخانہ گفتے رند بے خود بے سرو پائے
بزن جام و مربخان ہیچ چیز یرامشو منکر   کہ ہر مورے سلیمانست وہر چند لسیت عنقائے

کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت سلیمان کی خاتم گم ہوگئی تھی تو اس وقت بھی آپ نے الحمدلِلّٰہ کہا تھا کسی نے دریافت کیا کہ گم ہونے پر بھی الحمدلِلّٰہ اور پانے پر بھی الحمدلِلّٰہ اس میں کیا حکمت تھی آپ نے فرمایا کہ جب انگشتری گم ہوئی اور سلطنت جاتی رہی تو ہم نے اپنے دل کی حالت پر نظر کی کچھ خوشی اور مسرت نہ دیکھی ہم نے شکر کیا کہ اس کھونے اور پانے کا کچھ اثر نہ ہوا اور استقلال میں فرق نہ آیا۔

◎◎◎

کماتا ہے کوئی کھاتا ہے کوئی

ایک روز ارشاد ہوا کہ کماتا کوئی ہے اور کھاتا کوئی ہے جس کے مقدر میں جو کچھ ہوتا ہے اسی کو ملتا ہے ایک پیر جی کو مہوسی کی دھت تھی ہزاروں نسخہ جمع کر لیے اور مدتوں پھونکا پھانکی کرتے رہے۔ اکسیر نہ بنی اتفاقاً ایک نئے مرید نے پیر سے استدعا کی کہ کوئی ترکیب کیمیا کی ارشاد ہو جائے۔ انہوں نے بے تکلف اپنی بیاض اس کے سامنے رکھ دی کہ

Marfat.com

جس نسخہ کو تیرا جی چاہے نقل کر لے اُس نے ایک نسخہ انتخاب کر لے اور اس کو آزمایا تو ٹھیک نکلا سونا بنا کر پیر جی کو بھی دکھلایا اور ان کے کمال کا نہایت اعتقاد اس کے دل میں پیدا ہوا۔ سونا دیکھ کر پیر جی کی آنکھیں کھل گئیں۔ مرید سے پوچھا کہ یہ کونسا نسخہ تھا اس نے بجز اس بات پر کچھ نہ بتلایا کہ آپ ہی کی کتاب کا نسخہ پیر جی نے بہت التجا کی لیکن پتہ نہ دیا۔

کیمیا گر بغصہ مردہ و رنج   ابلہ اندر خرابہ یافتہ گنج

⊚⊚⊚

دریا میں جادوئی معشوقہ کا ہاتھ

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک گرو نے اپنے چیلہ سے بعد تعلیم کے کہا کہ فلاں پہاڑ میں ایک تالاب ہے اس کے اندر سے ایک رنگین ہاتھ کسی معشوقہ حور تمثال کا چیت کے مہینے پہلی تاریخ نکلتا ہے اس کی ہتھیلی پر ایک زمردیں انگور رکھا ہوتا ہے اگر وہ کسی کے ہاتھ لگ جائے تو کیا کہنے اس کی خاصیت یہ ہے کہ اس کو کھا کر جہاں چاہے اڑتا پھرے اور روئے زمین کے تمام خزانے اس پر عیاں ہو جاتے ہیں اور دل مثل آفتاب منور ہو جاتا ہے لیکن اس کا ہاتھ آنا نہایت مشکل ہے جب اس کو کوئی لینا چاہے تو وہ نازنین لینے والے کا ہاتھ ایسا زور سے پکڑتی ہے کہ پھر چھوٹ نہیں سکتا پانی میں کھینچ کر اس شخص کو لے جاتی ہے مگر ہاں کوئی صاحب ہمت ہو تو کچھ دشوار نہیں ہمت مرداں مدد خدا اَلْهِمَّةُ اِسْمُ الْاَعْظَمِ جب اس گرو کا انتقال ہو گیا تو وہ شخص اس جستجو میں تالاب پر پہنچا وقت مقررہ پر وہی ہاتھ جو گرو نے بتلایا تھا نکلا۔ لیکن اٹھانے کی ہمت نہ بندھی سوچا کہ کسی پہلوان کو لاؤں چنانچہ ایک بڑا شہ زور پہلوان نوکر رکھا سال بھر تک خوب اس کو کھلایا پلایا جب وقت معین قریب آیا تو اس کو تلاب کے کنارے لے گیا ایک شخص تماشائی بھی ان کے ساتھ ہو لیا جب ہاتھ نکلا تو پہلوان سے کہا کہ اسی کام کے لیے تجھ کو نوکر رکھا ہے یہ انگور جس طرح بنے اٹھا لے پہلوان نے ہاتھ ڈالا جھٹ اس معشوقہ کے ہاتھ نے پہلوان کا ہاتھ پکڑ لیا بہت دیر تک زور آزمائی ہوتی رہی

Marfat.com

آخر وہ معشوقہ پہلوان کو کھینچتی ہوئی تہ کو لے گئی یہ دونوں کف افسوس ملتے رہ گئے تماشائی نے فقیر سے اس انگور کے اوصاف دریافت کئے غرض فقیر تو مایوس ہو کر چل دیا مگر تماشائی دھونی مار کر وہیں بیٹھ گیا جب وہ تاریخ آئی تو ہاتھ برآمد ہوا یہ شخص کنارہ پر آیا اور کہا کہ یہ ایک طلسم ہے دور سے انگور نظر آتا ہے اگر سچ ہے تو ہمارے قریب لاؤ تاکہ خوب دیکھ بھال کر اس کے اٹھانے کو ہاتھ ڈالیں وہ ہاتھ قریب تر آ گیا اس شخص نے خوب دیکھ بھال کے اور تاک لگا کے اس معشوقہ کے ہاتھ کے نیچے اپنا ہاتھ لے جا کر ایک تھپکی دی کہ انگور اچھل کر باہر آ پڑا اور جھٹ دوڑ کر اٹھا لیا تالاب کے اندر سے آواز آئی کہ او دغا باز تو نے بڑا فریب کیا اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جائے گا اس نے فوراً وہ انگور کھا لیا اور اڑ کر چل دیا غرض یہ ہے کہ جن کی قسمت میں نہ تھا وہ تو ڈوب کے مر گئے اور جس کے نصیب میں تھا اس نے ایسی آسانی سے حاصل کر لیا۔

⊚⊚⊚

جس کی موت تھی اس پر بجلی گری

ایک روز ارشاد ہوا کہ سات مسافر چلے جاتے تھے یکا یک گھٹا اُمڈی اور آسمان پر چھا گئی بجلی کوندنے لگی بادل گرجنے لگا ترشح شروع ہو گیا ناچار مسافروں نے پہاڑ کی ایک کھوہ میں پناہ لی لیکن بجلی دم بدم اس غار میں آتی اور واپس چلی جاتی تھی سب نے خیال کیا کہ بھائی ہم میں سے کسی نہ کسی کی قضا آئی ہے ایسا نہ ہو کہ ایک کے بدلے سب ہلاک ہو جائیں مناسب ہے کہ ایک ایک آدمی غار سے باہر نکلے جس کی قضا ہے اس کو بجلی مار لے گی چنانچہ ایک نکلا دوسرا نکلا غرض چھ آدمی باہر آ گئے ساتویں کو غار کے اندر ہی بجلی نے جلا دیا۔ غرض یہ کہ جو کچھ ہونے والا ہے وہ تو بہر حال ہو کر رہتا ہے۔

⊚⊚⊚

Marfat.com

ایک روپے میں وزارت' دو روپے میں بادشاہی

ایک روز ارشاد ہوا کہ جس زمانہ میں شجاع الدولہ ایران سے چل کر دہلی میں پہنچا تو اس کے پاس سوائے ایک خنجر کے اور کچھ نہ تھا چوک کے بازار میں چلا جاتا تھا کہ ایک دیوانہ سا فقیر بولا ایک ٹکے میں وزارت اور دو ٹکے میں بادشاہی بکتی ہے جس کو لینی ہو لے لو' شجاع الدولہ یہ صدا سنکر اپنا خنجر ایک بنئے کے پاس لے گیا اور کہا کہ ایک ٹکہ میں گرو رکھ لے اس نے کہا کہ صاحب میں ایسی۔ بیش قیمت چیز ایک ٹکہ میں نہیں رکھ سکتا آپ یوں ہی لے جائیے ایک ٹکہ اٹھا کر حوالہ کیا اس نے لا کر فقیر کو دیا وہ بولا کہ وزارت مبارک یہاں سے جاتے ہی شاہی ملازمت میں داخل ہوا اور کچھ عرصہ کے بعد منصب وزارت پر پہنچ گیا۔ اس کے بعد ارشاد ہوا کہ بھلا ہم پوچھتے ہیں اس فقیر نے سوائے شجاع الدولہ کے اور کوئی دس بارہ آدمی بھی وزیر یا بادشاہ بنا دئے۔ اصل بات یہ ہے کہ جس کے مقدر میں وزارت تھی اس کے واسطے فقیر کی زبان بھی ہلی۔ اگر کسی دوسرے کے لیے دعا کرتے بھی تو کیا ہوتا۔ ابو جہل کی قسمت میں کفر تھا ہر چند کوشش ہوئی لیکن استدعا رسولؐ بھی مقرون با جابت نہ ہوئی ~

چاک کو تقدیر کے ممکن نہیں کرنا رفو　　سوزن تدبیر ساری عمر کوتی رہی

◎◎◎

نادر شاہ نے قلندر صاحب کا مزار توڑ ڈالا

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک خواجہ سرا بادشاہ دہلی کی طرف سے پانی پت کا عامل منفر رہوا کسی وجہ سے اس نے مبارز ن خان کو جو کہ قلندر صاحب کے محبوب تھے طمانچہ مارا یہ خبر قلندر صاحب کو پہنچی آپ نے ناراض ہو کر شاہ دہلی کو یہ رقعہ لکھا۔

شحنہ دہلی را اعلام آنکہ پس دریدہ پیش بریدہ ناحق طپانچہ بر روئے درویش کشیدہ

چنانچہ فریادش باسمان رسیدہ یا بچایش دیگری بفرست ورنہ بجائے تو دیگرے رسیدہ بادشاہ یہ رقعہ پڑھ کرڈر گیا اور فوراً اس کے بجائے دوسرا عامل تبدیل کر دیا لیکن جو مرضی الٰہی ہوتی ہے اس میں کوئی پیر یا پیغمبر دم نہیں مار سکتا۔ جب نادر شاہ وارد پانی پت ہوا تو اس نے سُنا کہ قلندر صاحب کے مزار پر کئی من چاندی کا کٹیر الگا ہوا ہے زیارت کے بہانہ سے آیا اور کیٹرا اکھڑوا کر لے گیا اس کو گمان گذرا کہ شاید قبر شریف بھی چاندی کی ہے ایک ہاتھی تلوار کا مارا غلاف کٹ گیا قبر پر خط پڑا چنانچہ اب تک نشان موجود ہے اس غارت گری کے بعد نادر شاہ نے کہا کہ قلندر پہلے تو قلندر نہ تھا مگر اب میں نے قلندر بنا دیا اس بات کو سُن کر حاضرین مجلس میں سے ایک شخص بولا کہ حضرت اس گستاخی کی سزا قلندر صاحب نے نادر شاہ کو کچھ نہ دی آپ نے فرمایا کہ خلاف مشیت ایزدی کوئی کچھ نہیں کر سکتا دیکھو کربلا میں کیا معرکہ گذرا پیغمبر خدا صلعم اور علی مرتضیٰؑ کے نور چشم ولختِ جگر کا گلا کاٹا گیا مگر تقدیر الٰہی میں کچھ دخل نہ دے سکے، پھر قلندر صاحب نادر شاہ کو کیا سزا دیتے حکم الٰہی اسی طور سے صادر ہو چکا تھا اگر مرضی خدا نہ ہوتی تو جس بادشاہ کے نام رقعہ لکھا تھا اس کے حق میں بھی کچھ نہ کر سکتے۔

◎◎◎

پیپل کا درخت نہ کاٹ ایک اشرفی روزانہ لے

ایک روز ارشاد ہوا کسی مقام میں ایک درخت پیپل کا تھا اکثر لوگ اس کی پرستش کیا کرتے تھے ایک مرد متقی کو بُرا معلوم ہوا رات کے وقت کلہاڑا لے کر کاٹنے کو جا چڑھا اس نے ایک دو ہاتھ مارے تھے کہ ایک خوبصورت عورت نظر آئی اور کہا کہ تو یہ خیال چھوڑ دے ایک اشرفی روز لے لیا کر وہ متقی دام طمع میں پھنس گیا اور ایک اشرفی گرہ میں باندھ وہاں سے چل دیا۔ دوسرے دن اشرفی لینے آیا تو وہاں کچھ نہ پایا پھر کلہاڑ اسنبھالا اور کاٹنے کا ارادہ کیا تو آواز آئی کہ خبردار تیری گردن توڑ دی جائیگی اگت پتا بھی توڑا' پوچھا کیوں کہا کہ جب تو تیری نیت خالصاً اللہ تھی اور اب اشرفی کے لالچ سے تو نے یہ ارادہ کیا ہے جا اپنی راہ لے ورنہ

Marfat.com

ماراجائے گا میں جن ہوں ؎

طمع راسہ حرف است ہرسہ تہی ازاں نیست مرمطعان راہی

◎◎◎

تلوار لے کر برہمن کو کاٹ ڈالا

ایک روز ارشاد ہوا کہ لاہور میں ایک مسلمان راجہ رنجیت سنگھ کا ملازم تھا وہ حضرت غوث الاعظم کی گیارہویں کیا کرتا تھا ایک سال ایسا اتفاق ہوا کہ اُس کو کچھ میسر نہ آیا ناچار گائے جو اس نے پال رکھی تھی ذبح کر ڈالی اور فاتحہ کے لیے کھانا پکایا۔ ایک ہمسایہ برہمن ہجوم دیکھ کرتاڑ گیا اور اس کو آ کر دھمکایا کہ تو نے گائے ذبح کی ہے راجہ کو خبر دیتا ہوں اس نے بہت منت سماجت کی کہ میں نے عالم مجبوری میں یہ کام کیا ہے اور خیر اب تو مجھ سے خطا ہوگئی تو معاف کر کچھ تو ہمسائیگی کا لحاظ کر تیرے ہاتھ کیا آئے گا میں مفت میں مارا جاؤں گا۔ اس برہمن نے ایک نہ سنی اور کہا کہ میں ضرور تجھ کو سزا دلاؤں گا ابدربار میں جا کر دوہائی دیتا ہوں جب اس نے دیکھا کہ دشمن کسی طرح نرم نہیں ہوتا کسی بہانہ سے اس کو الگ لے گیا اور ایک ہاتھ تلوار کا ایسا چھوڑا کہ برہمن کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ جب آدھی رات ڈھلی تو اُس کی لاش کو گٹھری میں باندھ دریائے روای میں پھینکنے کے لیے چلا اتفاق سے رات بہت تھی دروازۂ شہر پر پہرہ والوں نے روکا کہ کون جاتا ہے جواب دیا کہ دھوبی ہوں ان کو شک ہوا کہ گٹھڑی ٹٹولی تو آدمی کی لاش معلوم ہوئی فوراً گرفتار کر لیا اور صبح کو راجہ کے سامنے پیش کیا اظہار کے وقت راجہ نے کہا کہ ہم کو سچ پسند ہے جو سچی بات ہے بیان کرو اس نے کہا کہ صاحب خیر جو ہو سو ہو میں بھی سچ سچ کہہ دیتا ہوں آئندہ آپ کو اختیار ہے جو سزا چاہے دیجئے یہ کہہ کر تمام ماجرا راست راست بیان کر دیا راجہ بولا کہ اس کیفیت کے سُننے سے ہمارے دل کو یقین حاصل ہو گیا۔ درحقیقت تیرا اظہار ٹھیک ہے۔ تو نے سچ بات ظاہر کر دی اور ہم بھی سچ ہی کے طالب ہیں جا تیرا قصور معاف کیا۔ یہ برہمن اسی قابل تھا کیوں کہ اس نے حق ہمسائیگی

Marfat.com

اور تیری منت و عاجزی کا کچھ پاس ولحاظ نہ کیا۔

◎◎◎

گائے کی قربانی سے باز نہ آیا

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک سیّد صاحب راجہ بھرتپور کے ہاں سواروں میں نوکر تھے عید الضحیٰ کے روز سیّد نے گائے قربان کی، کسی مخبر نے راجہ کو خبر دی پکڑے گئے حکم ہوا کہ کل صبح کو توپ سے باندھ کر اڑادو۔ غریب سیّد نے حوالات میں دیوان حافظ منگا کر فال دیکھی تو یہ مصر بر آمد ہوا ع

مردے از غیب برون آید و کارے بکند

خیال کیا کہ ایسا کون غیب سے آئے گا جو مجھ کو موت کے پنجہ سے چھڑائے گا خدا کی شان نصف شب کے بعد راجہ کے گھر لڑکا پیدا ہوا صبح دم سیّد کے قتل کی خبر مشہور ہوئی شدہ شدہ رانی کے کان میں بھی اس کی بھنک پڑی اس نے جلدی سے راجہ صاحب کو بلوا کر کہا کہ خدا نے اپنے فضل و کرم سے یہ ایسا مبارک دن ہم کو دکھلایا ہے کہ جس کا شکر ہم سے ادا نہیں ہوسکتا اگر آج تمام خزانہ خالی کر دیں اور سارے قیدیوں کو اس خوشی میں رہائی دیں تو بھی کم ہے لیکن بڑے حیف کی بات ہے کہ آج کے دن آدمی کی ہتیا ہوا اور اشرف المخلوقات ایک حیوان کے بدلے میں مارا جائے یہ بدشگونی اور ناشکری تو ہرگز مناسب نہیں راجہ نے اسی دم سوار دوڑادیئے اور سیّد کو بلا کر فہمائش کی کہ جاؤ پھر ایسا نہ کرنا جب اگلے برس عید الضحیٰ آئی تو سیّد صاحب نے پھر گائے ذبح کی پکڑے گئے اور مثل سابق حکم قتل صادر ہوا۔ پھر فال دیکھی وہ ہی مصرعہ بر آمد ہوا۔ اب سیّد کو انتظار ہوا کہ دیکھئے اب کی دفعہ کون آتا ہے اور ہم کو رہائی دلاتا ہے۔ قدرت خدا اسی شب کو نواب لکھنؤ بھرتپور میں داخل ہوئے یہ ماجرا سنا اور راجہ سے کہلا بھیجا کہ بات مناسب نہیں کہ حیوان کے بدلے انسان کا قتل ہو خیر تمہارے سواروں میں ایک گستاخ بھی سہی مگر یہ شخص بڑا بہادر معلوم ہوتا ہے اس کی قدر کرو شائد کسی وقت کام آئے

Marfat.com

اور اس کے جوہر کھلیں۔ راجہ نے خون معاف کیا اور سیّد سے کہا کہ جاؤ تم کو عید کے دن کی قربانی معاف ہے پھر جو عید آئی تو سیّد صاحب نے گائے کی قربانی نہ کی۔ راجہ نے بلا کر سبب پوچھا کہا کہ جب آپ نے نفسانیت اور ضد چھوڑ دی تو میں نے بھی انسانیت اختیار کر لی۔ یہ بات راجہ کو پسند آئی اُس کو اپنے محلات کا داروغہ مقرر کیا اور معتمدین میں داخل فرمایا جب بھرتپور پر جنگ ہوئی تو وہ سیّد بھی ایک حصہ لشکر کا سردار تھا نہایت جواں مردی سے لڑا اور جب تک زندہ رہا بھرت پور فتح نہ ہونے دیا آخر کار جب توپ کے گولہ سے اُڑ گیا تو قلعہ بھی فتح ہو گیا۔ حقیقت میں بڑا بہادر آدمی تھا۔

◎◎◎

لڑکا چڑی مار اور لڑکی طوائف ہو گی

ایک روز کسی شخص نے خدمتِ مبارک میں عرض کیا کہ حضرت جب یہ قاعدہ مسلم ٹھہرا کر ہر امر وابستہ' تقدیر الٰہی ہے تو پیر و مرشد کی کیا ضرورت ہے اور وہ معاملات مقدر میں کیا تصرف کر سکتا ہے اس وقت ارشاد ہوا کہ یہ تو بجا اور درست ہے کہ پیر تقدیر میں کچھ تغیر نہیں کر سکتا لیکن پیر باخبر کی تدبیر بھی موافق تقدیر ہوتی ہے اور طالب کو غایت تقدیر تک پہنچا دیتا ہے چنانچہ

نقل ہے کہ کسی شہر میں ایک بڑا امیر کبیر تھا اس کے مکان پر ایک بزرگ رہا کرتے تھے امیر کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا' اس بزرگ نے فرشتہ تقدیر سے اس لڑکے کا مقدر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ایک گھوڑا ہمیشہ اس کے تھان پر رہا کرے گا۔ پھر اس امیر کے گھر دوسرا لڑکا پیدا ہوا تو معلوم ہوا کہ یہ چڑی مار ہو گا پھر اس کے گھر ایک لڑکی پیدا ہوئی اس کا حال منکشف ہوا کہ یہ بیوہ ہو گی بازار میں بیٹھے گی اور ہر شب ایک مرد اس کے پاس رہا کرے گا وہ فقیر وہاں سے چلا گیا اور ایک مدّت کے بعد اس شہر میں آیا اور اس امیر کا حال دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ سب کارخانہ درہم برہم ہو گئے ہیں ایک لڑکا تو سواروں میں پانچ

روپے کا نوکر ہے اور دوسرا لڑکا چڑی کا پیشہ کرتا ہے اور اس کی لڑکی بازار میں بیٹھ گئی ہے وہ فقیر یہی حال سُن کر بڑے لڑکے کے پاس گیا اگرچہ خود محتاج تھا مگر فقیر کی خدمت نان خشک سے کرتا رہا چند روز کے بعد فقیر نے ہدایت کی تو نوکری چھوڑ دے اور گھوڑا اپنا بیچ ڈال اس کو طرح طرح کے خیال پیدا ہوئے لیکن فقیر کا معتقد ہو گیا تھا ایسا ہی کیا گھوڑا اچھے داموں کو بکا۔ اگلے دن باجازت درویش ایک کم قیمت کا ٹٹو خریدا اور بیچ ڈالا یہ ہی کام کرتا رہا چند روز میں مالا مال ہو گیا فقیر نے کہا بس تم یہی کام کرو تمہارا تھان گھوڑے سے خالی نہ رہے گا روز خریدو اور بیچو اب ہم جاتے ہیں' پھر دوسرے لڑکے یعنی چڑی مار کے گھر گیا اس کی کیفیت دریافت کی اور کہا کہ جب شکار کے لیے جاؤ ہم کو ساتھ لے چلو' دوسرے روز دونوں جنگل میں پہنچے اور جال لگا دیا فقیر نے کہا کہ جب تک شاہ باز تیرے جال میں نہ آئے کھینچو مت وہ بولا کہ حضرت بھلا میری تقدیر ایسی کہاں دو آنہ روز بھی مل جاویں تو غنیمت ہیں۔ فقیر نے سمجھایا کہ خیر تو دیکھ تو سہی' غرض بہت سے جانور آئے اور نکل گئے وہ چُپ بیٹھا رہا آخر شام کے وقت ایک شہباز جال میں آ ہی پھنسا۔ چڑی مار نہایت خوش ہوا اور سو روپیہ کو وہ جانور بیچا۔ فقیر نے کہا کہ یہ میری بات یاد رکھ جب تک شہباز ہی تیرے جال میں نہ پھنسے دوسرے جانور کو نہ پکڑنا۔ چند روز میں وہ بھی اس طریقہ سے خوش حال اور دولت مند ہو گیا اس کے بعد وہ بیسوا عورت کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ آج یہ کام کر جب تک کوئی سو روپیہ ایک شب کے تجھ کو نہ دے اس کے پاس مت جا وہ بولی میاں صاحب میری دو آنہ کی اوقات چھوٹا منہ بڑی بات بھلا مجھ کو سو روپیہ والا کیوں پوچھے گا۔ فقیر نے کہا کہ خیر اس کا تجربہ کر دیا اس نے تعمیل حکم کی اور جو خواہش مند آیا اس سے سو روپیہ مانگے۔ لوگوں نے کہا کہ تیری عقل ماری گئی ہے آخر آدھی رات کے قریب کوئی امیر آنکھوں کا اندھا گانٹھ کا پورا آ ہی پھنسا سچ ہے ؎

مرد مفلس راخدا زری دہد   قحبہ زن راہر شبلے نزی دہد
بے مگس ہرگز نماند عنکبوت   رزق راروزی رسان پری دہد

چند روز میں وہ عورت بھی مالدار ہو گئی فقیر نے وصیت کی کہ سو روپیہ سے کم قبول نہ

کیا کر تجھ کو کوئی نہ کوئی مل ہی جایا کرے گا وہ بولی کہ حضرت آپ تو بزرگ آدمی ہیں کچھ ایسی ہمت اور دعا کیوں نہیں فرماتے کہ میں اِن افعال شنیعہ کی علت سے پاک وصاف ہو جاؤں انہوں نے جواب دیا کہ سنو صاحب ہم تقدیر شکن نہیں ہیں یہ تو جو کچھ ہو رہا ہے مٹ نہیں سکتا اگر خدا کی طرف توجہ ہے تو اسی حال میں وہ بھی سہی یہ کہہ کر رخصت ہو گئے۔

البتہ پیر باخبر نے ہر ایک کو تحصیل دولت و مال کی ہدایت اسی راہ سے کی جو اُس کے لیے مقدر تھا پس تقدیر کا بدل دینا پیر کا کام نہیں بلکہ پیر دانا طالب کو اسی راہ سے منزل مقصود کی رہنمائی کرتا ہے جو اس کے لیے مقدور مقسوم ہے۔

◎◎◎

ایک چڑیل آتی اور دو روپے روزانہ دے جاتی

جس زمانہ میں ہم حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب سے پڑھتے تھے تو ایک طالب علم تھا نہایت پاکیزہ صورت اُس کے پاس ایک چڑیل حسین عورت بن کر آیا کرتی اور دو روپیہ ہر شب کو دے جاتی اور تمام رات اس کے پاس رہتی ایک رات دونوں ایک چار پائی پر تھے اور چراغ دس گز کے فاصلہ پر جل رہا تھا۔ طالب علم نے اس سے کہا کہ جا چراغ گل کر دے اس نے وہیں سے ہاتھ بڑھا کر چراغ بجھا دیا۔ یہ کیفیت دیکھ کر طالب علم سہم گیا۔ عورت بھی تاڑ گئی بہت کچھ اس کی تسلی و تشفی کی اور کہا کہ میں تجھ پر عاشق ہوں تو کسی قسم کا اندیشہ نہ کر خیر بصد مشکل رات بسر کی اور صبح کو یہ ماجرا شاہ صاحب کی خدمت میں عرض کیا۔ حضرت نے ایک تعویذ لکھ کر اس کے بازو پر باندھ دیا رات ہوئی تو وہ عورت حسب عادت آئی مگر دور کھڑی رہی اور اس سے کہا کہ میں نے تیرے ساتھ کیا برائی کی تھی جو تو ایسا ظلم مجھ پر کرتا ہے یہ تعویذ کھول ڈال اب میں چار روپیہ روز دیا کروں گی لیکن اس نے تعویذ نہ کھولا آخر وہ چلی گئی۔

◎◎◎

Marfat.com

خواب میں رسُولِ خدا کی زیارت

ایک روز ارشاد ہوا کہ سیّد حسن رسول نما صاحب علیہ الرحمۃ کی بی بی صاحبہ نے ایک روز کہا کہ لوگوں کو حضرت رسول خدا صلعم کی زیارت تم کرا دیتے ہو میں چاہتی ہوں کہ یہ سعادت مجھ کو بھی نصیب ہو فرمایا کہ آج تم نہاؤ اور اچھی پوشاک پہن کر دلہن کی طرح خوب بناؤ سنگار کرو انہوں نے حسبِ ایماء تعمیل کی اتنے میں اُس نیک بخت بی بی کے بھائی تشریف لائے' سیّد حسن صاحب نے کہا کہ میاں ذرا اپنی بہن کو سمجھاؤ دیکھو بڑھاپے میں کیا بناؤ سنگار کیا ہے میں تو بوڑھا ہو گیا اب کیا دوسرا خصم کرے گی وہ جا کر دیکھتے ہیں تو فی الحقیقت نہایت سج دھج سے دلہن بنی بیٹھی ہے۔ کہا کہ اے بہن تم پر کیا پتھر پڑ گئے یہ کیا سوانگ بنایا ہے بھائی سچ فرماتے ہیں کیا تم کو اِس بڑھاپے میں دوسرے خاوند کی ہوس ہے یہ بات سنتے ہی اس نیک بخت بی بی نے چوڑیاں توڑ دیں' کپڑے پھاڑ ڈالے اور رو رو کے اپنا بُرا حال کیا کہ اس بڈھے نے مجھ سے تو کیا کہا اور بھائی سے کیا کہہ دیا' اسی رونے پیٹنے اور غم وغصہ کی حالت میں آنکھ لگ گئی اور آں حضرت صلعم کی زیارت سے مشرف ہوئیں اُٹھیں تو نہایت بشاش وہشاش اُٹھیں سیّد صاحب سے پوچھا کہ یہ کیا بھید تھا آپ نے فرمایا کہ تیرے دل میں غرور تھا تو مجھ کو حقیر جانتی تھی جب وہ جاتا رہا اور سوز وگداز تیرے دل میں پیدا ہوا تو زیارت ہوگئی۔ غرض یہ ہے کہ طالب جب تک انانیت سے نہیں دراصل مطلوب نہیں ہوتا۔

نیست از خود شو کہ تا یابی نجات　　چون تو برخیزی نشیند حق نجات

◎◎◎

Marfat.com

لا الٰہ الا اللہ شبلی رسول اللہ

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت ابو بکر شبلی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں دو شخص بارادہ بیعت حاضر ہوئے ان میں سے ایک کو فرمایا کہ کہو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ شِبْلِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اس نے کہا! جی لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ آپ نے بھی یہ ہی کلمہ پڑھا اس نے پوچھا کہ آپ نے لاحول کیوں پڑھی آپ نے استفسار کیا کہ تم نے کیوں پڑھی بولا کہ میں نے تو اس واسطے پڑھی کہ ایسے بے شرع کے پاس مرید ہونے آیا آپ نے فرمایا کہ ہم نے اس لیے پڑھی کہ ایسے جاہل کے سامنے راز کی بات کہہ دو اس کے بعد دوسرے شخص کو بلایا اور فرمایا کہ کہو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ شِبْلِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ۔ اس نے جواب دیا کہ حضرت میں تو آپ کو کچھ اور ہی سمجھ کے آیا تھا آپ تو ورے ہی گر پڑے رسالت ہی پر قناعت کی آپ نے ہنس کر فرمایا کہ اچھا تم کو تعلیم کریں گے پس ہر شخص کا فہم و حوصلہ جدا ہوتا ہے ورنہ بات ایک ہی تھی جو ایک کے دل میں نہ سمائی اور انکار پیدا کیا دوسرے کا حوصلہ اس بات سے بھی اعلیٰ تھا۔ حضرت شبلی کا یہ مطلب نہ تھا جو شخص ظاہر میں نے سمجھا۔ بات یہ تھی کہ جو شخص تعلیم و تلقین اور ہدایت و ارشاد کرتا ہے طالب کے لیے وہی رسول ہے اور رسالت الٰہی کا کام انجام دیتا ہے۔

ایک روز یہ شعر خواجہ نقش بند علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہوا ۔

اول ما آخر ہر منتہی آخر ما جیب تمنا تہی!!

رقم نے یہ شعر سن کر کہا کہ اگر حضور معاف ہو تو کچھ عرض کروں فرمایا اچھا کہو میں نے عرض کیا کہ یہ تو خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے حضور ہی کی شان میں پیشین گوئی فرمائی ہے۔ کیونکہ یہاں ابتداء ہی سے طالب کو تعلیم توحید ہوتی اب آگے بجز جیب تمنا تہی اور کیا ہے. جو بات سیر و سلوک کا مرکز و منتہا ہے وہ یہاں کی ابتداء ہے فرمایا کہ ہم کو ایک بات یاد آئی بمقام

پیران کلیر مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر ہم مقیم تھے ایک دفعہ نماز مغرب کے وقت چند آدمی جمع ہوئے حسب اتفاق ایک خاں صاحب نے ایک جولاہہ کو جو بڑا سا عمامہ باندھے کھڑا تھا امام بنادیا اس کے اوسان کچھ ایسے خطا ہوئے بغیر ضم فاتحہ اول ہی سے قُلْ هُوَ اللّٰه شروع کر دی پٹھان کو جو غصہ آیا تو نیت توڑ کر بولے کہ اب جولاہے قل ھواللہ تو تو نے پہلے پڑھ دی اب آگے (ایسی تیسی) ضم کرے گا جب کہ ابتدا ہی سے تعلیم توحید ہوئی تو اب آگے یہاں کیا مراد ہے۔ جس کو سالک طے کرے نہ کوئی منزل ہے نہ مقام نہ کشف نہ کرامت نہ آثار واطوار نہ ذکر نہ فکر توحید ہے یا فناہ اگر چہ طالب کے لیے توحید زہر ہے۔ مگر ہم کو تو اور سب بکھیڑا معلوم ہوتا ہے۔ ہر چہ بر خود نہ پسندی بر دیگران پسند غرض تو ہر منتہی و مبتدی کی تَطْهِيرُ الْقَلْبِ عَنْ مَا سِوَ اللّٰه ہے پھر کیا ضرورت ہے کہ پس پشت ہاتھ گھما کر بڑے ہیر پھیر سے ناک کو بتائے سیدھا ناک ہی پر ہاتھ کیوں نہ رکھے اور مقام توحید اصطلاح صوفیہ میں وہ ویران (اجاڑ گانو) کہلاتا ہے۔ چنانچہ مولانا روم فرماتے ہیں ؎

عاشقاں راہر نفس سوزیدنی است ‌ ‌ ‌ ‌ بردہ ویران اخراج و عشر نیست

پس کوئی برلا مسافر ہوا ہے جو اجاڑ گاؤں میں ٹھہرے ورنہ یہاں کسی کا جی لگتا ہے ہر چند کو بحسب تفات مراتب تمام کاملین پر حالت توحید گذری ہے مگر ایسے بہت کم ہیں۔ جنہوں نے جھونپڑی ڈال دی ہو۔

سب سے بیگانہ ہے اے یار شنا سا تیرا ‌ ‌ ‌ ‌ حور پر آنکھ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا

ایک روز ارشاد ہوا کہ آدمی جس خیال میں مرے گا اسی خیال میں قیامت کے روز اٹھے گا ؎

مپندار ائیکہ مہرت از دل عاشق رود ہر گز ‌ ‌ ‌ ‌ چو میر د مبتلا میرد چو خیز د مبتلا خیز د!!

چو بعد از مرگ من بنی گیا بر گور من رستہ ‌ ‌ ‌ ‌ نوشتہ نام آنجانان بہر برگ گیا خیز د

◎◎◎

لاؤ میرا گھوڑا۔ اور جوڑا

ایک بہروپیا تھا ہمیشہ نیا بہروپ بنا کر بادشاہ کے روبرو جاتا۔ تا کہ دھوکہ دے کر انعام لے لیکن بادشاہ کبھی اس کے داؤں میں نہ آتا۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ در پوش   من از رفتار پایت ے شناسم!

ناچار ہو کر بہروپیا ایک جوگی کے پاس گیا اور کپالی چڑھانی سیکھی یعنی حبس دم پھر جوگی بن کر اپنے شہر کے سواد میں آن کر ٹھہرا اور ایک مختصر سا گنبد بنایا اور چند چیلے جمع کئے اور حسب معمول جوگیہ حبس دم کر کے۔ بیٹھ گیا گنبد کا دروازہ تیغا کرا دیا' اس خیال سے بادشاہ وقت یہ خبر سن کر کہ ایک فقیر اتنی مدّت سے مکان میں بند ہے یہاں آئے گا اور مکان کھلوائے گا تو پھر زندہ ہو جاؤں گا اور اس سے انعام لوں گا' خدا کی قدرت چند روز میں ایک انقلاب عظیم واقع ہوا نہ وہ بادشاہ رہا نہ وہ سلطنت شہر بھی تاراج و برباد ہو گیا جوگی کے چیلے بھی بھاگ گئے اور گنبد ویسا ہی در بند پڑا رہا' دو صدی کے بعد جب اس شہر میں پھر رونق اور آبادی ہوئی تو کسی شخص نے اس گنبد کو مسمار کرایا دیکھا کہ ایک آدمی صحیح و سالم مراتب بیٹھا ہے لوگوں کا ہجوم ہو گیا' اتنے میں ایک جوگی آ گیا اس نے پہچان لیا اور اپنے قاعدہ کے موافق اس کا علاج کیا' روح نے تمام بدن میں سرایت کی ہوش وحواس درست ہو گئے اٹھ بیٹھا اور بولا کہ لاؤ میرا گھوڑا اور جوڑا لوگ متحیر ہوئے کہ الٰہی اس شخص کو یہ ہذیان ہے یا خفقان ہے خدا جانے کیا بکتا ہے اس سے کیفیت دریافت کی تو تمام ماجرا اپنا بیان کیا کہ صرف گھوڑے جوڑے کی غرض سے میں نے یہ عمل فلاں بادشاہ کے عہد میں کیا تھا اب بیدار و ہوشیار ہوا تو وہی خیال رہا کہ بادشاہ نے مجھ کو اٹھایا ہے۔ غرض یہ ہے کہ جو اعمال وافعال و درود وظائف یا ریاضت و محنت طالب و سالک کرتا ہے اس کا اثر بیشک مترتب ہوتا ہے۔ لیکن جب تک تصفیہ ماسوا اللہ نہیں سب بے سود ہیں کیوں کہ ان آثار و اطوار میں بھی وہی

سوجھے گا جو دل میں بسا ہوا ہے گناہوں کے خوف زدہ نجات طلب کریں گے اور ثواب کے امیدوار بہشت کا دم بھریں گے۔ غرض جو جس کا خیال ہے وہی رہے گا۔

◎◎◎

محمود غزنوی چوروں کا شریک بن گیا

سلطان محمود غزنوی کی اکثر یہ عادت تھی کہ رات کو لباس تبدیل کر کے شہر میں پھرا کرتا' ایک شب ایسا اتفاق ہوا کہ ایک ویرانہ میں چار آدمی نظر پڑے بادشاہ نے پوچھا کہ تم کون ہو انہوں نے جواب دیا کہ ہم چور ہیں' اس نے کہا میں بھی چور ہوں' صلاح ٹھہری کہ چلو آج بادشاہی محل میں چوری کریں' سلطان نے کہا کہ اپنے اپنے اوصاف بیان کرو ایک چور بولا کہ میں جانوروں کی بولی سمجھتا ہوں دوسرے نے کہا میں قوت شامہ سے خزانہ کی جگہ معلوم کر لیتا ہوں تیسرے نے کہا کہ میں بغیر کنجی قفل کھول لیتا ہوں چوتھے نے کہا کہ میں جس شخص کو شب تاریک میں دیکھ لوں تو لاکھوں میں پہچان سکتا ہوں' اب سلطان کی باری آئی یہ بولے کہ مجھ میں یہ کمال ہے کہ اگر مجرم کو پھانسی ملتی ہو اور کہ بھائی تیرا کمال سب سے بڑھ کر ہے جب تو ہمارے ساتھ ہے تو پھر کیا خوف ہے پانچوں آدمی شاہی محل کی طرف چلے راہ میں ایک کتا بولا بادشاہ نے پوچھا کہ یہ کتا کیا کہتا ہے' پہلا شخص بولا کہ کتا یوں کہتا ہے کہ تم میں ایک بادشاہ ہے بادشاہ نے پوچھا کہ بھلا ہم میں سے کس کو بادشاہ بتلاتا ہے اس نے کہا کہ بس اتنا ہی کہہ کر چپ ہو گیا پھر محل کے اندر پہنچے ایک نے خزانہ پہچانا' ایک نے بغیر کنجی قفل کھولا مال لے کر اپنے گھر جانے لگے اس وقت بادشاہ نے نام و نشان سب کا پوچھ لیا صبح کو شور و غل ہوا کہ بادشاہی خزانہ میں چوری ہو گئی' بادشاہ نے ان چاروں چوروں کو گرفتار کرا کر منگایا اور حکم دیا کہ ہمارے سامنے مت لاؤ۔ سولی دینے کے واسطے لے جاؤ مگر جب تک ہم حکم نہ دیں سولی نہ دینا جب وہ چرز یردار پہنچے تو آپس میں کہا کہ ہمارا پانچواں یار کہاں ہے کہ ایک بولا کہ میاں رات کتے نے خبر دی تھی شاید کہ وہ بادشاہ ہو چوتھے چور نے کہا کہ

Marfat.com

اگر رات میں بادشاہ تھا تو میں اس وقت ضرور پہچان لوں گا۔ یہ گفتگو کر کے سرہنگان شاہی سے کہا کہ خیر سولی تو ہمارے لیے تیار ہے۔ ایک دفعہ ہم کو بادشاہ کے روبرو لے چلو یہ اطلاع حضور سلطان میں دی گئی حکم دیا کہ اچھا بلاؤ جب سامنے گئے تو جس چور میں یہ کمال تھا وہ بولا کہ حضور ہم چاروں کے اوصاف تو ظاہر ہو چکے اب آپ کا سر کس وقت ہلے گا کہ یہ چار مجرم سزائے دار سے رہائی پاویں۔

جو کچھ کیا سو تین کیا اور میں نے کیا کچھ ناہ۔ تجھ بن میں نے کیا کیا کہ تو بھی تھا مجھ مانہہ

آپ کے ہاتھوں میں سارا کام ہے آپ کرتے ہیں جہاں کا نام ہے

اس وقت بادشاہ کو ہنسی آ گئی اور سب چوروں کو رہا کر دیا۔

◎◎◎

کتّے کا پلاؤ اور شراب کی بوتل

ایک روز ارشاد ہوا کہ کروڑوں میں کسی ایک کو فقیر حاصل ہوتا ہے اور جب حاصل ہو گیا تو پھر کسی طور سے زائل نہیں ہو سکتا چنانچہ نقل ہے کہ غوث بہاؤالحق زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ ایک روز بالا خانہ پر تشریف رکھتے تھے زیر دیوار شوروغل مچا معلوم ہوا کہ کوئی آدمی کنوئیں میں گر پڑا ہے آپ نے عرفہ میں سے ہاتھ بڑھا کر اس غریق کو تہ چاہ سے نکال کر باہر کھڑا کر دیا ایک فقیر شکستہ حال جو مردان خدا میں سے تھا' اس طرف سے گذرا کیفیت صدور کرامت ملاحظہ کی اور کہا کہ صاحبزادہ یہ تو بازیچۂ اطفال ہے اگر سیکھنا ہے تو فقیر سیکھو آپ بام خانہ سے اُترے اور فقیر صاحب سے جا کر ملے پوچھا کہ فقیر کیا چیز ہے انہوں نے جواب دیا کہ صاحبزادہ فقیر وہ شے ہے کہ نہ حرام سے جاوے نہ زنا سے بگڑے نہ شراب سے خراب ہو نہ چوری سے زائل کوئی اس کو مٹا نہیں سکتا وہ بے زوال اور پائیدار چیز ہے آپ خاموش ہو کر چلے گئے اور خیال کیا کہ اس شخص کا امتحان کرنا چاہیے کہ اپنے کام میں پکا اور بات کا پورا ہے یا نہیں اور اس کا قول مطابق فعل ہے یا صرف دعوٰی ہی دعوٰی ہے یہ سوچ کر ایک پلے گئے

Marfat.com

کا ذبح کیا اس کا تو پلاؤ دم کرایا اور اپنی کنیز کو لباس فاخرہ پہنا کر سمجھا دیا کہ تو پھر مجرمت کچھو اور ایک بوتل شراب کی دی اور کہا کہ جا فلاں مقام پر ایک فقیر صاحب ہیں ان سے کہہ کہ یہ سامان دعوت آپ کی خدمت میں ارسال کیا ہے وہ تو جانتے ہی تھے کہ یہ امتحانی ضیافت ہے پہلے تو شراب نوش کی پھر اس کنیز کی بانگی دیکھی، پھر پلاؤ چٹ کیا اور کہلا بھیجا کہ اُن ڈھکوسلوں سے کیا ہوتا ہے۔

اون ۱ سنتو لکی وارنی جنکے پورن منت — بھگت نج پلٹی نہیں جی جگہ جائیں انت
نج اور ۲ تم پر سرت سے کیا کرے کسنگ — بکھ چندن لاگی نہیں جو لپٹی رہے بھونگ

۱ (۱) (یعنی ان مردوں کے قربان جایئے کہ جن کے قلب سلیم ہیں بیخ فقیر کا ہرگز خراب نہیں ہوتا اگرچہ جہان الٹ پلٹ ہو جائے ۱۲) ۲ (۲) (یعنی بُرا آدمی نیکوں سے کچھ بُرا نہیں کر سکتا جیسے درخت صندل کو زہر کچھ اثر نہیں کرتا باوجودیکہ سانپ لپٹے رہتے ہیں۔ ۱۲)

کنیز نے جا کر تمام کیفیت بیان کی جب تو حیرت میں آئے اگلے دن گھوڑے پر سوار ہو ان کی ملاقات کو چلے راہ میں ایک ندی تھی جب بیچ دھار میں پہنچے تو گھوڑے نے لید اور پیشاب کیا اس کنارہ سے فقیر ہمہ نوش للکارا کہ دیکھو صاحبزادے کیوں دریا ناپاک کرتے ہو یہ بولے کہ واہ حضرت بھلا کہیں لید و پیشاب سے دریا ناپاک ہوتا ہے۔ شاید آپ مسائل فقہ سے بھی واقف نہیں ہیں مرد فقیر ہنسا اور کہا سبحان اللہ آپ بھی خوب فقیہہ ہیں کہ ذرا سی ندی تو لید پیشاب سے گندہ نہ ہوا اور معرفت الٰہی کا بحر ناپیدا کنار جس کی ابتداء نہ انتہا پلّہ کے پلاؤ اور سراب و کنیزک سے ناپاک ہو جاوے، حضرت بہاء الحق سمجھ گئے کہ حقیقت میں کشف و کرامت اور چیز ہے اور فقیر دوسری شے ہے۔

فقیر حق ست نہ حق از وی خدا — فقیر لایحتاج باشد از خدا!!

از روئے ارادت فقیر کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے فرمایا کہ یہ چلّے اور چلّے اور جو مدت العمر سے آپ کیا کرتے ہیں ان کو ترک کیجئے اور مردان خدا کا طریقہ اختیار فرمایئے اتنی بات کہہ کر چل دیجئے، پس فقیری کا حاصل کرنا اور فقیر بننا آسان بات نہیں ہے

Marfat.com

بلکہ جب تک تمام مقاصد دین و دنیا اور مراتب و مدارج اور کشف و کرامت کو ترک نہ کرے اور نہ مرادی و ناکامی کے میدان میں قدم نہ رکھے فقیر کی ہوا بھی نہیں لگتی۔

تا ایمان و کفر و کفر ایمان نشود　　یک بندۂ خاص حق مسلمان نشود
تامدرسہ و منادہ ویران نشود　　یک کار قلندری بسامان نشود

بڑے بڑے ہوشیار اور علمائے فضیلت شعار اور زاہدان پرہیزگار مراتب و مدارج اور منازل و مقامات اور کشف و کرامات پر فریفتہ ہو کر فقیر سے رہ جاتے ہیں اور اسی کو معراج کمال سمجھ کر بیٹھ رہتے ہیں۔

جلیں ا گرٹن بڈئیں اوڑ جائیں　　پرکایا پر دیش کرائیں
اور پرائے من کے جانے　　چل کر جائیں تھان من مانے

(۱) (یعنی جہاں جلے اور جگہ ظاہر ہوگئے اور یہاں دفن ہوئے اور جگہ موجود ہوگئے یہاں غرق ہوئے دوسری نکل آئے اور یہاں سے اڑ کر دوسرے شہر میں پہنچ گئے یا دوسرے کے جسم میں چلے گئے یا دوسرے کے دل کا حال معلوم کر لیا یہ مقام ایسا ہے کہ بڑے بڑے ہوشیار مراتب میں رہ جاتے ہیں جب تک ان کو ترک نہ کرے فقیر محال ہے)

بھولیں چھان چتر اور گیانی　　انکو تجے بھگت تن جانی

اور اس زمانہ میں فقیری مرید ہوتے ہی حاصل ہو جاتی ہے جہاں رنگین کپڑے پہنے اور حال کھیلنے لگے پھر تو کچھ شک و شبہ ہی باقی نہیں رہتا پورے قطب الاقطاب اور غوث الاعظم اور شیخ المشائخ بن کر اَنَا خَیْرٌ مِّنْ کُلِّ اَمْوُ جُوْ دَاتٍ کا دم بھرنے لگتے ہیں۔

معرفت کا رنگ جس کو نا ہوا　　گیروے کپڑے کیے تو کیا ہوا

◎◎◎

Marfat.com

کلی ناس سانپ اگر کاٹ لے

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک مقام پر کوئی انگریز خیمہ زن تھا جنگل میں دیکھا کہ سپیروں کا مجمع حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس مقام پر ایک سوراخ میں کلی ناس سانپ رہتا ہے جس کا یہ خاصہ ہے کہ اگر ایک کو کاٹے تو اس کے تمام خاندان کا ناس ہو جائے اور اس کی پھنکار سے درخت تک جل جاتے ہیں کوئی سپیرا یہاں ایسا نہیں کہ اس کو پکڑ سکے اس واسطے بڑے بڑے افسون گر گرو بنگال سے بلائے گئے۔ اُن کے انتظار میں یہ لوگ پڑے ہیں صاحب نے اُن سے کہا کہ کچھ پرواہ نہیں تم لوگ اس کے سوراخ کے گرداگرد لکڑیوں کا ڈھیر لگا دو اور بین بجاؤ کہ وہ نکلے ایسا ہی کیا گیا سانپ نکلا اور پھنکار ماری تو لکڑیوں میں آگ لگ گئی آگ سے ڈر کر ہر جانب دوڑنے اور پھنکار مارنے لگا اس لیے سب طرف آگ ہی لگ گئی آخر اسی آگ میں جل بھُن کر خاک ہو گیا اُسی کی آگ تھی جس نے لکڑیوں میں سرایت کی اور بھڑک اٹھی اور وہ اپنی ہی آگ سے خوف کرنے لگا یہاں تک کہ جل مرا۔

◎◎◎

لا کہتے ہی غائب ہو جاتا تھا

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہمارے دوست مولوی محبوب علی صاحب جب زیارت بیت اللہ شریف سے مشرف ہو کر واپس آئے تو انہوں نے کہا کہ ہم بمبئی سے چل کر ایک بستی میں آئے وہاں چند روز رہنے کا اتفاق ہوا شب کو نماز تہجد کے لیے مسجد میں گئے تو دیکھا کہ

مؤذن ذکر میں مشغول ہے جب لا کھینچتا ہے تو غائب ہو جاتا ہے اور الا اللہ کہتا ہے تو موجود یہ دیکھ کر مجھ کو حیرت ہوئی بعد نماز فجر مسجد سے باہر نکلا تو دیکھا کہ قریب مسجد کے ایک پنجنی کا مکان ہے اور اس کے دروازہ پر ایک فقیر لنگوٹ بند بیٹھا ہے۔ مجھ کو دیکھتے ہی بولا کہ مولوی صاحب آپ کو تو بڑا ہی تعجب ہوا خیر کل ہم بھی تماشا دکھائیں گے۔ دوسرے دن میں بوقت تہجد مسجد میں آیا تو وہ فقیر بھی آ موجود ہوا' غسل کیا اور میری چادر باندھ لی پھر نفی اثبات کرنے لگا جب لا کو کھینچتا تو اس وقت میں اور وہ فقیر اور مسجد سے نفی ہو جاتی تھی بلکہ میرا علم بھی مفقود ہو جاتا تھا اسی طرح دس بارہ ضربیں لگائیں پھر لنگوٹ باندھ کر چل دیئے اور کہا کہ مولوی صاحب اس کو فقیری نہیں یہ تو شعبدہ ہے فقیری اور ہی چیز ہے جو زبان پر نہیں آ سکتی۔

◎◎◎

خاوند کو مطیع کرنے کے لیے جادو سیکھ ہی لیا

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک عورت تھی جس کو اپنے شوہر سے بدرجہ غایت محبت تھی لیکن شوہر کو نہایت نفرت ہر طرح کی تدبیریں کیں کوئی کارگر نہ ہوئی اس نے سُنا کہ مدینہ منوّرہ میں ایک عورت بڑی ساحرہ ہے ناچار اس کے پاس گئی اور اپنا دردِ دل ظاہر کیا اس نے کہا کہ اچھا میں تجھ کو سلطان الساحرین کے پاس لیے چلتی ہوں وہ کچھ علاج معقول کر دے گا رات کے وقت دونوں مدینہ طیبہ کے باہر نکلیں دیکھا کہ دو جانور سیاہ رنگ کے کھڑے ہیں دونوں سوار ہو کر روانہ ہوئیں اتفاقاً فاناً میں ملک عراق کے اندر چاہ بابل کے کنارے جا اتریں جہاں ہاروت و ماروت آویختہ ہیں۔ جب ساحرہ کنویں کے اندر گئی اور اپنے ساتھ والے کی سفارش کی وہ دونو سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور کہا کہ بلاؤ عورت گئی اور اپنا تمام حال بیان کیا پہلے تو اس کو سمجھایا کہ تو جادو نہ سیکھ اہل اسلام کو یہ بات زیبا نہیں ہے مگر اس عورت نے اصرار کیا ہاروت و ماروت نے کہا کہ خیر تیری خوشی باہر ایک تنور ہے جا اور اس میں پیشاب کر وہ عورت گئی اور یونہی بیٹھ کر چلی آئی' پیشاب نہ کیا واپس آئی تو پوچھا کہ

Marfat.com

کیا دیکھا اُس نے دوسری بار بھی ایسا ہی کیا تب فرشتوں نے کہا کہ جب تک پیشاب نہ کرے گی مطلق حاصل نہ ہوگا ناچار تیسری بار اس نے پیشاب کیا اور دیکھا کہ ایک سفید چیز جسم کے اندر سے نکلی اور ایک سیاہ چیز داخل ہوگئی ان سے آن کر یہ کیفیت بیان کی کہا جا اب تو پوری ساحرہ ہوگئی جس طرح گئیں تھیں دونوں رخصت ہو کر واپس چلیں لیکن اس عورت کا تردد نہ گیا۔ پہلی ساحرہ نے پوچھا کہ اب کس لیے پریشان ہے اس نے کہا کہ مجھ کو تشفی و اطمینان کیا خاک ہو نہ کوئی جنتر نہ منتر نہ پڑھنت نہ تعلیم نہ تلقین میں تو جیسی تھی ویسی ہی اب بھی ہوں۔ اُس نے جواب دیا کہ یہاں پڑھنے پڑھانے کی کچھ حاجت نہیں شاید تجھ کو اپنے سحر آموزی پر یقین نہیں ہوا۔ ذرا اس درخت کی طرف جو سامنے ہے بنظر غضب دیکھ اس نے دیکھا تو درخت فی الفور خشک ہوگیا پھر کہا کہ اب بنظر رحمت دیکھ رحمت کی نظر ڈالی تو معاً سرسبز ہوگیا کہا کہ اب بھی تجھ کو یقین آیا یا نہیں بس تیرے ارادے پر موقوف ہے جو چاہے گی وہ ہو جائے تب اس عورت کو اطمینان ہوگیا گھر میں آئی اور شوہر کو بنظرِ محبت دیکھا اسی دم مطیع فرمایا ہوگیا' ایک روز اظہارِ محبت کے لیے اپنے شوہر سے یہ تمام ماجرا کہہ دیا کہ تمہارے واسطے ایسی مشقت اٹھائی جادو سیکھ کر تم کو بس میں کیا اور طرح طرح کہ جادو اور طلسم اس کو دکھلائے وہ شخص نہایت حیران و پریشان ہوا جب صبح ہوئی تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں اس کو لے گیا اور تمام حال اس کا بیان کیا آپ نے غسل کا حکم دیا' پھر فرمایا کہ اب کلمۂ شہادت پڑھ اس نے کلمۂ توحید پڑھا کچھ معلوم نہ ہوا آپ نے فرمایا کہ نہیں کلمۂ شہادت پڑھ غرض تیسری دفعہ اس نے کلمۂ شہادت پڑھا اس وقت ایک سیاہ چیز جسم کے اندر سے نکلی اور ایک سفی چیز داخل ہوئی جناب وقبلہ نے فرمایا کہ سبحان اللہ کیا ایمان اور کیا کفر ہے کبھی خارج ہو اور کبھی داخل مگر جاننے والے خوب جانتے ہیں اس میں عجب باریک اسرار ہیں۔

◎◎◎

Marfat.com

دُعا کر کے ڈوبتے جہاز کو بچالیا

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت ابراہیم بن ادھم کا ایک صحرا میں گذر ہوا دیکھا کہ چند اولیاء اللہ مردمیدان تسلیم ورضا اپنے حال میں مستغرق اور مراقبہ میں مصروف ہیں یہ ان کی صحبت کو غنیم سمجھ کر بیٹھ گئے اور مشغول مراقبہ ہوئے اس وقت حضرت ابراہیم ابن ادھم کو ازراہ باطن منکشف ہوا کہ ایک جہاز سمندر کے اندر مبتلائے طوفان ہے اور بادِ مخالف کے جھولے ایسے لگتے ہیں کہ جہاز قریب غرق ہے اور اہل جہاز غایت عجز و نیاز اور خضوع و خشوع اور گریہ زاری کرتے ہیں ان کی فریاد و واویلا سے شور قیامت برپا ہے یہ کیفیت مشاہدہ کر کے براہِ ترحم ان کا جی بھر آیا اور ازراہ باطن جہاز کی مدد کی اور اس کو صحیح وسلامت طوفان سے نکال دیا۔ اولیاء بزرگ باہم بولے کہ دیکھو یہ فضولی ہم سے کس نے کی سب نے انکار کیا' حضرت ابراہیم بولے کہ صاحبو مجھ کو ایسا رحم آیا کہ زیادہ صبر نہ ہوسکا میں نے یہ کام کیا انہوں نے کہا کہ سنو صاحب سرکار کو تو خود اس جہاز کا بچانا منظور نہ تھا اگر ڈوبنا ہوتا تو تمہاری ہمت سے کیا ہوسکتا تھا تم نے دخل دے کر مفت اپنے ذمہ ایک الزام لے لیا ہماری تمہاری صحبت راس نہ آئے گی یہ کہہ کر سب غائب ہو گئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ زمانہ حضرت ابراہیم ادہم کا ابتدائی تھا ورنہ دُعا نہ کرتے اور یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم ادہم نے ان کو یہ جواب دیا کہ جہاز کا بچانا بھی تو تقدیر الہٰی میں میری دُعا پر موقوف ہے جو میں نے دُعا کی ورنہ میں دُعا کب کرتا۔

◎◎◎

Marfat.com

اولیاء اللہ کا قتل۔ بغداد کی بربادی

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت نجم الدین کبریٰ رحمتہ اللہ علیہ کا ایک عزیز خلیفہ تھا جو خلیفہ بغداد کا پیر تھا ایک روز مجمع عام میں انہوں نے کہا کہ پیر کامل مُرغی کے مانند ہوتا ہے یعنی مرغی کے تلے جس قسم کے انڈے رکھ دو گے ان کو سینچ کر بچے نکال دے گی۔ تیتر کے بچے جنگل میں اڑ جائیں گے مُرغی کے خاک میں لوٹیں گے بط کے دریا میں تیریں گے ہم بھی مثل بچہ بط کے دریاء توحید میں شناوری کرتے ہیں۔

یہ ماجرا کسی شخص نے حضرت نجم الدین کبریٰ کے سامنے عرض کیا کہ آپ کے خلیفہ آپ کو مرغی سے تشبیہہ دیتے ہیں اور ایسا کہتے ہیں یہ سن کر فرمایا وہ نالائق دریا میں ڈوبے گا وہ خلیفہ صاحب چوں کہ بادشاہ کے پیر تھے اس لیے محلات شاہی میں اُن سے کچھ پردہ نہ تھا بے تکلف چلے جایا کرتے تھے اتفاقاً ایک دن تشریف لائے تو بادشاہ گھر میں نہ تھا یہ اس کے پلنگ پر سو رہے۔ ذرا دیر بعد بیگم آئی اور وہ بادشاہ کے خیال میں ان کے برابر لیٹ کر سو گئی کچھ دیر بعد بادشاہ آیا اور یہ تماشا دیکھا چپ چاپ واپس چلا گیا اور دل میں بدگمانی پیدا ہو گئی' جب میاں صاحب کی آنکھ کھلی تو بیگم کو پاس دیکھ کر وہاں سے چل دیئے بادشاہ سے ملاقات ہوئی' اس نے ملاحوں کو حکم دیا کہ آج حضرت پیر و مرشد کو سیر دریا کراؤ اور ان کو اشارہ کر دیا کہ کشتی کو منجھدار میں لے جا کر ڈبو دینا ملاحوں نے حکم کے بموجب عمل کیا جب بادشاہ رات کے وقت محل میں آیا تو بیگم نے دن کا قصہ سنایا اور تمام حال بیان کیا یہ قصہ سُن کر بادشاہ کو نہایت ملال ہوا کہ میں نے بڑا ظلم کیا اور پیر و مرشد کو ناحق ڈبو دیا اب یا تو قصاص لازم ہے یا خون بہا یہ خیال کر کے بہت سا روپیہ لے کر حضرت نجم الدین کبریٰ کی خدمت میں حاضر ہوا' اور عرض حال کے بعد روپیہ اور شمشیر برہنہ سامنے رکھ دیئے کہ خون بہا بھی حاضر ہے اور سر بھی موجود ہے۔ جیسا حکم ہو اس وقت حضرت حالت جذب میں تھے

Marfat.com

فرمایا کہ ہاں میرے عزیز مرید کو مار کر اب روپیہ اور سر لے کر آتا ہے کیا اس کی اتنی ہی قدر و منزل تھی نہیں اس کے خون بہا میں اوّل میرا سر پھر تیرا سر اور جتنے اس زمانے میں اولیاءاللہ ہیں اور سادات عظام و علماء کرام اور امراء ذوی الاحتشام ایک ایک کا نام لینا شروع کیا تھا۔ یہاں تک کہ فرید الدین عطار کا سر وغیرہ وغیرہ بغداد کا نام شروع کیا اور لفظ بغ ا (ا) (یعنی بغداد کہنا چاہتے تھے مرید نے منہ پر ہاتھ رکھ دیا جو کہ نصف بغداد یعنی منہ سے نکل چکا تھا نصف بغداد بھی قتل ہوا۔۱۲) زبان سے نکلا تھا کہ ایک مرید نے ان کا منہ بند کر لیا کہ یہ تو ہمارے پیروں کا مکان ہے پھر چپ ہو گئے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ چنگیز خاں ہلاکو نے تاتار سے خروج کیا پہلے حضرت کا سر کاٹا پھر اس بادشاہ کا اور ملک خراسان اور ایران کو بھی تہ تیغ کر دیا اور نصف بغداد کو بھی قتل و غارت کیا جب لشکر مغل نیشاپور کے قریب پہنچا تو حضرت فرید الدین عطار نے اپنا پیالہ چوبین اوندھا کر دیا تمام شہر لشکر کی نگاہ سے پوشیدہ ہو گیا فوج حیران ہو کر اپنے خیمہ گاہ پر آن پڑی اگلے روز چنگیز خاں نے پھر لشکر روانہ کیا شام کو ٹکریں کھا کر لشکر واپس آیا اور شہر کا پتہ نہ چلا چنگیز خاں نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے اس شہر میں کوئی مرد کامل ہے خیر کل کو میں خود لشکر کا رہنما بنوں گا اور شہر پر تاخت کروں گا یا وہ نہیں یا میں نہیں چنانچہ اگلے روز اس نے نیشاپور کا قصد کیا ادھر حضرت عطار نے اپنا پیالہ الٹنا چاہا کہ حضرت خضر علیہ السلام پہنچے اور حضرت عطار کا ہاتھ پکڑ لیا کہ بس رہنے دو حکم سرکاری تمہاری قتل کے واسطے جاری ہو چکا ہے بولے کیا قصور خضر نے کہا قصور کچھ نہیں بلکہ اختیار ۔

جہاں دارد داند جہاں داشتن یکے را بریدن یکے کاشتن

اور تم موحد ہو کر غیرت سمجھتے ہو وہ شان جمال تھی یہ شان جلال ہے یہ کیا کہ میٹھا میٹھا ہپ اور کڑوا کڑوا تھو ۔

وہ بھی دیکھا یہ بھی دیکھ ان ہنیں کا یہ ہی پرکھ

اور اگر اب پیالہ الٹو گے تو کچھ بی نہیں ہونے کا بس اب کرامت اپنی رہنے دو ناچار شیخ عطار صاحب نے سر جھکا دیا اور قتل کیے گئے۔ اس کے بعد جناب وقبلہ فرمایا کہ

Marfat.com

میاں ہم یہی کہتے ہیں ؎

خواہی زفراق درفغان دارمرا خواہی زوصال شادمان دارمرا
من باتونگویم کہ چاں دارمرا زان ساں کو دل تست چناں دارمرا

اوراگرہم دُعا بھی مانگیں تو یہ مانگیں ؎

ندارم ذوق رندے نے خیال پاکدامانی مرا دیوانہ خود کن بہر رنگے کہ میدانی

◎◎◎

لڑکی کا مہر دو پیغمبروں کی شہادت

ایک ارشاد ہوا کہ بخت نصر بادشاہ ابتداء میں نہایت نیک بخت وصالح تھا حضرت ذکریا ویحییٰ علیہما السلام کی نہایت اطاعت کرتا تھا۔ اتفاقاً اس نے ایک عورت سے نکاح کیا جس کے ہمراہ ایک لڑکی نہایت حسینہ وجمیلہ پہلے شوہر سے تھی جب وہ لڑکی سن بلوغ کو پہنچی تو بادشاہ حسن کی بہار دیکھ کر فریفتہ ودیوانہ ہوگیا۔ اس کی ماں کو پیام دیا وہ بہت خوش ہوئی مگر دل میں اندیشہ کیا کہ بادشاہ پیغمبروں کا مطیع فرمان ہے اور یہ نکاح پیغمبران خدا کی شریعت کے خلاف ہے وہ کاہے کو اس کام کی اجازت دیں گے اس لیے بادشاہ سے کہا کہ تم اس کا مہر ادا نہ کرسکو گے اس نے دریافت کیا کہ ایسا کتنا مہر ہے جو کچھ کہو میں دوں گا عورت نے کہا اس کا مہر تمہارے دونوں پیغمبروں کا سر ہے اگر تم یہ مہر ادا کرسکو تو لڑکی کی حاضر ہے ورنہ اس کا نام مت لو۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ بیچارے دو مسکین خدا کے دوست بیت المقدس کے مجاور ہیں کسی کام میں دخل نہیں دیتے بلکہ ہمارے خیر خواہ ودعا گو ہیں ان کو بے جرم وگناہ قتل کرنا ظلم عظیم ہے۔ اس کے سوا جو کچھ مانگو جو مہر کہو مجھ کو منظور ہے اس نے کہا کہ اس کے سوا اور کوئی مہر نہیں ہے بادشاہ نے ہوائے نفسانی سے مغلوب ہوکر فوج کو حکم دیا کہ دونوں بے گناہوں کا سر لاؤ حکم کے بموجب سپاہیوں نے جاکر اوّل حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بیت المقدس میں قتل کیا۔ حضرت زکریا نے ایک درخت سے التجا کی کہ تو مجھ کو اس وقت پناہ دے وہ درخت

Marfat.com

پھٹ گیا یہ اس کے اندر سما گئے وہ پھر بند ہوا لیکن قدرے کپڑا باہر رہ گیا' فوج متحیر ہوئی کہ کہاں غائب ہو گئے نشان شیطان نے راہ کی ترکیب بتلائی' درخت چیرا گیا جب نوبت آرہ کے سرتک پہنچی تو حضرت نے سسکی بھری حکم الٰہی نازل ہوا کہ اگر اُف کرو گے تو پیغمبری سے خارج کر دیئے جاؤ گے تم نے غیر سے کیوں پناہ مانگی اگر ہم سے التجا کرتے تو کیا ہم پناہ نہیں دے سکتے تھے' اب اس کا مزہ چکھو اور چپ چاپ سر پر آرہ چلنے دو' غرض کہ سر سے پاؤں تک جسم چیرا گیا' اور حضرت زکریا نے دم نہ مارا۔

◎◎◎

سجّادہ اور خلیفہ بننے سے انکار

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم کو یہ خبر نہ تھی کہ حضرت مولانا حبیب اللہ شاہ صاحب نے بوقت انتقال اصحاب واحباب سے فرما دیا تھا کہ غوث علی نام ایک ہمارا بڑا رفیق و دوست ہے اگرچہ آوازہ گرد آدمی ہے لیکن کبھی آدھر آنکلے تو بہت خاطر و مدارت کرنا جب کہ منزل بمنزل سیر کرتے ہوئے ہم سنبھل میں پہنچے تو کسی نے پہچانا نہیں مگر ایک دن غلام حسین نام ایک شخص نے ہمارا نام دریافت کیا ہم نے بتلا دیا بولا کہ آپ حضرت حبیب اللہ شاہ صاحب کے مرید ہیں کہا کہ ہاں جب یہ بات اس کو معلوم ہوگئی تو سارے شہر میں کہہ پھرا کہ حضرت کے بڑے خلیفہ آ گئے ہیں جن کی نسبت حضرت نے وصیّت فرمائی تھی پھر تو بہت لوگ شہر کے آنے جانے لگے اور خاطر تواضع شروع ہوئی چند روز بعد وہاں کے ادنیٰ اور اعلیٰ مجتمع ہو کر آئے اور کہا کہ حضرت پگڑی باندھ لیجئے ہم نے ان سب سے کہا کہ میاں صاحب قبلہ نے ہماری نسبت کیا الفاظ فرمائے تھے آیا مرید یا رفیق بولے کہ ہاں رفیق کے لفظ سے یاد فرمایا تھا لیکن آپ کو تو مریدی کا اقرار ہے۔ ہم نے کہا تم کو کیا خبر شاید ہم نے روٹیوں کے لیے یہ بات بنائی ہو اور سنو صاحبو آپ لوگ دنیا دار ہیں یا فقیر سب نے جواب دیا کہ دنیا دار پھر ہم نے پوچھا کہ ہماری نسبت کیا خیال کرتے ہو دنیا دار یا فقیر بولے کہ ہم تو آپ کو فقیر

Marfat.com

سمجھتے ہیں ہم نے کہا کہ تعجب کی بات ہے کہ ہم فقیر ہو کر دنیا داروں کے ہاتھ سے پگڑی باندھیں البتہ اگر میاں صاحب قبلہ اپنے دست مبارک سے ہمارے سر پر جوتیاں بھی رکھ دیتے تو ہم کو تاج سلطنت تھا پس اب سب صاحب مجھ کو معاف فرمائیں اور اس قسم کا تذکرہ درمیان میں نہ لائیں غرض وہ لوگ اپنی پگڑی بغل میں داب کر چل دیئے اور پھر کبھی ایسا ارادہ نہ کیا۔

◎◎◎

جوگن کا کمال۔ نامرد کو مرد بنادیا

ایک روز ارشاد ہوا کہ سنبھل میں چھ مہینہ رہنے کا اتفاق ہوا وہاں کے اکثر آدمیوں سے ملاقات ہوگئی ایک دن ہمارے پیر بھائی غلام محی الدین کی والدہ نے ہم کو بلا کر یہ بات کہی کہ تمہارے بھائی کی شادی کو نو برس ہوئے مگر اولاد نہیں ہوتی کچھ اس کی تدبیر کرنی چاہیے ہم نے کہا کہ بہت اچھا انشاء اللہ کچھ فکر کیا جائے گا چھ مہینہ بعد ہم وہاں سے چل دیئے اور موضع تگری میں پہنچے جو گڈھ مکیشر کے مقابل گنگا کے کنارہ واقع ہے۔ یہاں غلام محی الدین گھاٹ پر نوکر تھے ان کے پاس ہم بھی ٹھہر گئے اس زمانہ میں برسات کا موسم اور دریا میں طغیانی تھی اس لیے رات دن صرف ایک کھیوہ لگتا تھا حسن اتفاق سے ایک جوگن وارد ہوئی کشتی روانہ ہو چکی تھی ناچار اس کو ٹھہرنا پڑا چوں کہ نہایت حسین وطرحدار و نوجوان تھی لوگ اس کو دیکھنے لگے ہمارے پیر بھائی نے بھی دیکھا وہ بولی کیوں صاحب آپ کس برتے پر دیکھتے ہیں کیا تمہاری شادی ہوگئی ہے۔ جواب دیا کہ ہاں ہوگئی۔ جوگن نے کہا بھلا وہ غریب تمہاری جان کو کیا روتی ہوگی یہ سن کر وہ سرد ہو گئے تو شرمندہ ہو کر آنکھیں نیچی کر لیں ہم تاڑ گئے کہ ضرور دال میں کچھ کالا ہے، ہم نے جوگن سے کہا کہ مائی صاحب آج ہمارے پاس ٹھہر جاؤ کہا کہ بہت اچھا ایک جھونپڑی اس کے واسطے خالی کرا دی۔ پھر ہم نے بھائی

Marfat.com

صاحب سے پوچھا کہ یہ معاملہ کیا ہے کہ یہ جوگن سچ کہتی ہے میں نامرد ہوں جب شادی کی تیاری ہوئی تو میں نے غل مچایا اور صاف صاف کہہ دیا مگر والد اور خالہ نے جن کے گھر میری شادی ہوئی نہ مانا اور عقد کر دیا شب زفاف کو میں اپنی بیوی کے سامنے دست بستہ کھڑا ہو گیا اور کہا کہ میں کسی قابل نہیں تیری اور میری ماں نے یہ ظلم کیا اب شرم تیرے ہاتھ ہے اس نیک بخت نے جواب دیا کہ خیر تقدیر کا لکھا تھا پیش آیا اب کیوں عزت خراب کی (صبح اٹھ کر دونوں نہالیا کریں گے)۔

جَنَکْ سُتَا جَسْرَتْ بَھُوْ رَامْ چَنْدُرْ بَرْلِیْنْ

سُوْھَارَا چَابَا شِلشُبْ گا کَرَمْ رِیکَرْا دُکھُہُ دِیْنَ

لَاکھَہْ سِیَا نْ پَتْ کُوْ ڈِبدْ کَرْ دِیکُھو سَبْ کُوْلِیْ

اَنْ ھُوْنِیْ ھُوْنِیْ نَھِیْنْ ھُوْنِیْ ھُوْ سُوْ ھُوْئِیْ

مگر دیکھنا کوئی اس راز سے آگاہ نہ ہونے پائے ورنہ تمام زمانہ میں رسوائی ہوگی واہ رے عورت اللہ تعالیٰ نے کیا سمجھ اور حوصلہ دیا تھا کہ نو برس تک پردہ فاش نہ ہونے دیا۔

نہ ہرزن زنست و نہ ہر مرد مرد خدا پنج انگشت یکساں نکرد

یہ ماجرا سن کر ہم جوگن کے پاس گئے اور کہا کہ صاحبہ کچھ اس مرض کا علاج بھی ہے جس کو تم نے ایک نظر میں تشخیص کر لیا اس نے چٹکی بجا کر کہا کہ اتنی دیر میں علاج ہو سکتا ہے لیکن سامان مہیا کرنے کو ایک مہینہ چاہیے ہم نے کہا کہ مہربانی کر کے آپ بھی ایک مہینہ تک تشریف رکھیں کہا کہ خیر کیا مضائقہ ہے آپ کی خاطر عزیز ہے پہلے تو یہ میاں صاحب ایک مہینہ رخصت لیں پھر ایک سیر گھی ایک سیر روغن کنجد ایک کڑھائی اور ایک چارپائی اونچی پایوں کی جس میں بجائے بان کے ڈنڈے لگے ہوں تیار کرائیے اور قدرت الٰہی کا تماشا دیکھیئے جب اس کے کہنے کے موافق سب سامان مہیا ہو گیا تو اس نے کڑھائی چولہا پر رکھ گھی اور ایک دفعہ ہی ڈال دیا اور اس کے اوپر چارپائی بچھا دی پھر غلام محی الدین کو ایک ذرا سی دوا کھلائی جس سے بے ہوشی طاری ہو گئی اس وقت ان کو چارپائی پر لٹا دیا اور کڑھائی کے نیچے

Marfat.com

دھیمی آنچ شروع کی جب کہ اس کی بھاپ ریڑھ کی ہڈی کو لگی تو فوراً چھینکیں آنے لگیں اور غٹ ناک سے نکلنے اور قوت شہوانی کو ہیجان ہوا تھوڑی دیر میں آنکھیں کھول دیں جوگن نے فرمایا کہ دیکھو اب ان کی آنکھوں میں اور ہی رس ہے۔ فی الواقع اس وقت مخمور و متوالوں کی طرح سُرخ آنکھیں تھیں پھر تو وہ بیقرار ہو کر پکارے کہ اب طاقت ضبط نہیں رہی آخرکار جوگن نے ایک ترکیب لے (ا) (یہاں ترکیب مفصل عمداً ترک کی ۱۲۱۲) بتائی اور کہا کہ ایک مہینہ تک اسی ترکیب کو کرتے رہنا مہینہ بھر کے بعد گھر کے آدمیوں کو بلالیا اور خوشی وخرمی سے رہنے لگے۔ ایک روز جوگن نے ہم سے کہا کہ آپ بھی یہ دوا کھالیں ہم نے کہا بہت اچھا بشرطیکہ تم بھی ہمارے ساتھ رہو کیوں کہ اس کے اتار چڑھاؤ سے تم خوب واقف ہو وہ ہنس گورد سے پہنچا تھا ہر دم اس میں مشغول رہتی دن بھی سب سے بات چیت کرتی جب رات کا وقت آتا تو اپنی جھونپڑی کا دروازہ بند کر کے صبح تک تنہا بیٹھ کر گزار دیتی تھی ایک روز اس نے بیان کیا کہ میری شادی بھی ہوگئی تھی قضائے الٰہی سے میرا شوہر ہیضہ کر کے مر گیا نہایت حسین وخلیق آدمی تھا اگر آپ دیکھتے تو بہت خوش ہوتے اسی کے بیراگ میں جوگن کا بھیس بھر کر دیس بدیس پھرتی ہوں چندے جنوں کا زور رہا مگر اب کمی ہوگئی ہے ؎

دیوانہ وارد در کمر کوہ گشتہ ۔ بے اختیار سر بہ بیابان نہادہ

ہم نے کہا کہ تم بڑی مردانہ اور مستقل مزاج عورت ہو کہ لطف دنیا سے واقف ہو کر اس کو ترک کیا اور ہم جو تجرد و تنہائی میں پھرتے ہیں تو بات یہ ہے کہ کبھی اس کوچہ کی سیر ہی نہیں کی بولی کہ آؤ ہمارے ساتھ رہو اور بان پرست ہو جاؤ ہم نے کہا صاحب بس معاف رکھئے جب ایک مہینہ ہوگیا وہ جوگن رخصت ہوئی ہم نے پچاس روپیہ نذر کیے اس نے نہ لیے اور کہا کہ جو کچھ ہم نے کھالیا یہی بس ہے اس کے سوا مجھ کو کچھ درکار نہیں۔ ایک دن ہم میاں غلام محی الدین کے گھر گئے اور ان کی بیوی سے کہا کہ مائی صاحب کیا کریں پہلے دو جگہ مرید ہو چکے ہیں ورنہ اس شان ستار العیوبی میں ہم تمہارے مرید ہو جاتے صد آفریں کہ نو برس تک صبر کیا اور کسی پر راز فاش نہ ہونے دیا ؎

Marfat.com

صد ہزاراں کیمیا حق آفرید کیمیائے ہم چو صبر آدم ندید

اس نے کہا کہ سنو میاں صاحب ایک رشتہ تو پہلے سے نکاح کے بعد دوہرے حقوق ہو گئے اور جب ان کی عزت میں فرق آتا تو میں کب بچتی صبر کا نتیجہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی عزت بھی رکھی اور میری بھی لیکن یہ ایسا عذاب تھا کہ دوزخ کا عذاب بھی اس کے سامنے ہیچ ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ آپ کے قدموں کی برکت سے وہ دن بھی گذر گئے۔ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ؕ

یوسف گم گشتہ باز آید بکنعاں غم مخور کلبہ احزان شود روزے گلستاں غم مخور
دورِ گردوں گرد روزے برمراد ما نگشت دائما یکساں نباشد کار دوران غم مخور
گرچہ منزل بس خطرناک مقصد ناپدید ہیچ راہے نیست کانرا نیست پایاں غم مخور
گر بہار عمر باشد باز برتخت چمن چتر گل برسرکشی اے مرغ خوشخواں غم مخور
ہاں مشو نومید چون واقف نہ زاسرار غیب باشد اندر پردۂ بازیہائے پنہاں غم مخور
ہر کہ سرگردان بعالم گشت وغم خواری نیافت آخر الامر او بغم خواری رسد ہاں غم مخور

وہاں سے رخصت ہو کر ہم رامپور میں پہنچے۔

◎◎◎

ریاست رامپور میں ایک ماہ کا قیام

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم دوبارہ رامپور میں گئے تو سرائے میں ٹھہرے اتفاقاً مولوی فضل حق صاحب سے ملاقات ہوئی نہایت محبت وعنایت سے پیش آئے اور اپنے نوکر سے کہا کہ جاؤ آپ کا اسباب اٹھالاؤ میں نے کہا کہ حضرت برائے خدا مجھے وہیں رہنے دیجئے کہ بہت آرام سے ہوں کہا اچھا جہاں آپ خوش رہیں لیکن بھٹیاری کو کہلا بھیجا کہ ان کے خرچ کا حساب ہمارے ذمہ ہے اگر پانچ روز بھی اُٹھیں تو کچھ مضائقہ نہیں ہم دیں گے لیکن یہ شرط ہے کہ میاں صاحب بلا اجازت ہمارے کہیں چلے نہ جاویں ایک روز پچھلی

Marfat.com

باتوں کا ذکر آ گیا اپنے والد بزرگ وار کو یاد کر کے روتے رہے ہم نے کہا کہ مولوی صاحب آپ کو وہ دن بھی یاد ہے کہ مولوی صاحب نے تھپڑ مارا تھا اور آپ کی دستار فضیلت دور جاپڑی تھی ہنسنے لگے اور فرمایا کہ خوب یاد ہے وہ عجب زمانہ تھا اور وہ قصہ اس طرح تھا کہ مولوی فضل امام صاحب نے ایک طالب علم کو فرمایا کہ جاؤ فضل حق سے سبق پڑھ لو وہ آیا غریب آدمی بدصورت عمر زیادہ علم کم ذہن کند یہ نازک طبع ناز پرور وہ جمال صورت و معنی سے آراستہ چودہ برس کا سن و سال نئی فضیلت ذہن میں جودت بھلا میل ملے تو کیسے ملے اور صحبت رات آوے تو کیوں کر آوے تھوڑا سبق پڑھایا تھا کہ بگڑ گئے جھٹ اس کی کتاب پھینک دی اور برا بھلا کہہ کر نکال دیا وہ روتا ہوا مولانا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا حال بیان کیا فرمایا کہ بلاؤ اس خبیث کو مولوی فضل حق صاحب آئے اور دست بستہ کھڑے ہو گئے مولانا صاحب نے ایک تھپڑ دیا ایسے زور سے کہ ان کی دستار فضیلت دور جاپڑی اور فرمانے لگے کہ تو تمام عمر بسم کے گنبد میں رہا ناز نعمت میں پرورش پائی۔ جس کے سامنے کتاب رکھی اس نے خاطر داری سے پڑھایا طالب علموں کی قدر و منزل تو کیا جانے اگر مسافرت کرتا بھیک مانگتا اور طالب علم بنتا تو حقیقت معلوم ہوتی ارے طالب علمی کی قدر ہم سے پوچھ ؎

درازیٔ شب از مژگان من پرس … کہ یک دم خواب در چشم نگشت است

خبردار تم جانو گے اگر آئندہ ہمارے طالب علموں کو کچھ کہا یہ چپ کھڑے روتے رہے کچھ دم نہ مارا خیر قصہ رفع دفع ہوا لیکن پھر کبھی کسی طالب علم کو کچھ نہیں کہا ایک روز کا ذکر ہے کہ مولوی فضل حق صاحب نے ایک قصیدہ عربی زبان میں امراء القیس پر قصیدہ لکھا اور مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کی خدمت میں لائے شاہ صاحب نے ایک مقام پر اعتراض کیا اس کے جواب میں انہوں نے بیس شعر متقدمین کے پڑھ دیئے مولوی فضل امام صاحب نے فرمایا کہ بس حد ادب۔ انھوں نے جواب دیا کہ حضرت یہ کوئی علم تفسیر و حدیث تو ہے نہیں فن شاعری ہے اس میں بے ادبی کی کیا بات ہے شاہ صاحب نے فرمایا کہ برخوردار تو سچ کہتا ہے مجھ کو سہو ہوا تھا غرض ہم رام پور میں مہینہ بھر تک مولوی صاحب کے مہمان رہے۔

Marfat.com

نماز پڑھتے نہیں تسبیح پڑھتے ہیں

ایک روز ارشاد ہوا کہ رام پور میں مایں سجاں شاہ صاحب سے ملاقات ہوئی انہوں نے نہایت خاطر و مدارت سے اپنے مکان پر ٹھہرایا ہم نے ان کو نماز پڑھتے کبھی نہیں دیکھا مگر ہر وقت تسبیح ہاتھ میں اور باوضو درود شریف پڑھا کرتے تھے ان کی نسبت ایسی تھی کہ جب کوئی مشائخ ان کے کوچہ میں جانکلتا تو اس کی کیفیت سرد ہو جاتی چنانچہ مشائخوں کا قول تھا کہ اس بدعتی فقیر کے کوچہ میں جانے سے قلب پر تاریکی چھا جاتی ہے ایک دن کا ذکر ہے کہ ایک نابینا ان کی خدمت میں آیا اور ارادت ظاہر کی شاہ صاحب نے کہا بھلا حافظ جی تم کب سے نابینا ہوئے ہو کہا کہ نو برس کی عمر میں چیچک نکلی تھی جب سے آنکھیں جاتی رہیں ہیں پھر پوچھا آنکھیں کس نے کھوئیں حافظ جی نے کہا اللہ نے شاہ صاحب نے کہا ارے عقل کے دشمن جس نے تیری آنکھیں کھوئیں تیرے ماں باپ کو مارا اور تیرے فکر میں ہے ایسے دشمن کو کیوں تلاش کرتا ہے خبردار اس خبط میں مت پڑ یہ باتیں سن کر وہ گالیاں دیتا چلا گیا ایک دن شاہ صاحب سے کسی نے پوچھا حضرت آپ نماز تو پڑھتے نہیں مگر تسبیح رکھتے ہیں اس کی کیا ضرورت ہے۔ جواب دیا کہ میاں عبرت کے لیے کیوں کہ امام کے دودھاگے ہیں اور مقتدی کے ایک اس لیے میں چاہتا ہوں کہ امامت واقتدار دونوں سے بچوں وہ شخص لاحول پڑھ کر چلا گیا۔ ایک روز مفتی صدار درالدین صاحب صدر اصلد وسجان شاہ صاحب کے پاس تشریف لائے مفتی صاحب کی عادت تھی کہ ہر وقت تسبیح پڑھتے مفتی صاحب کیا اب تک آپ کا شک رفع نہیں ہوا مفتی صاحب نے سکوت کیا کئی بار پوچھا کچھ نہ دیا جب مفتی صاحب تشریف لے گئے تو جواب میں ہم نے کہا کہ میاں صاحب آپ نے کیا لچر سوال کیا تھا وہ عالم متبحر تھے اگر چاہتے تو ہزار طرح سے جواب دیتے مگر وہ اپنی کسر شان سمجھے ورنہ میدان سخن تنگ نہ تھا ان کی پختگی تو دیکھو آپ نے بہت ہی سر مارا لیکن انھوں نے

اپنی عادت کو ترک نہ کیا اب میں ان کی طرف سے جواب دیتا ہوں یہ تو فرمایئے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ نماز میں اِھْدِ نَا الصِّرَ طَ الْمُسْتَقِیْمَ کیوں پڑھتے تھے اور ہر نماز کے بعد تین بار استغفار کس واسطے کہا کرتے تھے کیا حضرت کو کچھ شک تھا شاہ صاحب نے جواب دیا کہ حضرت کو کچھ شک نہ تھا بلکہ مراتب اعلیٰ کی ترقی کے لیے طلب ہدایت تھی اور مراتب حاصل شدہ کی نسبت استغفار ہم نے کہا کہ بس یہی مقصد ہمارا بھی ہے اگر ہم نے رسول خدا کی متابعت کی تو کیا قباحت لازم آئی نہ خدا کی کوئی حد نہ اس کی طلب کی کچھ انتہا۔

اندرون از طعام خالی دار تادر نور معرفت بینی

ہمارے پیر بھائی نے جواب دیا کہ صاحب ایسے خدا کو سلام ہے جورات کی روٹی سے بھاگ جائے ہم تو دونوں وقت کھائیں گے خواہ آپ اپنے مکان پر رہنے دیں خواہ نہ رہنے دیں شاہ صاحب ہنسے اور بھنڈاری سے کہا کہ بھائی یہ فقیر نہیں مانیں گے ان کو دونوں وقت روٹی دو ہمارے پیر صاحب باوجود خوب کھانے کے محنتی بھی ایسے تھے کہ شام سے بیٹھتے تو صبح کر دیتے تھے۔

◎◎◎

قلب شق ہو گیا اور مر گیا

ایک روز ارشاد ہوا کہ رام پور میں لین دروازہ کے باہر باغ میں میاں حبیب اللہ شاہ صاحب ابوالعلائی رہتے تھے ہم بھی ایک دن ان کی ملاقات کو گئے دیکھتے ہی پتھر اٹھایا اور ہماری طرف دوڑے ہم نے کہا کہ تم اپنا پتھر تو رہنے دو۔ ہم تمہارے پیر اور دادا پیر سے بھی مل آئے ہیں اگر تم نہیں ملتے نہ ملو کوئی مطلب دین و دنیا کا لے کر ہم تمہارے پاس نہیں آئے۔ بولے کہ خیر آ جاؤ پھر تو آمد و رفت ہو گئی چوں کہ مولوی حبیب اللہ شاہ بڑے صاحب ذوق وشوق تھے ان کے پاس طبیعت گرم ہو جاتی تھی اور سبحان شاہ کے پاس سرد۔ ایک دن

Marfat.com

ایک مسافر طالب خدا میاں حسین اللہ شاہ کی خدمت میں آیا اور بزرگان دین کی شکایت شروع کی کہ بغداد گیا۔ مدینہ گئے اجمیر کی خاک چھانی زندہ مردہ سب دیکھے نہ کچھ ان میں تھا نہ ان میں ہے

مکے گئے مدینہ گئے کربلا گئے جیسے گئے تھے ویسے ہی چل پھر کے آ گئے

◎◎◎

فوجی دستے کو قتل کا حکم اور ۱۸۵۷ء میں قلندر کو پھانسی نہ لگی

ایک روز ارشاد ہوا ہم دو برس تک رام پور میں رہے وہاں سے چل کر پھر تگری میں آئے دیکھا کہ میاں غلام محی الدین کے دولڑکے موجود ہیں ایک کھیلتا تھا دوسرا گود میں تھا ہم نے شکر خدا کیا وہاں سے چل کر میرٹھ آئے اور چند روز ٹھہرے یہاں ایک مجذوب شتر خانہ کے قریب رہتے تھے ہم بھی ان کے پاس جایا کرتے تھے ایک دن گوروں کا رسالہ اُدھر سے گذرا ایک افسران میں سے جدا ہو کر میاں صاحب کے پاس آیا اور گلے لگ کر رونے لگا پھر دو چار باتیں کر کے چل دیا ہم نے پوچھا کہ میاں صاحب یہ کیوں روتا تھا اور آپ سے کیا کہتا تھا فرمایا کہ یہ بھی خدا تعالیٰ کا ایک بھید ہے۔ ہم نے کہا کہ یہ ہم خود بھی جانتے ہیں کہ بھید ہے لیکن بتلائیے کہ وہ بھید کیا ہے۔ کہنے لگے کہ یہ افسر کہتا تھا کہ اس رسالہ کے قتل کا حکم ہوا ہے ہم میں سے بہت لوگ مارے جائیں گے۔ اور بہت کشف وخون ہوگا آپ دعا کریں میں نے کہا کہ حکم قطعی ہو چکا ہے اب دم مارنے کی جگہ نہیں راضی برضا ہو اس وقت تک بالکل امن وامان تھا چند روز بعد ہم وہاں سے بابری چلے گئے اس سے ایک مہینے بعد یکا یک غدر شروع ہو گیا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب کسی قدر عذر فرو ہوا تو مجرموں کو انگریزوں نے پھانسی دینی سروع کی ہم کو بھی ایک انگریز نے جو تحقیقات کرتا تھا بمقام شاملی طلب کیا اور پوچھا کہ جب یہاں لڑائی ہوئی اور تحصیل وتھانہ پر لوگوں نے یورش کی تو تم کہاں تھے۔ ہم نے کہا کہ

Marfat.com

صاحب ہم تو بابری میں تھے اور ان دنوں میں ہم کو بخار آتا تھا بولا کہ تم گھبرائے ہوئے کیوں ہو۔ ہم نے کہا کہ صاحب گھبرانے کی بات یہ ہے کہ آپ حاکم ہیں آپ نے بلایا ہم فوراً دوڑے چلے آئے اب تک کھانا بھی نہیں کھایا دوسرے یہ اندیشہ ہے کہ دیکھئے آپ کیا حکم دیں بولا کہ سنو صاحب ہم ظلم نہیں کرتا اور خواہ مخواہ کسی کو نہیں ستاتا جس کی نسبت تمہارے بھائی بند قسم کھا کر گواہی دیتے ہیں کہ یہ مجرم ہے اسی کو ہم سزا دیتا ہے اس میں ہمارا کچھ قصور نہیں اگر جھوٹ بولا تو یہ عذاب ان کے سر پر ہوگا پھر آپ نے خانساماں کو بلا کر کہا کہ ان کو کھانا کھلاؤ وہ ہم کو اپنے پاس لے گیا اتفاق سے اس صاحب کا بچہ نہایت بے چین ہو رہا تھا برابر روتا تھا زبان تالو سے نہیں لگتی تھی کسی شخص نے صاحب سے کہہ دیا کہ جس کو آپ نے بابری سے بلایا ہے وہ بہت بزرگ آدمی ہے اس بچہ پر دعا پڑھ دے گا تو یقین ہے کہ اس کو جلد آرام ہو جائے گا اس نے آیا کہ ہاتھ بچے کو ہمارے پاس بھیجا ہم نے کچھ پڑھ کر دم کر دیا خدا کی قدرت بچہ اسی دم چپ ہو گیا صاحب اور میم دونوں اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے پھر ہم کو بلا کر کہا کہ آپ کو اختیار ہے جہاں چاہو چلے جاؤ کوئی مزاحم نہیں ہم وہاں سے رخصت ہو کر بابری آئے اور بعد چندے سونی پت چلے گئے۔

◎◎◎

فقیر کامل۔ سیّد احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کشمیری

ایک روز ارشاد ہوا کہ بعد سیر امصار و دیار کے ہم نے سونی پت آ کر میر اعظم علی شاہ صاحب قبلہ کے مزار پر چھ مہینے تک قیام کیا وہاں مولوی محب اللہ صاحب پانی پتی سے ملاقات ہوئی ہم نے کہا کہ مولوی صاحب کسی فقیر کامل کی خبر دو۔ انھوں نے کہا کاشمیر میں سیّد احمد شاہ صاحب نہایت کامل و آزاد منش درویش ہیں میرا ابھی جانے کا ارادہ ہے اگر آپ کا عزم ہو تو باتفاق چلے چلیں ہم نے کہا کہ پہلے اپنے حال کا ایک عریضہ لکھ کر ہم کو دیتے ہیں جو کچھ اس کا جواب آئے گا اس پر عمل کیا جائیگا چنانچہ مولوی صاحب عریضہ لے گئے جس کا جواب شاہ صاحب نے یوں تحریر فرمایا کہ میں تو اس قابل نہیں ہوں ہاں اگر آپ تشریف

Marfat.com

لائیں تو شاید آپ کی ذات سے مجھ کو کچھ فائدہ ہو جائے اس کے بعد ہم نے مصمم ارادہ کر لیا کہ پچیس روپیہ جمع ہو جائیں۔ تو چل دیں مگر یہ کیوں کر ہوتا ۔

قرار در کف آزاد گان نگیرد مال　　نہ صبر در دل عاشق آب در غربال

ایک مدت کے بعد کچھ روپیہ جمع ہوا تو قصد کشمیر کیا سونی پت سے چل کر بستم شعبان ۱۵۷۸ء ہجری کو پانی پت پہنچے نو دس دن ماہ صیام میں باقی تھے دل میں آیا کہ یہ ایام یہیں بسر کریں رمضان شریف کی پانچویں تاریخ تھی کہ مولوی محبّ اللہ صاحب اور منشی فضل رسول صاحب کا خط آیا کہ سیّد احمد صاحب اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون' یہ خبر پا کر ہم نے ارادہ ملتوی کیا اور قلندر صاحب کے حجرہ میں رہنے لگے مشیت ایزدی یہی تھی کہ پانی پت میں قیام ہو۔

◎◎◎

بیوی کی مار پڑتی اور صبر کر لیتے

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت عبد القدوس گنگوہی کا ایک مرید دہلی کو جانے لگا بوقت روانگی عرض کیا کہ حضرت دہلی کے شاہ ولایت کا پتا بتلا دیجئے اِن سے ملوں آپ نے فرمایا کہ عصر کے وقت فلاں بازار میں لکڑیوں کا ایک گٹھ لے کر آئے گا اور یہ شکل وشباہت ہے' جب یہ شخص دہلی پہنچا بموجب نشان کے پایا اور دور سے کھڑا ہوا دیکھتا رہا اتنے میں ایک سپاہی نے گٹھے کی قیمت پوچھی یہ بولے کہ چار ٹکے اور چار کوڑی وہ بلا کر لے گیا۔ لکڑیاں ڈلوالیں اور چار ٹکے حوالے کیے چار کوڑی پر تکرار ہوئی سپاہی نے مار پیٹ کر نکال دیا ناچار گھر پہنچ کر اور وہ چار ٹکے بیوی کو دیئے وہ جھلائی اور ان کی خوب درستی کی تھوڑی دیر بعد سر سہلاتے ہوئے باہر نکلے تو اس مرید گنگوہی نے جو اس تمام معاملات سے متعجب کھڑا تھا پوچھا کہ حضرت آپ کا ایسا تو عالی مرتبہ اور یہ کیفیت اوقات کیا بھید ہے' جواب دیا کہ میاں یہ رتبہ ہم کو اسی نیک بخت تند مزاج بیوی کے طفیل سے نصیب ہوا ہے کیوں کہ ہمیشہ اس کے ظلم سہتا اور صبر کرتا ہوں میرا یہ دستور ہے کہ جب لکڑیاں لاتا ہوں تو اس سے دریافت کرتا

Marfat.com

ہوں کہ بول آج کتنے کو بیچوں جو کچھ وہ کہہ دیتی ہے۔ تعمیل کرتا ہوں اگر اس میں فرق پڑا تو میرا یہ حال ہوتا ہے جو تم نے دیکھا آج چار ٹکے اور چار کوڑی کی فرمائش ہوئی تھی جس کے لیے دو جگہ کی مار بھگتنی پڑی ۔

راجہ دکھیا پرجا دکھیا جوگی کو دکھ دو ناری
کہے کبیر سنو بھائی سادھو کوئی مند نہیں سونا ری

◎◎◎

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت محمدؐ کا سلام

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب شیخ جلال تھا تیسری رحمۃ اللہ علیہ بعد حج مدینہ منورہ میں پہنچے اور بوقت معاودت حصول رخصت کے واسطے روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوئے تو آواز آئی کہ اپنے پیر بدعتی کو ہمارا اسلام کہہ دینا جب شیخ جلال اپنے پیرومرشد کی خدمت میں پہنچے تو عرض کی بوقت رخصت رسول مقبول سے یہ آواز آئی تھی کہ اپنے پیر سے ہمارا اسلام کہہ دینا یہ سن کر حضرت عبدالقدوس بولے کہ نہیں جس طرح ارشاد ہوا ہے وہی الفاظ کہو آپ نے بحکم الامر فوق الادب اسی طرح بیان کیا یہ سنتے ہی حضرت کو ایک حالت وجد پیدا ہوئی اور بار بار حافظ کے اس شعر کو پڑھتے رہے ۔

بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی   جواب تلخ نے زبید لب لعل و شکر خارا

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب مولانا رکن الدین خلف حضرت عبدالقدوس گنگوہی نے علوم ظاہر کی تحصیل سے فراغت پائی اور دستار فضیلت بندھی تو ایک شخص نے حضرت عبدالقدوس کو مبارکباد دی فرمایا کہ کیا تم اس بات کی مبارکباد دیتے ہو کہ رکن الدین کسی خاکروبہ پر عاشق ہوا ہے اور ان کی نسبت نہایت ناراضی اور غصہ کے الفاظ فرمائے شیخ جلال

الدین صاحب نے ادب سے عرض کیا کہ حضرت صاحبزادہ کے حال پر بجائے خفگی ایسی عنایت ہی کیوں نہیں ہوتی کہ پاک وصاف ہو جاویں غرض صاحبزادہ بلائے گئے حکم ہوا کہ ہمارے پاؤں دباؤ جب وہ پاؤں دبانے بیٹھے تو حضرت نے اپنے کف پا کو ان کے سینہ پر ملنا شروع کیا وہ بولے کہ حضرت حدیث میں آیا ہے کہ حافظ قرآن اور عالم کے سینہ پر مہر نبوت ہوتی ہے۔ فرمایا کہ ہاں اس کو مٹاتا ہوں۔ پھر آپ نے نقاب اٹھا کر ایک نظر ان پر ڈالی تو لوٹ پوٹ ہو گئے اور بے ساختہ یہ رُباعی زبان پر جاری ہوئی۔

◎◎◎

رُباعی

عاشق و عشق و بت و بتگر و عیار یکے است　　کعبہ و دیر و مساجد ہمہ جایا ریکھے ست
گرد رائی بہ چمن وحدت ویکرنگی بین　　کہ درآن عاشق و معشوق وگل وخار یکے ست

جب یہ حال دیکھا تو حضرت عبدالقدوس نے شیخ جلال کو جو کہ آپ کے خلیفہ تھے ارشاد کیا کہ رکن الدین کو ہر روز گوشت مرغ کھلاتے رہو تا کہ حالت فرو ہو جاوے۔

یک زمانہ صحبتے با اولیا　　بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
گر تو سنگ خارہ و مرمر بوی　　چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی
نا[1] سکھ گھوڑے پالکی نا چتر کی چھانہہ　　یا سکھ ہر کی بھگت میں یا سکھ سنتو مانہہ
سر[2] پر زیر ناگ پر تینوں پرون سکھ نہہ　　یا سکھ ہر کی بھگ میں یا سکھ سنتو مانہہ

[1] (۱) (سکھ۔ ارام چھانہہ۔ سایہ۔ خدا۔ بھگت یاد۔ سنت۔ فقیر۔ یعنی آرام نہ گھوڑے پر نہ پالکی میں نہ سایہ چتر میں آرام ہے تو خدا کی یاد میں ہے یا صحبت فقیرا میں ۱۲)۔ [2] (۲) (سر پر۔ عالم بالا زیر عالم ملک یعنی زمین ناگ پر تحت الثری یعنی عالم بالا اور زمین اور تحت الثری ان تینوں جگہ میں آرام نہیں اگر ہے تو خدا کی یاد میں یا فقیرا کی صحبت میں ۱۲)۔

Marfat.com

قلندر صاحب قبر سے باہر آ گئے

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک طالب عبدالقادر نام کسی رسالہ میں ملازم تھے انہوں نے اپنے مرشد سے دریافت کیا کہ مجھ کو کچھ فیض ہوگا یا نہیں مرشد نے ایک ترکیب استخارہ کی بتلائی تو ان کو معلوم ہوا کہ ایک شیر نے میرا پیٹ چاک کیا اور تمام آنتیں وغیرہ کھا گیا صبح کو پیر کے سامنے حال بیان کیا انہوں نے کہا کہ تم کو کسی مجذوب سے فیض ہوگا اتفاقاً کچھ مدت بعد ان کا رسالہ پانی پت میں آیا بعد عشاء خیال ہوا کہ قلندر صاحب کی زیارت کر لینی چاہیے ایسا نہ ہو کہ کل کو رسالہ کا کوچ ہو جاوے کوئی بارہ بجے کے قریب آئے اس وقت مزار کا دروازہ مقفل تھا باہر کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھنے لگے آواز آئی کہ عبدالقادر اندر چلے آؤ۔ عرض کی کہ حضرت دروازہ مقفل ہے پھر آواز آئی کہ تمہارے واسطے نہیں ہے آ جاؤ ہاتھ لگایا تو قفل کھل گیا اندر جا کر دیکھتے ہیں کہ قلندر صاحب قبر پر سوار ہیں اور ایک پیالہ دودھ سے بھرا ہوا رکھا ہے اول اس میں سے قلندر صاحب نے خود پیا پھر ان کی طرف اشارہ کیا کہ لو عبدالقادر پیو یہ بھی پی گئے قریب صبح باہر نکلے تو ایک جاروب کش نے جو کہ بارہ برس سے مزار فیض آثار کی جاروب کشی میں مصروف تھا چشم بصیرت سے ان کی حالت کو دیکھا اور بولا کہ دہائی ہے خدا کی کہ بارہ برس والے کا تو خیال نہ ہوا اور ایک رات والا دولت قلندری لوٹ لے چلا عبدالقادر کی زبان سے نکلا کہ داتا دے اور بھنڈاری کا پیٹ پھٹے۔ کہنا تھا کہ جاروب کش کا پیٹ پھٹا اور وہ مر گیا قلندر صاحب نے ان کو پھر بلایا اور فرمایا کہ کیوں صاحب پہلے ہمارے ہی آدمی پر وار کیا اب تمہاری زبان پہلی سی نہیں رہی ذرا سوچ سمجھ کر بات کیا کرو انہوں نے عرض کیا کہ حضور سے تلار عنایت ہوئی تو اس کی آزمائش بھی ضرور تھی پھر عبدالقادر قلندر ایک گوشہ صحرا میں جا بیٹھے اور جاروب کش دفن کیا گیا چنانچہ اس کی قبر قلندر صاحب کے والدین کے مقبرہ میں شکم پاک موجود ہے بند کرنے سے بند نہیں ہوتی۔

Marfat.com

ایک روز کسی شخص نے عدم حصول کی شکایت پیش کی تو حضرت قبلہ نے فرمایا کہ ہم کو ایک نقل یاد آئی کہ حضرت عبدالحق ردولی رحمۃ اللہ علیہ تشنگی طلب میں جا بجا پھرتے رہے مخدوم جلال الدین کبیر الاولیاء کا نام سن کر پانی پت میں آئے اس وقت مخدوم صاحب قوالی سن رہے تھے چونکہ حضرت عبدالحق عالم باعمل اور متبع شریعت غرا تھے یہ بدعت دیکھ کر واپس چل دئے دن بھر قطع مسافت کی شام کو پہنچے تو وہی پانی پت تین روز یہی کیفیت رہی چوتھے دن چلے تو جنگل میں ایک آدمی نظر آیا اس سے پوچھا میاں ہم راہ بھول گئے ہیں ہم کو راہ بتا دو وہ بولا کہ صاحب راہ تم ڈھونڈتے ہو وہ تو مخدوم جلال الدین کے دروازہ پر ہے آخر واپس ہوئے اور مخدوم صاحب کی خدمت میں آ کر بیعت کی مخدوم صاحب نے اسی دم خرقہ خلافت عطا فرمایا اور رخصت کیا شاہ عبدالحق صاحب نے عرض کی کہ حضرت مجھ کو تو کچھ بھی علم وانکشاف نہ ہوا فرمایا کہ صاحب جو حکم تھا ہم اس کی تعمیل کر چکے آگے کھلنا نہ کھلنا خدا کے اختیار ہے ہمارے بس کی بات نہیں۔

اوست مرہر بادشہ را بادشا حکم اُورا یفعل اللہ ماشا

اس کے بعد شاہ عبدالحق چالیس برس تک فقیروں کے پاس پھرتے رہے لیکن کچھ حصول نہ ہوا ناچار مرنا اختیار کیا اور ایک قبر کھود کر اس کے اندر بیٹھ گئے صرف ایک سوراخ آمد ہوا کے لیے رکھا باقی تمام منفذ بند کر کے چلہ کیا بفضل خدا کشایش مقصود ہوگئی ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔

آب کم جو تشنگی اور بدست تا کہ جوشد آب از بالا و پست

پس اسی پر قیام کر لو ہم کو جو بتلانا تھا بتلا چکے اگر تم کو کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوا تو چھوڑ دو۔ نقل ہے کہ حضرت ذوالنون مصری کے ایک مرید نے بیجا صلی کا گلہ کیا آپ نے فرمایا جو کچھ پڑھتے ہو سب چھوڑ دو۔

ما بے سروپائم تو ہم بے سروپا باش بگذار نمد تکیہ و بے تکیہ گدا باش

اس نے سب درد وظائف ترک کئے لیکن عشاء کی نماز کے صرف چار فرض پڑھ کر سو رہا خواب میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی فرمایا کہ گھبراؤ مت اور

Marfat.com

اپنے پیر قطاع الطریق سے کہدو کہ تم لوگوں کو گمراہ کرتے ہو یا ہدایت صبح دم کیفیت معاملہ حضرت ذوالنون سے گذارش کی بولے کہ شاید تم نے فرض پڑھے تھے ارے کمبخت اگر فرض بھی نہ پڑھتا تو خود سرکار تشریف لاتے خیر اب ہم کچھ نہیں کہہ سکتے زبردست کا واسطہ درمیان ہے تم جانو اور وہ جانیں۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جہانگیر بادشاہ کو شاہ حسین ڈھڈھا کی زیارت کا اشتیاق پیدا ہو جو لکڑی کا ایک گھوڑا بنائے اس پر سوار پھرا کرتے تھے وزرا نے کہا کہ حضور وہ تو لڑکوں میں کھیلتا رہتا ہے اس کے پاس جانا مناسب نہیں۔ اتفاقاً رات کے وقت وہ فقیر محل شاہی کے جھروکے کے تلے آ نکلے کسی نے بادشاہ کو خبر دی اس نے جھٹ پٹ کمند لٹکا دی اور شاہ صاحب کو اوپر کھینچ لیا اس وقت بادشاہ نے پوچھا کہ بھلا خدا آپ کو کیسے ملا کہا جیسے تو۔ بادشاہ بولا میں کیسے ملا کہا کہ جیسے خدا تب بادشاہ نے کہا کہ اس معمہ کا مطلب سمجھایئے فرمایا کہ سنو اگر میں تم سے ملاقات کرنی چاہتا تو پہلے دربانوں سے ملتا پھر اہلکاروں کی التجا کرتا پھر نہیں معلوم کہ اس وقت کے عبد بھی آپ کا جی ملنے کو چاہتا یا نہ چاہتا لیکن جب خود تمہارا جی چاہتا تو بے راہ گھسیٹ لیا کسی کو خبر نہ ہوئی ۔

کیسی گلی رقیب کیا طعن اقربا   تیرا ہی جی نچاہے تو باتیں ہزار ہیں

اس حکایت کے بعد جناب وقبلہ نے فرمایا کہ اسی طرح فقیرا کی دوقسمیں ہیں۔ ایک اکتسابی جو درجہ بدرجہ سلوک طے کرتے ہیں اور ایک وہبی کہ جذبہ غیبی ان کو آن میں کھینچ لیتا ہے ۔

جب [1] لاگیں برہن کے چاؤ!   پچھوا دیکھیں نہ پروا باو!

[1] (۱) (یعنی جب عشق کی برسات ہونے لگتی ہے تو پروا پچھوا کی ہوا سے نہیں رکتی فضل اللہ یؤتیہ من یشاءً ۱۲)

ایک روز ارشاد ہو کہ میاں کلن شاہ حصرت مرزا جان جانان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید بلکہ خلیفہ تھے۔ جب حج کو چلے تو راہ میں خیال آیا کہ مرد خدا کو تلاش کرنا چاہیے ۔

گفت حق اندر سفر ہر جا روی   باید اول طالب مردے شوی

Marfat.com

گر سفرداری بدین نیت برو در حضر باشدازیں غافل مشو
دربدری گردو مے روکر بکو بوکہ آزادت کند صاحبدلے
تاتوانی زاولیا رو برمتاب جہد کن واللہ اعلم بالصواب

غرض جہاں جاتے یہ ہی تلاش رہتی جب مکہ اور مدینہ کی زیارت سے واپس ہوکر سورت میں پہنچے تو جنگل میں ایک بزرگ سے ملے جو خضر وقت تھے۔

ہمچو اسرافیل کا وارش بفن مردگان راجان در آرد در بدن
اولیارا در درون ہم نغمہ ہاست طالبان رازان حیات بے بہاست
ہین کہ اسرافیل وقت انداولیا مردہ راز یشان حیات ست و نما
جانہائے مردہ اندر گورتن برجہدر آواز شان اندر کفن
یک زمانے صحبتے بااولیا بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
گر توسنگ خارہ و مرمربوی چون بصاحب دل سی گوہر شوی
مہریا کان درمیان جاں نشان تن مدہ الابمر دل خوشان
دل ترادر سوئے اہل دل کشد تن ترادر حبس آب و گل کشد
ہیں غذائے دل بدہ از ہمدلی رو بجو اقبال را از مقبلی
دست زن در ذیل صاحب دو ملے تاز افضا نش بیابی دولتے
صحبت صالح ترا صالح کند صحبت طالع ترا طالح کند

کئی مہینے تک ان کے پاس رہے ایک دن ان بزرگ نے فرمایا کہ آج تمہارے پیر کو ایک شخص نے قرابین سے شہید کیا ہے جنازہ کی تیاری ہے اگر نماز پڑھنی چاہو تو ہم پہنچا دیں میاں کلن شاہ نے عرض کیا کہ بہت اچھا انہوں نے سر پر ہاتھ رکھا تو شاہ صاحب دہلی داخل ہوئے یار دوستوں سے ملے جنازہ کی نماز پڑھی جب فارغ ہوئے تو انھوں نے سر پر سے ہاتھ اٹھالیا پھر وہیں موجود تھے چندروز کے بعد عرض کیا کہ حضرت میرا ارادہ وطن کا ہے فرمایا کہ اچھا رخصت تین باتوں میں سے ایک بات اختیار کرو اگر اپنے جیسا بننا چاہتے ہو تو دہلی تک پہنچتے پہنچتے ہوجاؤ گے اور جو مجذوب ہونا چاہتے ہو تو ابھی لو اور اگر ہم جیسا ہونا

چاہتے ہو تو ایک سال ہمارے پاس رہو اب تم سمجھ لو یہ تیر لگا ہوا پھر کسی سے نکلنے کا نہیں میاں کلن شاہ نے جواب دیا کہ حضرت جو ہونا ہے اسی وقت عنایت ہو جائے کہا بہت اچھا لو۔ دفعتہً جو القا کیا تو ہوش و حواس جاتے رہے۔

ست گر ایسا چاہیے جو صقلی گر سا ہو — جنم جنم کے مورچے جو پل میں دیوے کھو
نین چھپائے نا چھپیں پٹ گھونگٹ کی اوٹ — چتر نار اور سورماں کریں لاکھ میں چوٹ
ست گر میرا سورما کرے شبد کی چوٹ — مارے گولہ پریم کا ڈھے بھرم کا کوٹ
سات پانچ گر کیجئے لوئی — بھرم مٹا دئے ست گر سوئی
چشم بتو آفتا دو وجو دم ہمہ حک شد — ہر چیز کہ درکان رفت نمک شد
پریم گلی میں گھل گیو جیسے نیر میں لون — لوں گلا پانی بھیا پنھ بتادے کون
چلے پوتلی لونکی تھاہ سندھ کا لین — آپ ناتھ آپون ملے پھر کو کہے جو بین
این چنین جویائے درگاہ خدا — چون خدا آید شود جوینده لا
سالکان دانند درمیدان درد — تافنائے عشق با مردان چہ کرد
سالہا بردنند مسردان انتظار — تا یکے را بارسد ازصد ہزار
چون پس از عمرے بمقصودے رسید — غرق حیرت گشت مقصودے ندید

میاں کلن شاہ کے ساتھی ان کو لے کر دہلی میں حکماء سے علاج کرایا کچھ نہ ہوا۔ مرزا صاحب کے خلفاء جمع ہوئے تاکہ نسبت کو سلب کرلیں۔

اندرنون جوش جنون ہے تیرے دیوانہ کو — لوگ ہر سو سے چلے آتے ہیں سمجھانے کو

ہر چند کوشش کی مگر کیا ہوتا تھا بلکہ الٹا اثر پڑنے لگا یعنی میاں کلن شاہ کی نسبت ان پر غالب آنے لگی پھر تو سب ڈرے کہ ایسا نہ ہو کہیں ہمارا بھی یہی حال ہوئے ناچار ان کو خانقاہ سے بایں حیلہ نکال دیا کہ یہ پابند شرع نہیں رہا ایک شخص ان کو کوٹ پوتلی لے آیا اور وہیں آپ کا انتقال ہوا۔

◎◎◎

Marfat.com

گالیاں سُنکر بھی فقیری دیدی

ایک روز ارشاد ہوا کہ شاہ جہاں پور میں ایک بزرگ بالا خانہ پر رہا کرتے تھے تعویذ گنڈے پر گذر اوقات تھی اکثر عورتیں بچے ان کے پاس آتے۔ایک سپاہی بھی ان کے ہمسایہ میں رہتا تھا وہ ہمیشہ ان کو برا کہتا اور گالیاں دیتا کہ یہ فقیر بڑا ٹھگ مکار فریبی بدمعاش ہے کچھ عرصہ کے بعد فقیر صاحب کو عارضہ اسہال لاحق ہوا سپاہی نے بیماری کا حال سنا دل میں سوچا کہ میں اس فقیر صاحب کو ہمیشہ گالیاں دیتا رہا لیکن اس نے مجھ کو اپنی زبان سے کبھی کچھ نہیں کہا چلیں اس کی خدمت گذاری کریں اور اپنا قصور معاف کرالیں خیر گالیاں ہم نے دیں تو خدمت بھی ہم کو کرنی چاہیے اوّل تو عذر تقصیر کیا۔پھر خدمت شروع کی اور جیسا کہ چاہیے حق خدمت ادا کیا آخر اس فقیر کا دم آخر آ پہنچا تو سپاہی سے فرمایا کہ ہمارا صندوق کھولو اس نے کھولا۔ایک صدری ایک تہ بند ایک ٹوپی نکال کر سپاہی کے حوالے کی اور کہا کہ یہی تین چیزیں مرشد نے ہم کو دی تھیں سو ہم تم کو دیتے ہیں اتنا کہہ کر جان بحق ہوئے کفن دفن کر کے فارغ ہوا تو سپاہی کو نہایت رنج ہوا۔ بروز سوم بہت آدمی جمع ہوئے بعد فاتحہ لوگوں نے کہا میاں صاحب نے جو چیز تم کو دی ہے۔اس کو ایک دفعہ پہن لو پھر اتار کر رکھ دینا یہی طریقہ بزرگوں سے چلا آتا ہے سپاہی نے غسل کیا اور وہ خلعت پہنا تو کچھ اور ہی رنگ نظر آیا۔

نکل آئی پربت کو رائی سرسوں پھول آنکھوں میں
واہ گرو جی خوب پلائی سرسوں پھولی آنکھوں میں

اپنا گھر بار چھوڑ کر اسی بالا خانہ پر جا بیٹھے اور کام جوان کے پیر کرتے تھے وہی میاں سپاہی کرنے لگے

تن پہ بھسم لگائی جٹا بڑھائی دودھا دھاری نکن کہری

پن کشٹی کایا کھوج نپایا جنم جنم کئے بار مری

؎ (ا) (بہم راک۔ چتا بال دودھ دھاری ایک قسم کے فقیرا ہنودرین کشٹی ثواب کرنے والا۔ کایا جسم کہوج پتا بھو بہت تیرتھ زیارت گاہ سیوی پوجا گری۔ کام کاج سری نکلی۔ گروم شد بلہاری۔ قربان۔ نمون سلام۔ بھو بہت ساگر دایا۔ یعنی اگر کوئی شخص راک لگا دے اور بال بڑھاسے اور دودھ دھاری بنجادے اور جسم سے ثواب کرے ہر قسم کے اور پوجا کرنے زیارت گاہوں میں مثل دریائے گنگ اور تالاب بہوئی کے اور ہزاروں دفع مرکی زندہ ہو مگر بغیر کامل کے کام نہیں نکلتا۔ قربان جاؤں پیر کے اور سلام کرتا ہوں میں ان کو کہ بہت دریاؤں سے پار کر دیا ۱۲)۔

بھو یترتھ سیوی گنگ پھوئی بن ستر نہیں کاج سرے

گر کے بلہاری نمون ہمارے جن بھو ساگر پار کرے

◎◎◎

بازاری طوائف کو پارسا بنادیا

ایک روز ارشاد ہوا کہ شہر دہلی میں ایک کسی نہایت حسینہ و جمیلہ کسی امیر کی ملازم تھی ایک بار گرمی کے موسم میں آدھی رات کے وقت اس کے مکان کے نیچے کوئی شخص پکارا کہ ہے کوئی ایسا خدا کا بندہ جو ہم کو سرد پانی پلادے اس آواز سے کسی بیدار ہوئی اور ایک صراحی برف آب کی اور مصفا گلاس ہاتھ میں لیے نیچے اتری۔ فقیر تشنہ کو پانی پلایا جب وہ سیراب ہوا تو جرعہ باقی ماندہ اس کو دیا کہ لو پی لے اس نے پیا اور پیتے ہی حالت دگر گون ہوگئی وہ فقیر پیالہ پلا کر چل دیئے کسی ایسی جگہ بیٹھ گئی امیر کی جو آنکھ کھلی تو آرام دل کو پہلو میں نہ پایا۔

دائیں دیکھا نظر نہ آئی بائیں دیکھا کہیں نہ پائی

بے قرار ہو کر ہر جانب تلاش کرنے لگا دیکھتا کیا ہے کہ وہ دریتیم خاک پر غلطان ہے اٹھا کر لایا اور سمجھایا دریافت کیا تو وہ بولی کہ اب ہم سے تم سے کچھ رشتہ نہیں نہ میں

Marfat.com

تمہارے کام کی نہ تم میرے مطلب کے

عقل گوید دنیا و عقبیٰ بجو　　عشق میگوید بجز مولیٰ مجو

عقل میگوید کہ خودرا پیش کن　　عشق میگوید کہ ترک خویش کن

اتنی مہربانی کرو کہ مجھ کو ایک الگ مکان دے دو نہ میں کسی کے پاس جاؤں نہ کوئی میرے پاس آوے چنانچہ سب سے الگ بیرون ایک شہر ایک مقبرہ پر رہنا اختیار کیا ایک طالب خدا کسی درویش کے پاس گئے انہوں نے پتہ دیا کہ فلاں مقام پر ایک عورت رہتی ہے تم اس کے پاس جاؤ وہ طالب وہیں پہنچا اور اپنا مطلب بیان کیا وہ بولی میں تو کسی ہوں اگر کچھ تمہارے پاس ہو تو لاؤ اس کے سوا میں کچھ جانتی نہیں۔ اس کے کہا آپ کچھ ہی فرماویں میں تو ایک بھیدی کا بھیجا ہوا ہوں ٹالے سے ٹلتا نہیں تب کہا خیر تم اس قابل تو نہیں ہو کہ دفعتہً تم کو تعلیم کر دی جاوے البتہ روزمرہ صبح و شام میرے پاس آ کر بیٹھا کرو لیکن کوئی پوچھے تو کہہ دینا کہ ہم سے اس سے آشنائی تھی۔ ہمیشہ اسی طرح آتے رہے چھ مہینے میں تعلیم کر کے رخصت کیا۔

دوار کا مکہ عبادت گاہ ہیں　　آپ کے ملنے کی لاکھوں راہ میں

اس کے بعد جناب وقبلہ نے فرمایا کہ جس زمانہ میں ہم مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب سے پڑھتے تھے تو ہم بھی چند بار اس عورت کے پاس گئے تھے۔

◎◎◎

طلب کس چیز کی تھی اور ملا کیا

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک شخص کسی بزرگ کی خدمت میں واسطے طلب کیمیا کے جایا کرتا تھا ایک دن وہ بزرگ بولے کہ ہم تجھ کو کچھ دیں گے چوں کہ وہ دنیا دار تھا سمجھا کہ شاید کیمیا بتلا دیں گے فقیر صاحب اس کو غسل کرا کپڑے پہنا جنگل میں لے گئے اور ایک جگہ بیٹھا کر کہا تو بیٹھا رہ ہم آتے ہیں یہ کہہ کر چل دئے اور ایک مہینہ تک نہ آئے وہ ان کو

Marfat.com

صادق الوعد سمجھ کر وہیں بیٹھا رہا بعد مہینہ بھر کے آئے اور کہا کہ اب تو ذرا کھڑا رہ ہم آ کر اکسیر دیں گے سات روز تک اسی مقام پر کھڑا رہا پھر آئے اور کہا کہ اچھا بیٹھ جا اس سے بمشکل بیٹھا گیا اس کے بعد تعلیم وتلقین فرمائی اور وہ شخص نہایت صاحب کمال ہو گیا۔ ع

طلب کس چیز کی تھی اور ملا کیا ؎

خود بخود آں بت عیار برے آید! نہ بزور نہ بزاری نہ بزرے آید

◎◎◎

محمود غزنوی لڑکے کا شریک ہو گیا

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک طفل ماہی گیر شکار کو گیا شام تک کوئی مچھلی ہاتھ نہ آئی مایوس بیٹھا تھا کہ سلطان محمود گھوڑے پر سوار اس کے پاس آ پہنچا پوچھا کہ او لڑکے غم گین کیوں ہے بولا کہ حضور ہم چار یتیم لڑکے اور ایک ہماری اپاہج ماں ہے اگر کوئی مچھلی مل جاتی ہے تو ہم غریب پیٹ بھر لیتے ہیں سلطان نے فرمایا کہ اے لڑکے مجھے اپنا ساجھی کر لے وہ راضی ہو گیا بادشاہ نے خود شست پھینکی اس کے نصیب سے سو مچھلیاں شکار ہوئیں لڑکا خوشی کے مارے پھولا نہ سمایا کہا کہ اپنا حصہ بانٹ لو سلطان نے کہا کہ خیر آج کا شکار تو سب تمہارا کل جو شکار ہو گا وہ ہم لیں گے۔ یعنی خود تجھی کو شکار کریں گے چنانچہ اگلے دن سپاہی بھیج کر اس کو بلایا اور اپنے برابر تخت شاہی پر اس غریب لڑکے کو بٹھلایا لوگوں نے کہا بھی کہ حضور کیا کرتے ہیں۔ سلطان جواب دیا کہ یہ کیسا ہی غریب وحقیر سہی لیکن ہمارا ساجھی۔ ہے۔ جب کہ ایک بار اس کو قبول کر لیا تو اب رد نہیں کر سکتے۔ چنانچہ اس کو بھی بادشاہ بنا دیا۔ لوگوں نے اس لڑکے سے پوچھا کہ میاں تجھ میں ایسا کیا کمال ہے کہ اس مرتبہ کو پہنچا ؎

گفت شادی آمد و شیون گذشت زانکہ صاحب دولتے برمن گذشت

غرض یہ ہے کہ جس کو پیا چاہے وہی سہاگن ہے۔

◎◎◎

Marfat.com

کافر مسلمان ہو گیا

ایک روز ارشاد ہوا کہ زمانہ ماضیہ میں بموجب حکم اُقْتُلُوا الْمُشْرِکِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ یعنی قتل کرو مشرکین کو جس حال میں پاؤ جہاد میں ایک غازی کا کسی مشرک سے مقابلہ ہوا بڑی دیر تک جدال وقتال میں مصروف رہے کوئی کسی پر غالب نہ ہوسکا نماز کا وقت آیا غازی نے کہا کہ اب مجھے تھوڑی دیر کے واسطے مہلت دے تا کہ نماز ادا کرلوں اس نے مہلت دی بعد از نماز پھر مشغول حسب وضرب ہوئے اتنے میں مشرک کی پوجا کا وقت ہو گیا اس نے بھی مہلت چاہی اور اپنے دھندے میں لگا مسلمان کو خیال آیا کہ اب وقت نصرت ہے اس کا کام تمام کروں ناگاہ غیب سے ندا آئی کہ او بے وفا کیا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ کے یہی معنی ہیں اس معاملہ میں تجھ سے تو مشرک ہی افضل نکلا یہ ندا سنتے ہی مسلمان رونے لگا اور گر پڑا۔ جب مشرک اپنی عبادت سے فارغ ہو کر غازی کے مقابلہ میں آیا تو اس کو زار و بیقرار پایا حال پوچھا اس نے کیفیت واقعہ سنائی کہ اس طرح تیرے سبب سے مجھ پر عتاب ہوا۔ مشرک کے دل پر اس بات نے تاثیر کی اور سمجھا کہ بے شک ان کا دین سچا ہے کہ خدا نے عہد شکنی کو جائز نہ رکھا غازی سے کہا کہ مجھ کو ارکان اسلام تعلیم کر اور مسلمان ہو گیا۔ ایسے ہی آجکل کے مسلمان بھی بے وفائی میں یکتا ہیں لیکن ہاتف غیب کی ندا ان کو سنائی نہیں دیتی اور قرآن شریف کو دیکھتے نہیں اگر دیکھتے ہیں تو عمل نہیں۔

برزبان تسبیح و در دل گاؤ خر ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

Marfat.com

کچھ سمجھ نہیں آتا

ایک روز ارشاد ہوا کہ بڑا پیر اور رہبر کامل تو بخت جوان ہے، اگر مقسوم میں نہ ہوتو کسی پیر فقیر سے کچھ نہیں ہوسکتا اور قسمت میں ہے تو پیر خود تعلیم کرنے گھر آجاتا ہے چنانچہ نقل ہے کہ ایک مرد خدا کا وقت رحلت قریب ہوا تو بستی میں آئے دیکھا کہ ایک لڑکا جولاہے کا تانی کی پان کررہا ہے فقیر نے اپنی ٹوپی اتار اس کے سر پر رکھ دی اور کہا کہ مجھ کو سرکار نے طلب کیا ہے تو میری تجہیز و تکفین کر دینا اتنا کہہ کر چادر تان کے لیٹ گئے اور رخصت ہوئے ان کے کفن و دفن کے بعد وہ لڑکا سب سے الگ تھلگ قطع تعلق کر کے بیٹھ رہا اس کے وارث رونے پیٹنے لگے اس نے کہا کہ سنو نہ میں کہیں گیا نہ کسی سے کچھ طلب کیا نہ میں اس کوچہ سے واقف تھا خدا نے گھر بیٹھے اپنی نعمت عطا فرمائی۔

ایکن کو دیت پھرائے کے ایکن کو بیٹھے دیت ہے ایکن کو مانگے دیت ایکن کو دیت نہ لیت ہے

اب میں تمہارے کام کا نہیں رہا نہ تم میرے مطلب کے جاؤ اپنا اپنا کام کرو۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ مہاراج کبیر کے گھر ایک بار چند سادھو مہمان آئے اتفاقاً اس وقت کچھ سامان کھانے پینے کا نہ تھا اپنی بیوی سے کہا اب کیا علاج ہے۔ اس نے کہا کہ ایک بقال مجھ پر عاشق ہے اگر کہو تو اس سے کچھ سودا لے آؤں۔ کہا کہ اچھا شکار کرو۔

چوں صلاحت ہست روصیدے بگیر تابد و شانیم از صید تو شیر
قوس آبرو تیر غمزہ دام کید بہر چہ دادت خدا از بہر صید
روپے مرغے شگرفی دام نہ دانہ بنمالیک درخور دش مدہ
کام بنماؤ کن اور اتلخ کام کے خور دوانہ چوشند محبوس دام

کبیر کی بیوی جو نہایت حسین تھی بقال کی دوکان پر گئی اور کہا کہ مہمانوں کے لیے اتنا سامان مطلوب ہے بقال نے کہا کہ اس شرط پر دیتا ہوں کہ تو رات میرے پاس رہے یہ اقرار کر کے سودا لے آئی اور مہمانوں کو پکا کر کھلا دیا جب رات زیادہ ہوگئی تو کبیر نے کہا کہ لو اب کپڑے بدلو اور زیور پہنو دیکھو تو اس بلیے کی کیا گت بنتی ہے سنگار کرا اپنی جڈھی چڑھا لیے

کے دروازہ پر جا اتارا بنیا اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور چوں کہ بارش اور کیچڑ ہو رہی تھی اس سے پوچھا کہ تمہاری جوتیاں کیوں صاف ہیں ذرا کیچڑ نہیں لگی جواب دیا کہ کبیر اپنی چڑھی چڑھا کر مجھ کو لایا ہے یہ بات سنتے ہی بنیئے کی حالت بدل گئی قصور معاف کرایا اور کہا کہ یہ تو میری ماں ہے غرض کبیر نے بقال کو تعلیم کی اور آ ے دال کا بھاؤ سب بھلا دیا۔

ایک روز حاضر خدمت ہوا۔ اکثر راقم کی یہ عادت تھی کہ جس وقت کلام فیض انجام کے سننے کا اشتیاق ہوتا تو یہ شعر زبان پر لاتا ۔

باز گو از نجد و از یاران نجد تا در و دیوار را آری بوجد

میں نے یہ شعر پڑھا تو ارشاد ہوا کہ ۔

جا کی ۱؎ جیسی لگن ہے والی واکو رام روم روم میں رم رہی نہیں اور سے کام
پاس کہوں تو پاس ہے اور دور کہوں تو دور جان اجان جہاں میں سب میں ہے بھرپور
دور کہوں تو دور ہے اور پاس کہوں تو پاس روم ۱؎ روم میں رم ہی جون پھولن میں پاس

۱؎ (۱) (جس شخص کی کسی سے جس قدر محبت ہوتی ہے اسی قدر اس کا وہ مطیع ہے اور ہمارے تو بال بال میں بس گیا ہے دوسرے سے مطلب ہی نہیں رہا)۔ ۱؎ (۱) (یعنی ہمارے بال بال میں ایسے بسے ہے جیسے گل میں خوشبو)۔

نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ؕ یعنی ہم قریب تر ہیں بندے کی طرف رگ گردن سے۔

یار نزدیک ترا ز من بمن است وین عجب ترکہ من ازدے دورم
چہ کنم باکہ توان گفت کہ او در کنار من و من مہجو رم

نقل ہے کہ ایک راجہ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ آخر کار مرنا اور دنیا کو ترک کرنا ہے جیون ۲؎ (۲) (نہ نفع دے گا مال اور نہ اولاد مگر جو شخص کہ لاوے اللہ کے پاس قلب سلیم یعنی وہ دل کہ جس میں محبت غیر خدا مطلقاً نہ ہو یعنی محبت دنیا وغیرہ ۱۲) مکت ہو جانا چاہیے۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت ست بر جریدۂ عالم دوام ما لا ۳؎ (۳) (جیون مکت یعنی جیتے جی آزاد ہو جاوے امید بہشت وخوف و دوزخ جاتا رہے۔) یَنْفَعُ

Marfat.com

مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ تمام برہمنوں کو جمع کیا اور کہا کہ کوئی ایسی بات بتلاؤ کہ جس سے جیون مکت ہو جائے۔ برہمنوں نے بچار کے جواب دیا کہ مہاراج ایک تو گائے بناؤ سونے کی اور اتنا مال ودہن برہمنوں کو دو چونسٹھ تیرتھ کرو تو بھگوان کی دیا سے جیون مکت ہو جاؤ گے۔ راجہ نے یہ سب کرم کئے مگر کچھ بھی نہ ہوا تب جوگیوں کی طرف رجوع کی۔ انہوں نے اول تو کان پھاڑے پھر چار پر کار کی تعلیم کی پہلا پر کار ؁ (۴) (علم دین خوب حاصل کر کے اس پر عمل جیسا کہ چاہے کرے ۱۲)۔ بدھم چرج دوسرا پر کار بان پرست ؁ (۵) (جوان وخوبصورت عورت کے ساتھ خفت وخیز کرے کوئی مانع بھی نہ ہو اور خود بھی ہتیاروں سے درست ہو پھر حملہ نہ کرے بلکہ خیال بھی نہ آوے ۱۲۔) تیسرا پر کار ڈنڈ کمنڈل چوتھا پر کار ب جیا ؁ (۱) (جہان کا رہنے والا ہوں گھر گھر بھیک مانگی) ہوم اور بعض کے نزدیک اول برہم چرج دوم گہرت سوم بان پرست چہارم بجیا ہوم پہلے تین پر کار تو چیلے کے اختیار میں ہوتے ہیں۔ راجہ نے سب کر لیے چوتھا پر کار گورو کی توجہ پر تھا یعنی پرم ؁ (۲) (توجہ اتحادی یعنی پیر اپنے جیسا بنا دے جیسے حضرت کی باقی باللہ صاحب نے نان بائی کو بنا دیا تھا ۱۲)۔ ہنس بنا دینا سو کچھ نہ ہوا پھر علماء اسلام کو جمع کیا اور اپنا سوال پیش کیا۔ انھوں نے جواب دیا کہ صاحب اگر دین اسلام قبول کرو تو یہ بات ہو سکتی ہے۔ راجہ راضی ہوا۔ کہ بہت اچھا عالموں نے اس کو مسلمان کیا ختنہ کر ڈالے نماز، روزہ حج، زکوۃ کے ارکان سکھلائے۔ جب خوب واقف ہو گیا تو کہا کہ جاؤ اب حج کرو مدینہ منورہ جاؤ یہ بھی کیا جب اپنے ملک میں پہنچا تو پھر علماء کو مجتمع کیا اور کہا کہ اب کیا فرماتے ہو مجھے تو کچھ بھی حاصل نہ ہوا۔

مکہ گئے مدینہ گئے کربلا گئے جیسے گئے تھے ویسے ہی ہیر پھیر آ گئے

ان سب نے جواب دیا کہ جو کچھ ہمارے دین کی باتیں تھیں ہم تم کو بتلا چکے اور ہم کچھ نہیں جانتے جب کہ سب طرف سے جواب ملا اور یاس کلی ہو گئی تو راجہ کو جنون پیدا ہوا ایک ہاتھ سے کان پکڑا اور دوسرے سے دوسرا اور جابجا کا کہنا شروع کیا کہ یہ ہندو یہ مسلمان میں کون ہوں۔

Marfat.com

ظاہر میں گرچہ بیٹھا لوگوں کے درمیان ہوں

پر جانتا نہیں ہوں میں کون ہوں کہاں ہوں

آخر جوئندہ یابندہ وَمَنْ دَقَّ بَابًا وَلَجَّ وَلَجَّ۔

ہر کہ چیزے جست بے شک یافت اُو چون بجد اندر طلب بشافت او

چوں نہادی در طلب پا اے پسر یافتی وشد میسر بے خطر

ہیں مباش اے خواجہ یکدم بے طلب تا بیابی ہرچہ خواہی اے عجب

عاقبت جوئندہ یابندہ بود چوں کہ در خدمت شتا. بندہ بود

در طلب چالاک شو این فتح یاب ے طلب واللہ اعلم بالصواب

سایہ حق برسر بندہ بود عاقبت جوئندہ یابندہ بود

گفت پیغمبر کہ چوں کوبی درے عاقبت زان دربرون آید سرے

چوں نشینی برسر کوئے کسے عاقبت بینی تو ہم روئے کسے

چوں زچاہے میکشی ہر روز خاک عاقبت اندر رسی در آب پاک

ناگاہ ایک مردِ خدا مع چند مریدوں کے وہاں آ پہنچے راجہ کو دیکھا اور پوچھا کہ کیا کہتا ہے اس نے کہا یہ ہندو یہ مسلمان میں کون مردِ خدا نے مریدوں کو اشارہ کیا کہ اس کو جوتیاں مارو مارتے مارتے بے چارے کو بیدم کر دیا جب ہوش ہوا تو پھر وہی وہن غرض کہ اس مردِ خدا نے چار دفعہ پٹوایا اور ہر بار وہی حال پایا پس معلوم کیا کہ عشق اپنے مد پر آ گیا ہے ایک نگاہ پاک اس پر ڈالی نگاہ کا پڑنا تھا کہ گم صم ہو گیا۔

ست[1] اگر پورا ملکیو جو کھول دکھائے نین جگ جھوٹا دیکھن لگا جوڑے پر یکے سین

بجیں[2] جھو جاؤ سن کے اور سنے سوگڈ بڈ ہوئی بہتے سرتا بچ رہے بھر نہ نکسا کوئی

درین ورطہ کشتی فروشد ہزار کہ پیدا نہ شد تختہ برکنار

[1] (۱) (یعنی پیر کامل مل گئے کھولدیں آنکھیں تمام جہان جھوٹا معلوم ہوا جب انھوں نے دور سے اشارہ کیا ۱۲)۔ [2] (۲) (لڑائی کے نقارے بج رہے ہیں جو سنتا ہے وہی مست ہو جاتا ہے۔ بہت بہادر اس جنگ میں گئے ہیں اور ایک بھی باہر نہیں نکلا ۱۲)۔

Marfat.com

پھر مرد صاحب دل نے دریافت کیا کہ بولو اب تم کون ہو جواب دیا کہ اب میں کچھ کہہ نہیں سکتا کہ کون ہوں ۔

کچھ نہیں کھلتا مجھے میں کون ہوں	صورتِ حیرت ہوں یا شکل جنون
در بشر رو پوش آمد آفتاب	فہم کن واللہ اعلم بالصواب
چندا ۳؎ جھلکی سب گھٹ مائیں	اندھڑی آنکھ کو دیکھت ناہیں
اب ۲؎ جپ تپ کون کرے مورے بھائی	بھولے مایا گھٹ میں پائی
بھلا میں دیکھا ست گر سلتھ سپاہی	رام نام کا پٹا لکھائی آپھی جاگیر پائی
سرت ۵؎ سنیکھڑی ساج سمجھ کا تن کی تیک بنائی	جوگ جامگی ہدہ کا مندر اپر یت پیالی آئی
ست ۶؎ کا سیل جگت کا جمدہر چھما ڈھال ڈھل کا ہی	موہ مورچھ پہلے مارا و بدا مار ہٹائی
آپا مارے جگت سب مارا تیغ رام پر باہی	بھرم کے منڈ سکاٹ کے ساھوتب ہم سے سپاہی
پانچوں ۸؎ پکڑی کام دھام سے پکڑی ممتا مائی	داس کبیر چڑھے گڈھ اپر ابھی نشان گھرائی

۳؎ (۳) (چاند کی روشنی سب جگہ موجود ہے لیکن اندھی آنکھ کو کچھ نظر نہیں آتا ۱۲) ۲؎ (۲) (اب کوئی عبادت میں محنت کرے جب کھوئی ہوئی نعمت اور مال اپنے ہی میں مل گیا ۱۲) ۴؎ (۴) (یعنی میرے پیر پورے سپاہی ہیں خدا کے نام کا پروانہ لکھ کر ابھی جاگیر دلوائی۔ ۵؎ (۵) (اور ہتھیار عنایت کئے ہیں چالاکی سنیکھری یعنی کپ باردت کی اور سارا سامان سمجھ کا اور تن کی بندوق فقر کی جاگی جو دیسی بندوقوں میں ہوئی ہے جس کو توڑا کہتے ہیں اور عقل کا مندرا جس پر جانگی لگائی جاتی ہے اور اس میں محبت کا پیالہ ہے ۱۲)

۶؎ (۶) (صلاحیت یعنی جتی ستی ہونے کا نیزہ اور محنت کی تلوار صبر کی ڈھال دے گی ان ہتھیاروں سے کیا کام واقع مورچہ سو اللہ کا مار لیا اور شک کو ڈر کر مٹا دیا۔

۷؎ (۷) (پھر اپنے آپ کو مار دیا جب اپنے آپ کو مار لیا گیا اور ایک تلوار کا کام بھی تمام کر دیا اور انانیت کی گردن کاٹ کے اب ہم ہوئے سپاہی)۔

۸؎ (۸) (پانچویں یعنی حواس خمسہ جو دشمن تھے ان کو بھی پکڑ لیا اور خواہشیں جو

Marfat.com

قوی دشمن تھیں ان کو بھی گرفتار کرلیا اب کبیر اس نے قلعہ فتح کر کے نشان کو پھرایا ہے ۱۲)۔

ایک روز فرمایا کہ سالک راہ رو کو کہتے ہیں اور سلوک یہ ہے کہ جو کچھ مقسوم میں ہے بزرگوں کی تعلیم و تلقین سے آہستہ آہستہ حاصل ہو جاتا ہے جیسے رہ رو چلتا چلتا اپنی منزل مقصود کو پہنچتا ہے اور یہ جو دفعتہً کسی کو کچھ ملا ہے یہ بات اور ہے۔ سلوک کے خلاف ہے بعض طالب جو اسی امر کے خواہاں رہتے ہیں کہ دفعتہً مل جائے سو یہ بات ہر شخص کے واسطے نہیں ہو سکتی لاکھوں کروڑوں میں خدا نے کسی ایک کے لیے یہ بات مقرر کر دی تو ہوئی ورنہ سالک کا یہی کام ہے کہ بزرگوں سے جو کچھ ان کو پہنچا ہے طالب کو بتلا دیا آگے ہونا نہ ہونا اس کے مقسوم پر منحصر ہے اس میں کسی کا اختیار نہیں اور خدا کو جب کسی پر رحمت منظور ہوتی ہے تو جس طور سے چاہتا ہے کر دیتا ہے چنانچہ ایک شخص تھا اس کے خیال میں یہ سمائی کہ ایسے پیر کا مرید ہوں گا جو ذات کا شریف صورت کا اچھا عالم باعمل و صاحب کمال ہو اور جملہ اوصاف حمیدہ سے موصوف ہو پس ایسے شخص کا ملنا دشوار مدت تک تلاش میں رہا جب کوئی نہ ملا تو ایک دن ناچار دل میں ٹھانی کہ آج صبح کو جو راہ میں مل جائے اسی کو پیر بنانا چاہیے۔ اتفاقاً ایک چور ملا اس نے ارادت ظاہر کی اس نے کہا بھائی میں تو نہ پیری سے واقف نہ مُریدی سے آگاہ ؎

صلاح کار کجا و منِ خراب کجا　　ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

جتنا اس کو انکار تھا اتنا اس کو اصرار تھا یہ بے پیر ایسا دامن گیر ہوا کہ چور غریب کو پیچھا چھوڑانا مشکل ہو گیا دیکھا کہ کسی ڈھب سے باز نہیں آتا تو کہا کہ فلاں پہاڑ پر جا اور دو رکعت نماز کی نیت باندھ جب دوسری رکعت کے سجدہ کی نوبت آئے تو جب تک تجھ کو الہام نہ ہو سر نہ اٹھانا اس نے ایسا ہی کیا آخر بحکم خداوندی خضر آئے اور کہا سر تو اٹھا پوچھا تو کون ہے جواب دیا کہ میں خضر ہوں اور تیری تعلیم کے لیے آیا ہوں تو نے جس کو پیر بنایا وہ تو ایک چور تھا طالب نے جواب دیا کہ حضرت پہلے تو کبھی آپ بھی تشریف نہ لائے جب وہ چور پر ملا تو آپ بھی ملے ہیں آپ کا کہنا ہرگز نہ مانوں گا تب حضرت خضر کو جناب باری سے حکم ہوا کہ جاؤ اول اس چور کو تعلیم کرو خضر جا پہنچے اور اس کو سرکاری سبق پڑھا دیا۔

خضر نے گم گشتہ راہ کو آلیا　　حاصل مطلب کا مطلب پا لیا

Marfat.com

پوتھی سب تھوتھی بھی پنڈت بھیا نکوئی ڈھائی انچھر پریم کے پڑھے سو پنڈت ہوئی

تب اس پیر غارت گر کو خیال آیا کہ آہا ایک شخص ہمارا مرید ہوا تھا دیکھیں اس کا کیا حال ہے آئے اور اس کو تعلیم دی اب یہ اس کے قدم لیتے ہیں اور وہ اس کے قدم لیتا ہے کیوں کہ پیر نے مرید کی بدولت ہدایت پائی اور مرید نے پیر کے توسل سے مراد حاصل کی اس کے بعد جناب وقبلہ نے ارشاد کیا کہ ان کی تقدیر میں اسی طرح تھا اب اگر ہر شخص اسی طور سے چاہے تو نہیں ہو سکتا۔

◎◎◎

ہے اپنا مقدر۔ نصیب جدا

ایک روز ارشاد ہوا کہ نوابی لکھنؤ میں ایک شخص ناظم پرگنہ تھا اتفاقاً ایک کسی سے اس کو عشق ہو گیا جو کماتا اس کو کھلاتا یہاں تک کہ سرکاری روپیہ بھی اڑا دیا جب نواب کو خبر ہوئی تو موقوف کیے گئے جو کچھ اندوختہ تھا وہ بھی کھلا چکے۔ تو کسی سے کہا کہ اب ہمارے پاس صرف ایک صندوق رہ گیا ہے اس میں جو کچھ ہے وہ بھی لے اور رات کو مجرا کر اس نے سمجھا کہ صندوق میں بہت کچھ مال ہوگا تمام شب ناچی اور صبح کو صندوق لے گئی وہ امیر بھی ہمراہ گئے جب اس نے گھر جا کر صندوق کھولا تو ایک تہہ بند نکلا ایک ٹوپی ایک کرتہ ایک رنگین رومال کسی کو حیرت ہوئی کہ اس نے کیا کیا اس وقت امیر خانہ خراب نے کہا اب تم مجھ کو اپنا مرید کرو اور یہ خرقہ پہنا دو وہ بولی میاں اللہ اللہ کرو اگر تم کو اپنی مال و دولت کا قلق ہے تو جو کچھ میرے گھر موجود ہے سب لے جاؤ وہ بولا کہ نہیں نہیں میں تو مال و متاع تیری نذر کر چکا ایک جان ہے سو یہ بھی حاضر ہے لیکن خدا کے لیے مجھ کو اپنا مرید کر لے ہر چند اس نے سمجھایا مگر دیوانہ کی سمجھ میں کچھ نہ آیا ناچار کسی نے اپنی تمام برادری کو جمع کیا اور کہا کہ سڑی کو سمجھاؤ اگر دونا مال لے کر بھی پیچھا چھوڑے تو میں راضی ہوں۔ ہر ایک نے سمجھایا کسی کی نہ سنی آخر

Marfat.com

سب نے کسی کو یہ صلاح دی کہ تیرا کیا بگڑتا ہے اسی کی خوشی کو مرید بنا کر کپڑے پہنا رخصت کر غرض پیر دل بر نے خود بھی غسل و وضو کیا اور مرید مستقل کو بھی نہلا دُھلا کر پہلے خود دو رکعت نماز پڑھی اور رو رو کر جناب باری میں دعا کی کہ بار خدایا تو ہمارے اعمال وافعال سے خوب واقف ہے مجھ گنہگار میں اسی کام کی قابلیت کہاں اب شرم تیرے ہاتھ ہے بیعت کر کے کفنی گلے میں ڈال دی یکا یک رحمت الٰہی کا دریا جوش زن ہوا اور فیضان غیر متناہی کا طوفان اُمڈا پھر تو کچھ اور ہی رنگ پیدا ہوا وہ امیر چل دیا عورت کو بھی جذب دل نے کھینچا اسی کے ساتھ ہو لی اب مرید آگے آگے اور پیر پیچھے پیچھے پھرتے پھرتے دونوں گنگوہ میں پہنچے حضرت عبدالقدوس گنگوہی کا عرس ہو رہا تھا مشائخین کبار کا مجمع اور قوالی کی مجلس گرم تھی یہ دونوں بھی آ بیٹھے ذرا دیر بعد اس امیر کو ذوق و شوق پیدا ہوا وجد کی حالت میں الا اللہ کا نعرہ لگایا اور دھم سے ایک کنوئیں میں جا گرا لوگ سہم گئے نکالنے کو دوڑے عورت بولی کہ تم کیسے مشائخ ہو ڈر گئے اگر اس کا وجد و حال صحیح ہے تو خود نکل آئے گا کچھ جائے اندیشہ نہیں ورنہ ایسے کا ڈوب مرنا بھلا ہے ہاں قوالی ہونے دو اور وہی نعت جاری رہے غرضیکہ کنویں کے کنارے پھر نعت شروع ہوئی صاحب وجد نے پھر جوش خروش کیا اور پانی امنڈ کر لب چاہ تک آ گیا وہ شخص سطح آب پر رقص کرتا ہوا باہر نکل آیا ایک شخص جو حضرت شاہ عبدالقدوس کے مزار پر مدت سے معتکف تھے ان کو رشک پیدا ہوا اور سوچا کہ رنڈی کا مرید نہ زہد نہ عبادت نہ آگاہ پیچھا نہ جہد اور یہ زور و شور کی حالت ہم کو خراب ہوتے اتنی مدت گذری جوار حضرت میں عمر گذاری اور کچھ بھی اثر تاثیر نہ پیدا ہوا یہ سوچ کر اپنا جبہ و دستار اتار قبر پر ٹیک دیا اور کہا کہ حضرت بس ہمارا تو سلام ہے اس مشائخی کو۔

آسن اِمارے کیا ہوئے جو گئے نہ من کی آس ۔۔۔ جون تیلی کے بیل کو گھر گھر کوس پچاس
مالا۲ پھیرے جگ گیو اور گیا نہ من کا پھیر ۔۔۔ کر کا منکا چھوڑ کے من کا من کا پھیر
مونڈ۳ منڈائے کیا ہوا جو گیا گھوٹم گھوٹ ۔۔۔ منوا تو مونڈا نہیں جس کا سگرا کھوٹ

لے (۱) (آسن طریق نشست۔ من دلہ۔ آس حرص یعنی اس نشست عبادت سے کیا حاصل ہو جو حرص نہ گیا گویا تیلی کے بیل کی طرح اپنے گھر ہی گھر میں پچاسوں کوس کا

سفر ہے ۱۲)۔

۲ (۲) (مالا تسبیح جگ مدت۔ من دل۔ پھیر کجی۔ کر ہاتھ یعنی تسبیح کو پھراتے ہوئے ایک مدت گذر گئی لیکن دل کی کجی دور نہ ہوئی ہاتھ کا منکا یعنی ریا کاری کو چھوڑ کر دل سے خدا کو یاد کر)۔

۳ (۳) (یعنی ظاہری صورت بنانے سے کچھ حاصل نہیں کیوں کہ نفس تو سیدھا ہوا ہی نہیں جس کا یہ سارا افساد ہے ۱۲۔۱۲)

اس شخص کو ندا آئی کہ تم اس امیر کی حرص مت کرو اس کے لیے یہی مقدر تھا اور یہ نادرات سے ہے ؎

کیمیا گر بغصر مردہ و رنج آبلہ اندر خرابہ یافتہ گنج

اپنا کام کرتے رہو جو خدا کو منظور ہے وہ ہو جاوے گا کیوں گھبراتے ہو۔ ع

ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا

◎◎◎

حضرت خضر علیہ السلام

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت لقمان حکیم سے کسی شخص نے کچھ درد دینار قرض حسنہ لیے ایک مدت کے بعد اس شخص نے لکھا کہ صاحب مجھے فرصت نہیں معتبر آدمی ملتا نہیں صاحبزادہ کو بھیج دیجئے تا کہ قرض لے جائیں حضرت لقمان نے اپنے فرزند کو تین نصیحتیں فرما کر روانہ کیا ایک یہ کہ پہلی منزل میں ایک بڑ کا درخت آتا ہے اس کے تلے نہ سونا۔ دوسری منزل میں ایک بڑا شہر واقع ہوگا اس کے اندر قیام نہ کرنا کھا پی کر جنگل میں جا رہنا۔ تیسرے یہ کہ اس مقروض کے گھر نہ ٹھہرنا اس کے بعد یہ بھی اجازت دی کہ راہ میں اگر کوئی واقف راہ و تجربہ کار زیادہ ملے اور ہماری نصیحت کے برخلاف ارشاد کرے تو کچھ مضائقہ نہیں ویسا ہی عمل میں لانا جب پسر لقمان نے کچھ راہ ملے کی تو ایک بوڑھا مسافر ملا پوچھا کہ میاں لڑکے

Marfat.com

کہاں جاتے ہو سب حال کہہ سنایا بڑے میاں بولے خیر مجھ کو بھی اسی شہر میں پہنچنا ہے خوب ہوا کہ ہمارا تمہارا ساتھ ہو گیا جب پہلے منزل میں وارد ہوئے تو بڑے میاں ملے کہا کہ اس درخت کے نیچے رہیں گے تا کہ شبنم سے بچیں لڑکا بولا کہ صاحب مجھ کو والد نے منع کیا ہے کہا کہ بھلا کچھ اور بھی کہہ دیا تھا بولا کہ ہاں یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر کوئی اس راہ کا واقف تر ملے تو ان کا کہنا مانیو کہا کہ ہم اس راہ سے خوب واقف و آگاہ ہیں ہمارا کہنا مانو۔

سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید　　　　که سالک بے خبر بنو ذرراہ ورسم منزل ہا

غرض دونوں نے درخت کے نیچے بستر کیا آدھی رات گئی ایک سانپ درخت پر سے اترا بڑے میاں نے سانپ کو مار ڈھال تلے ڈھانک دیا جب صبح ہوئی تو کوچ کی ٹھہری لڑکے کے دل میں یہ خیال آیا کہ جناب والد ماجد نے خوامخواہ منع فرمایا تھا یہ درخت تو بڑے آرام کا مقام ہے پیر روشن ضمیر نے معلوم کیا کہ لڑکا باپ سے بدظن ہوا جاتا ہے رات کا ماجرا سنایا اور ڈھال کے نیچے سے نکال کر سانپ دکھلایا اس وقت لڑکے کی تشفی ہو گئی پھر بڑے میاں نے ارشاد کیا کہ صاحبزادہ سانپ کا سر کاٹ کر اپنے پاس رکھو داشتہ آید بکار گرچہ بود سرمار اس نے فوراً تعمیل کی چل نکلے دوسرے دن ایک بادشاہی شہر میں پہنچے بڑے میاں نے کہا کہ اسی شہر میں رات کو رہیں گے۔ لڑکے نے کہا بہت اچھا میں تو اب آپ کے فرمانے کی تعمیل کروں گا۔ دونوں ایک مسافر خانہ میں جا ٹھہرے اس شہر کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی جوان مسافر آ جاتا تو بادشاہ اپنی بیٹی کی شادی اس کے ساتھ کر دیتا اور صبح کو وہ مسافر مردہ نکلتا۔ حسب دستور بادشاہ کو خبر پہنچی اور نوجوان مسافر کی طلبی ہوئی نکاح ہو گیا جب لڑکا دلہن کے پاس جانے لگا تو پیر دانا نے فرمایا کہ پہلے سانپ کے سر کو جو تمہارے پاس ہے آگ میں رکھ کر اپنی بیوی کو اس کی دھونی دیجیو اس لڑکے نے ایسا ہی کیا عورت کے رحم میں ایک مرض تھا جو مرد اس کے پاس جاتا مر جاتا تھا اس دھونی کی تاثیر سے وہ مرض جاتا رہا اور صبح کو وہ لڑکا صحیح وسلامت محل سے باہر آیا بادشاہ کو بڑی خوشی حاصل ہوئی دو چار دن کے بعد روانہ ہوئے۔ تیسری منزل طے کہ اب بڑے میاں بولے اسی مقروض کے گھر ٹھہریں گے۔ چنانچہ شب کو وہیں قیام کیا میزبان کی نیت بگڑی کہ رات کے وقت ان دونوں کو مار ڈالوں تا کہ

روپیہ بچ جاوے۔ مہمانوں سے پوچھا کہ صاحبو اندر سوؤ گے یا باہر۔ بڑے میاں بولے کہ گرمی ہے ہم تو باہر سوئیں گے چنانچہ یہ دونوں باہر رہے اور اندر صاحب خانہ کے دولڑکے سوئے جب آدھی رات گذری تو بڑے میاں پسر لقمان کو جگایا کہ اب سردی لگتی ہے اندر چلو یہ دونوں تو اندر پہنچے اور میزبان کے لڑکوں کو جگا کر کہا کہ بھائی تم ہماری جگہ جالیٹو ہم کو یہاں سونے دو جب تیسرا پہرارات کا ہوا تو مالک مکان آیا اور باہر کے سونے والوں کو قتل کر دیا۔ صبح کو دیکھا تو اپنے لڑکوں کو مردہ پایا نہایت صدمہ ہوا مگر چپ رہ گیا کہ خود کردہ را چہ علاج چاروناچار مہمانوں کو روپیہ دے کر رخصت کیا دونوں صاحب منزل بمنزل واپس ہوئے جب اس مقام پر پہنچے۔ جہاں بڑے میاں سے ملاقات ہوئی تھی پیر بزرگوار نے کہا کہ لو صاحب خدا حافظ اب ہم تو جاتے ہیں اپنے والد سے ہمارا اسلام کہنا لڑکے نے نام پوچھا کہا کہ تمہارے باپ خوب جانتے ہیں۔ غرض کہ باپ کی خدمت میں پہنچے اور ماجرا سفر گذارش کیا اور پوچھا کہ حضرت یہ بزرگوار کون تھے انہوں نے کہا کہ یہ خضر علیہ السلام تھے۔

◎◎◎

چوری اور سینہ زوری

ایک روز ارشاد ہوا کہ خلیفہ بغداد حضرت شبلی علیہ الرحمۃ کا مرید تھا اور از راہ حسن ارادت اپنے ملازمین کو حکم دیا تھا کہ اگر کسی مجرم کی نسبت ہزار بار حکم قتل صادر ہو اور حضرت پیرومرشد اس کی رہائی کے لیے ایما فرمادیں تو بلا اطلاع سلطانی فوراً رہا کردو چنانچہ ایک بار ایک چوکر کے حق میں سزائے موت کا حکم صادر ہوا حسب الحکم سلطانی اس کو قتل گاہ میں لے گئے اتفاقاً حضرت کا بھی اس راہ سے گذر ہوا کیفیت واقعہ دریافت فرمائی مجرم سے اقرار لیا کہ پھر ایسا کام نہ کرنا اور رہا کرادیا چند روز کے بعد وہ شخص پھر چوری کی علت میں ماخوذ ہوا اور حکم قتل صادر ہوا حضرت کو پھر خبر ہوئی اور رہا کرادیا چند بار یہی کیفیت گذری کہ وہ چوری سے باز نہ آتا اور حضرت براہ ترحم رہا کرادیتے۔

Marfat.com

باز آ باز آ ہرانچہ ہستی باز آ گر کافرو گبر و بت پرستی باز آ
این درگہہ مادر گہہ نومیدی نیست صدبار اگر توبہ شکستی باز آ!

غرض کہ پھر ایک بار اس چوکور کے لیے قتل کا حکم ہوا ملازمین سلطانی نے سوچا کہ یہ باز نہیں آتا اور حضرت پھر چھوڑ دیں گے ایک اور مقام پر لے گئے جہاں کہ حضرت کی گذر نہ تھی اور اس کو دار پر کھینچ دیا جب حضرت کو اس کی خبر ہوئی تو لاش پر تشریف لائے اس کو بوسہ دیا اور فرمایا کہ شاباش۔

طالب راہ را ادب دادی جان خودرا درین طلب دادی
مرے پیچھے ست ملو کہے کبیر ارام لوہا ماٹی ہوگیا پھر پارس کس کام
بھوکہ گئی بھوجن ملے اور جاڑا گئے قبا جو بن گئے تریا ملی جو تیتوں دیو جرائے
وقت پر قطرہ بہت ہے ابر خوش ہنگام کا جل گیا جب کھیت مینہ برسا تو پھر کس کام کا

◎◎◎

کیمیا کا شوق اور بچے کا پیشاب

ایک روز ارشاد ہوا کہ منشی امیر علی صاحب کو کیمیا کا شوق بدرجہ غایت تھا چنانچہ مرض الموت میں حاجی فرید الدین صاحب کو بلا کر وصیت کی کہ یہ سینتیس ۳۷ دن تو کہرل ہوچکی ہے تین روز اور بچوں کے پیشاب میں کہرل کر کے پان سیر اپلوں کی آگ دے دینا اکیسر اعظم بن جائے گی خیر یہ تمہارے نصیب میں تھی ہم تو محروم ہی چلے۔

امید بستہ برآمد و لے چہ فائدہ زانکہ امید نیست کہ عمر گذشتہ باز آید

اس کے بعد کچھ اور ترکیب بتلائی اور اسی کے دھیان میں جان گئی بھلا طالب کو خدا کے ساتھ اتنی تو محبت ہو ورنہ کاذب ہے۔

عشق طولیٰ کے کم از لیلی بود! گوئی گشتن بہر او اولیٰ بود!

ایک روز کسی شخص پانی پتی نے عرض کیا کہ سلطان نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے

Marfat.com

شاہ منصور حلاج کو مردود لکھا ہے جناب وقبلہ نے پوچھا کہ کس طور سے لکھا ہے۔ میر عباس علی لدھیانوی نے عرض کیا کہ یہ بات نہیں ہے بلکہ مردود دوست لکھا ہے یعنی پہلے بیعت خیر علی نساج سے تھے پھر حضرت جنید بغدادی سے کی حضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہ کچھ بات نہیں ہے۔ چنانچہ مولانا روم فرماتے ہیں ؎

گفت حق اندر سفر ہر جاروی ۔۔۔ باید اوّل طالب مردے شوی
بایزید اندر سفر جستی بسے ۔۔۔ تابیابد خضر وقت خود کسے
دید پیرے باقدے ہمچوں ہلال ۔۔۔ بود دروے فروگفتار رجال
دیدنا بینا ودل چون آفتاب ۔۔۔ ہمچو پیلے دیدہ ہندوستان بخواب
بایزید اور اچواز اقطاب یافت ۔۔۔ مسکنت بنمود و در خدمت شتافت

فرمایا کہ حضرت بایزید اوّل امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی تھی چوں کہ ہمت بلند اور حوصلہ فراخ رکھتے تھے تسلی نہ ہوئی بہت سے کاملین کی خدمت میں گئے اور فائدہ اٹھایا پھر بھی تسکین نہ ہوئی آخر اس بابینا سے تشفی ہوئی کہ جس کا ذکر مثنوی میں موجود ہے میر عباس علی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت بعض بزرگوں نے لکھا ہے کہ شاہ منصور کی حالت انا الحق کے وقت اگر ہم ہوتے تو ان کو اس منزل سے نکال دیتے لیکن مجھ کو بوجوہات تامل ہے اوّل یہ کہ خود حضرت جنید موجود تھے دوسرے اور بہت سے اکابر ایک سے ایک اعلیٰ اس زمانہ میں تھے کیا ان کو اس قدر تصرف نہ تھا۔ اس پر جناب وقبلہ نے فرمایا کہ ہاں حضرت غوث الاعظم نے ایسا لکھا ہے لیکن یہ صرف کہنا ہی کہنا ہے جو حالت شاہ منصور کی تھی خود حضرت جنید کو نہ تھی جب حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کو قریب مرگ حالتِ توحید طاری ہوئی ہے تو روتے اور کہتے تھے کہ افسوس تمام عمر قیل و قال میں گذری یہ حال کھلتا تو عمر ضائع نہ کرتے۔ شاہ منصور نے مجاہدہ بھی نہایت سخت کیا تھا۔ کہیں روم کہیں شام کہیں چین جا بجا چلّہ کشی کرتے رہے جس وقت آپ کے لیے سولی تیار ہوئی اور جبّہ اتارا گیا۔ بغل میں ایک بچھو بقدر دس مثقال برآمد ہوا لوگ مارنے لگے تو آپ نے منع فرمایا کہ یہ ہمارا بیس برس کا رفیق ہے اس کو مت مارو پھر جب شاہ منصور کو دار پر کھینچ دیا۔ جسم کو جلایا خاکستر کو دریائی دجلہ

میں بہایا تو دریا جوش میں آ گیا لوگوں نے امام محمد کو خبر دی امام صاحب دجلہ کے کنارہ آئے اور کہا کہ سن منصور ہم جانتے ہیں کہ تو طریقت میں سچا تھا لیکن ہمارا قلم اگر خلاف شرع ہو تو شہر کو غارت کرو ورنہ تجھ سے کچھ بھی نہ ہو سکے گا۔ اسی وقت دریا کا جوش فرو ہو گیا غرضکہ منصور ہرگز مردود دوست نہیں ہو سکتا کیوں کر مردود دوست وہ شخص ہوتا ہے جو پیر سے انکار کرے اور پیر اس کو مردود کر کے نکالدے انہوں نے نہ پیر سے انکار کیا نہ پیر نے مردود کیا اور جو باصفا پیر ہوتا ہے بعد تعلیم کے اپنے مرید کو اجازت دیتا ہے کہ اگر زیادہ حوصلہ ہو تو اور بزرگ کی خدمت میں جاؤ ایسا شخص مردود نہیں کہلاتا اور جو حالت منصور پر طاری ہوئی تھی اس نے منصور کو من کل الوجوہ فنا کر دیا تھا اگرچہ منصور کچھ باقی رہتا تو کوئی اُس حالت سے نکالتا اور خود حضرت جنید موجود تھے اُن سے بھی کچھ نہ ہو سکا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب منصور حلاج کی خاکستر میں سے صدائے انا الحق آتی تھی اس وقت ایک عاشق آیا اور کہا کہ اب تو حق ہی حق ہے پھر انا الحق کہنا کیا ضرور ہے ؎

عاشقے آمد مگر چوبے بدست | برسرِ آن مشت خاکستر نشست
پس زبان بکشاد ہمچوں آتشے | بازے شورید خاکستر خوشے
وآنگہے می گفت برگویند راست | کانکہ میز داد انا الحق اوکجاست
آنچہ گفتی آنچہ بشنیدی ہمہ | آنچہ دانستے تود دیدے ہمہ
ان ہمہ جز اول افسانہ نیست | محوشد جانب بدریں ویرانہ نیست
اصل باید اصل مستغنے و پاک | گربود فرع واگر نبود چہ باک
ہست خورشید حقیقی برد وام | گونہ ذرہ ماں نہ سایہ والسّلام

کہتے ہیں کہ بعد اس کے آواز نہ آئی۔ اس کے بعد جناب قبلہ نے یہ شعر فرمایا ؎

آن شعلہ روبغمزہ دلم راکباب کرو | ماراچہ کر دخانہ خود راخراب کرو

خواجہ باقی باللہ اور نان بائی

ایک روز ارشاد ہوا کہ فقیری ایک بات ہے کان میں کہنے کی یا تو انسان ادھر تھا یا اُدھر ہو گیا گویا کہ آگ میں پھونک ماردی نہ اس کے لیے وقت نہ زمانہ درکار ہے نہ نماز روزہ نہ درود و وظائف کی شرط ۔

دادا درا قابلیّت شرط نیست بلکہ شرط قابلیت دادا دست

کسی شخص نے سوال کیا کہ حضور جب فقیری ایسی آسان ہے تو پھر مشقت و مجاہدہ کیوں کراتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ ہم کو ایک نقل یاد آئی ہے کہ ایک شخص کے پاس تیل کے دو ہنڈے تھے نہایت میلے کچیلے اور تیل میں چکٹے ہوئے ایک ہنڈا ایک کاریگر کو دیا اور پوچھا اس کو کتنے عرصہ میں صاف کر دو گے کہا کہ پورے چالیس روز میں ۔ دوسرا ہنڈا ایک اور کو دیا ۔ اس نے کہا کہ لو میں آج ہی صاف کئے دیتا ہوں پہلے شخص نے کیا کیا کبھی تو اس ہنڈے کو کھرچا اور کبھی کھاروے کر دھوتا کبھی نرم آنچ میں اس کو گرم کرتا اسی طرح چالیس روز میں صاف و شفاف کر دیا اور ٹھوک بجا کر حوالہ کیا دوسرے شخص نے کوئی ترکیب کی کہ ہنڈے کے چاروں طرف اپلوں کا انبار چنا اور آگ لگا دی ہنڈا جھٹ پٹ صاف ہو گیا لیکن کسی کام کا نہ رہا جہاں ذرا ٹھیس لگی اور چور چور ہو گیا بے شک صاف تو دونوں ہو گئے مگر ایک کارآمد رہا اور دوسرا نکما ہو گیا ۔ چنانچہ نقل ہے کہ خواجہ باقی باللہ صاحب کی خدمت میں ایک نان بائی ہمیشہ حاضر ہوا کرتا تھا ۔ ایک روز خواجہ صاحب کے پاس چند مہمان عزیز آئے کھانا کچھ موجود نہ تھا آپ متفکر ہوئے یہ دیکھ کر نان بائی اپنی دکان سے چند قسم کا کھانا لے آیا اور حضرت کے مہمانوں کو کھلایا آپ خوش ہوئے اور فرمایا کہ اچھا مانگ کیا مانگتا ہے اس نے عرض کی کہ حضور مجھ کو اپنے جیسا بنا دیجئے خواجہ صاحب اس کو حجرہ کے اندر لے گئے اور ایک نگاہ کی جس کو اتحادی توجہ کہتے ہیں اسی وقت بالصورت والعلم ایک ہو گیا جب حجرہ سے برآمد

Marfat.com

ہوئے تو کسی کو تمیز نہ ہوتی تھی کہ خواجہ صاحب کون سے ہیں اور نان بائی کون سا ہے صرف اتنا فرق تھا کہ خواجہ صاحب ہوشیار تھے اور وہ مدہوش لیکن تین روز کے بعد وہ شخص مر گیا کیونکہ دفعتہً تعلیم ہوئی تھی۔

تیز نگاہے نشست مسکن خود جان گذاشت طاقت مہمان نداشت خانہ بہمان گذاشت

بس اسی واسطے دفعتہً تعلیم نہیں دیتے اور محنت و مجاہدہ کراتے ہیں کہ حوصلہ بڑھ جاوے۔

◎◎◎

تانبے کی دیگچی سونے کی بن گئی

ایک روز ارشاد ہوا کہ رامپور میں ایک امیر کے مکان پر کوئی کیمیا گر آئے اُس امیر نے غریب فقیر سمجھ کر خوب خدمت کی چھ مہینہ بعد جانے لگے تو کہا کہ ہم کو اکسیر یاد ہے جی چاہے تو سیکھ لو امیر نے کہا کہ صاحب مجھ کو اس کی حاجت نہیں فقیر نے کہا کہ خیر تم کیمیا نہیں سیکھتے تو ہمارے ہاتھ کی پکی ہوئی ایک چیز چالیس روز کھالو۔ امیر نے کہا بہت اچھا چالیس دن تک کھلا کر رخصت ہوا اور بولا کہ لو تم نے کیمیا نہیں سیکھا مگر ہم نے تم کو اکسیر بنا دیا ہے کچھ عرصہ کے بعد انقلاب روزگار نے ایسی خانہ خرابی کی کہ اس امیر کو فقیر بنا دیا۔ فاقہ کشی کی نوبت پہنچی ایک پرانی دیگچی بازار میں بیچنے گیا خوبی قسمت سے وہ بھی نہ بکی۔ دوپہر کا وقت گرمی کے دن نہایت حیران و پریشان ہو کر ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ گیا اور افسوس کرنے لگا کہ اگر اس فقیر سے کیمیا سیکھ لیتے تو آج کام آتی۔ اس وقت خیال آیا کہ فقیر نے یہ بھی تو کہا تھا کہ میں تم کو اکسیر بنا چلا ہوں فوراً اپنا پسینہ لے کر اُس دیگچی کو مل دیا اور جنگل میں اُپلے جمع کر کے اس کو آگ دے دی۔ دیگچی کندن ہو گئی لیکن اس پر ایک ایسی حالت حیرت طاری ہوئی کہ تین روز تک متحیر بیٹھا رہا آخر چوتھے دن غائب ہو گیا چوں کہ دفعتہً اپنی تاثیر اس پر ظاہر ہوئی متحمل نہ ہو سکا۔

◎◎◎

Marfat.com

مر پنجہ کش دہلوی

ایک روز ارشاد ہوا کہ شاہ بھیک صاحب نے بابا ستیل پوری کی خدمت میں جو کہ حضرت شاہ کمال قادری رحمۃ اللہ علیہ سے فیضیاب تھے یہ شعر لکھ کر ارسال کیا ۔

چلتے چلتے جگ گیو اور بھیک دواری دور   خرچی نبری پگ تھکے جا کوئی کہے حضور

اس کے جواب میں بابا ستیل پوری نے یہ شعر تحریر کیا ۔

جن بیٹن تم جات ہو اُن بیٹن ہیں دُور   ست نام ستیل پوری جو سن مکھ رہے حضور

مطلب یہ ہے کہ راہ سلوک تو ایک نہایت دُور دراز راہ ہے جوں کی چال چلتا راہ ورستہ کا اتار چڑھاؤ بھگتنا اور گاؤں گاؤں میں منزلوں مقام کرنا صعوبات سفر اور عقبات رہ گذر اور عجائبات منازل اور طلسمات راہ کی سیر دیکھنا اس طور سے سفر طویل اور منزل مقصود بعید ہو جاتی ہے جیسے کوئی شخص دہلی سے کلکتہ کا سفر پیادہ پا قطع کرے مگر راہ قلندری میں سیر منازل اور تماشا مراحل کچھ نہیں جیسے کوئی آدمی ریل میں سوار ہو کر جھٹ پٹ کلکتہ میں جا اترے ۔

صنما رہ قلندر سزدار بمن نمائی   کہ دراز و دور دیدم رہ و رسم پارسائی

ان دونوں میں ہر طرح بڑا فرق ہے۔

ایک روز کسی طالب نے شکایت کی کہ حضور آج تک ہم کو کچھ حصول نہیں ہوا ہنوز روز اوّل ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ میر پنجہ کش صاحب دہلوی سے ہم نے بھی مشق خط کی تھی اس وقت ان کی نقل یاد آئی ہے۔ میر صاحب کا دستور تھا کہ جب کوئی لڑکا ان کی خدمت میں حاضر ہوتا تو اول روز اس کے ہاتھ سے ایک وصلی لکھواتے اور اپنے پاس رکھ لیے جب کوئی شاگرد شکایت کرتا کہ حضرت اتنی مدت گذری لیکن میرا خط درست نہیں ہوا تو اس کی پہلی لکھی ہوئی وصلی نکال کر سامنے رکھ دیتے کہ اس سے مقابلہ کرلو کتنا فرق ہوا ہے جب کہ پہلی تحریر دیکھتا تو فرق بین معلوم ہوتا اور شاگرد کی تسکین ہو جاتی۔ ایسا ہی حال طالبان طریق کا ہے کہ جب تعلیم بتدریج حاصل ہوتی ہے تو امتیاز حاصل نہیں ہوتا اور طالب کو تشنگی طلب

Marfat.com

بدستور رہتی ہے اور خیال کرتا ہے کہ ابھی کچھ حاصل نہیں ہوا حالانکہ مرد کامل کی صحبت اپنا کام کرتی رہتی ہے اگر اس میں بھی وصلی لکھی جاتی تو ہم بھی لکھوار کھتے آج مقابلہ ہو جاتا۔ لیکن تبدیل خیالات میں کچھ فرق ہوا یا نہیں پہلے کی نسبت خود ہی کمی و بیشی معلوم ہوتی ہوگی رہا انکشاف اگر اس کو منظور ہے تو وہ بھی ہو جاوے گا۔

در بلا صبرے بباید مردرا صبر خود کے باشد اہل دردرا

◎◎◎

عاشق ہونا شہزادہ کا شہزادی پر

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک شہزادہ بام محل پر ہر طرف سیر کر رہا تھا ناگاہ اس کی خالہ کی بیٹی بھی اپنے بالا خانہ پر جلوہ افروز ہوئی شہزادہ اس کو دیکھتے ہی بے ہوش ہو گیا۔

ان ١ دکھیا اکھیں کو سکھ سر جو ہے نائیں دیکھت بنی نہ دیکھتیں بن دیکھے اکلانین!

١ (١) (یعنی ان زخمی آنکھوں کو کسی طرح چین نہیں دیکھنے کے وقت تاب نہیں بغیر دیکھے قرار نہیں ١٢)۔

غلام و کنیز اس کو اُٹھا کر محل سرائے میں لائے جب لخلخہ سونگھایا تو ہوش میں آیا لیکن مرض عشق اپنا اثر کر چکا تھا روز بروز دل ہی دل میں گھلنے لگا ہر چند علاج و معالجہ کیا شفا نہ پائی آخر ایک حاذق طبیب معالج ہوئے راز مخفی ان پر منکشف ہوا بادشاہ کو اطلاع کی بادشاہ نے فوراً شادی کا پیام دیا منظوری کے بعد دھوم دھام شروع ہوئی اس وقت طبیب روشن ضمیر نے بادشاہ سے کہا کہ ابھی شادی میں توقف کرو کہ جس کو دیدار کی تاب نہیں وہ وصال کا کب متحمل ہو سکتا ہے ہمارے نزدیک بہتر یہ ہے کہ پہلے دو مکان بنوائے جاویں جن میں ایک دیوار حائل ہو اور روزن دیکھ بھال کے لیے رکھے جاویں اور دونوں جدا جدا مکان میں رہیں شہزادی کبھی کبھی اپنے دیدار کی جھلک دکھا دیا کرے جب شہزادہ متحمل ہو جاوے پھر مضائقہ نہیں اس وقت شادی کرنی چاہیے یہ بات سب نے پسند کی کیوں کہ دفعتہً وصال ہوتا تو

Marfat.com

شہزادہ شادی مرگ ہو جانا غرض تجویز کے موافق مکان تیار ہوا دونوں جدا جدا رہنے لگے۔ شہزادہ ہر وقت شوق دیدار میں بے قرار ہو کر تاک جھانک کرتا اور شہزادی نے یہ انداز اختیار کیا کہ کبھی روزن دیوار سے ذرا انگلی دکھائی کسی روز انگوٹھا کبھی پنجہ نگارین ساعد سیمین چمکا دیا۔ کبھی چشم مخمور کے جام سے مست کیا کبھی شمع رخسار و صبح جبین کی جھلک دکھلائی کبھی گیسوئے عنبر بار کا لخلخہ سونگھایا۔ کبھی سرو قامت کی خرام سے قیامت برپا کی کبھی آواز جانِ نواز سُنا کر جلا دیا۔ القصہ رفتہ رفتہ شہزادہ کے دل بیقرار کو یہاں تک تحمل ہونے لگا کہ دیر دیر تک معشوقہ کے دیدار کی بہار دیکھا کرتا اور جلوہ حسن سے بے خود نہ ہوتا اس وقت وصال کی ٹھہری۔ ایسے ہی پیر دانا طالب کے ظرف کا انداز کر کے اس کی استعداد کے مناسب تعلیم و تلقین بتدریج فرماتے ہیں۔ ورنہ طالب بتدی اور کم حوصلہ کو دفعتہً تعلیم کرنا موجب زیان جان ہوتا ہے۔

◎◎◎

کیا لکھوں کیا لکھوں کیا لکھوں

ایک ارشاد ہوا کہ شاہجہان پور میں ایک خاں صاحب تھے ان کی بیوی نہایت حسینہ و جمیلہ تھی۔

پتری اسی تت پائے وا گھر کے جو پاس نت پت پونو ہے رہت آنن اوپ چاس

(۱) (پترا جنتری تت تاریخ نت پرت ہمیشہ پونو شب چہادہم یعنی وہ معشوق کے مانند چاند چودس کے ہے اور اس کے گھر کی جو طرف روشنی میں چودھویں رات کی سی ہے تو شاعر کہتا ہے کہ اگر کوئی شخص اس کے گھر کے پاس جاوے تو تاریخ بھول جاویگا۔ تاریخ اس کو جنتری میں ملے گی کیوں کہ وہاں تو ہر وقت روشنی چودھویں رات کی سی رہتی ہے ۱۲)۔

جب خاں صاحب سفر میں ہوتے تو وہ بیوی خط لکھنے پڑھنے کے واسطے محلّہ کی

مسجد کے امام کو بلالیتی تھی چنانچہ ایک بار وہ نیک بخت پس پردہ بیٹھتی تھی اور امام صاحب لکھنے کو تیار پوچھا کہ کیا لکھوں اتنے میں ہوا نے پردہ اٹھا دیا اور اتفاقاً مولوی صاحب کی نگاہ اس پردہ نشین سے دوچار ہوگئی ہوش و حواس جاتے رہے اس کے بعد عورت نے مضمون بتانا شروع کیا مولوی صاحب لکھنا تو بھول گئے بار بار کہتے تھے کہ کیا لکھوں اب عورت جو کچھ کہتی ہے مولوی صاحب کی زبان پر یہی جاری ہے کہ کیا لکھوں آخر وہ عورت سمجھ گئی کہ ملا غریب آفتاب حسن کی تاب نہ لاسکا ایک ہی جلوہ میں چکا چوند ہوگئی شہباز عشق نے طائر عقل کے پر نوچ لیے۔

در دل عاشق چو عشق آتش فروخت — ہرچہ جز معشوق بود انرا بسوخت

اپنی کنیز کو اشارہ کیا کہ جا مولوی صاحب کو جلدی سے مسجد میں پہنچادے کنیز ان کو مسجد میں چھوڑ گئی۔ لیکن خور و خواب آرام و قرار سب فراموش ہوا اس لفظ کے سوا کچھ یاد نہ رہا ہر وقت یہی وظیفہ تھا کہ کیا لکھوں آخر راز فاش ہوا چند روز کے بعد خاں صاحب بھی آن پہنچے۔ مولوی صاحب کا احوال سن کر بہت افسوس کیا ایک روز اپنی بیوی سے کہہ گئے کہ تم اس وقت اس دیوانہ عشق کو اپنے گھر میں لائے اور کھانا سامنے رکھا مولوی صاحب کو تو وہی ایک بات یاد تھی بولے کیا لکھوں۔ اس وقت خان صاحب نے بیوی کو اشارہ کیا کہ پردہ سے باہر آجاؤ اس کا سامنے آنا اور نگاہ کا دوچار ہونا تھا کہ دونوں بغل گیر ہو کر فنا ہوگئے۔

عشق یوسف رازان ساز و غلام — تاکہ آرد مرز لیخارا بدام
عشق موسیٰ رابکوہ طور برد — بہر دید دوست سوئے نور بُرد
عشق چہ بود قطرہ دریا ساختن — ازدو عالم با خدا پر داختن
عشق احمد رابود معراج دین — تا مقام اوشود حق الیقین
عشق ازہستی خود وارستن ست — در مقام سرمدی پیوستن ست

غرض دونوں شہید خنجر عشق اسی طرح ہم کنار دفن کئے گئے لوگوں نے چاہا بھی کہ جدا کریں لیکن خاں صاحب نے منع کیا کہ جن کو خدا نے ملایا اُن کو ہم کیوں جدا کریں ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری!

چوں کہ حسن پردہ در اور عاشق کم حوصلہ تھا اور وصال یک بیک ہو گیا نہ عشق رہا نہ عشق نہ معشوق یہ بھی ندارد اور وہ بھی ندارد فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا ۔

زبسکہ حسن فزود و غمش گداخت مرا — نہ من شناختم اورا نہ اوشناخت مرا

ایک بار مولوی محمد عبدالحکیم و محمد اسمٰعیل صاحب میرٹھ سے اور سیّد غلام محمد صاحب وکیل لدھیانہ سے واسطے قدم بوسی جناب وقبلہ کے حاضر ہوئے تھے سب صاحبوں نے راقم سے کہا کہ حضرت کے کلام کے ہم بہت مشتاق ہیں آج کسی طور سے تحریک کرو چنانچہ بعد نماز عشاء ہم سب حاضر خدمت مبارک ہوئے اور تسلیم بجالا کر بیٹھ گئے تھوڑی دیر کے بعد رقام نے یہ شعر عرض کیا ؎

باز گو از نجد و از یاران نجد — تا در و دیوار را آرے بہ وجد

اس وقت جناب وقبلہ اُٹھ بیٹھے اور فرمایا ؎

ارے ومیکدہ کے جانے والے — ذرا لکھ بھیجیو پیر مغاں کو
شراب شوق کی کم ہوگئی کیف — پلا ایسی کہ بھولے دو جہاں کو!

◎◎◎

گدائے بے نوا شہزادی کا عاشق

ایک فقیر دل خستہ کسی شہر میں وارد ہوا اور نان بائی کی دوکان پر جو بادشاہی محل کے قریب تھی روٹی خریدنے کے لیے گیا اتفاقاً شہزادی صاحب جمال حور تمثال سیر بازار میں

Marfat.com

مصروف تھی۔ فقیر کی اس پر نگاہ جا پڑی شہزادی شوخی وناز سے انگوٹھا دکھا کر ہنستی ہوئی چل دی اُس ناز وادا کو دیکھ کر فقیر بیچارہ کا دل قابو میں نہ رہا تیز نگاہ سینہ بے کینہ کے پار اور تیغ آبرو سے جگر فگار ہو گیا۔

جب ہوش آیا تو محل شاہی کے نیچے دھونی لگا کے بیٹھ گیا رفتہ رفتہ تمام شہر میں اس کے عشق کا شہرہ ہوا اور یہ خبر بادشاہ کے کان تک بھی پہنچ گئی وزیروں سے پوچھا اب کیا تدبیر ہے انھوں نے عرض کی کہ حضور والا کسی شخص کو کہہ دینا چاہیے کہ اس فقیر کو قتل کر ڈالے یہ مشورہ شہزادی نے بھی سُنا رات کے وقت اس عاشق زار کو بلوایا اور پس پردہ اُن کے اس سے کہا کہ سُن فقیر تیرے قتل کا سامان ہو رہا ہے بہتر یہ ہے کہ تو یہاں سے نکل جا ورنہ مارا جائے گا۔ فقیر بولا کہ اے شہزادی میں تو اسی دن مر چکا تھا جب تم نے ناز و انداز سے انگوٹھا دِکھایا اب مردہ کو جو چاہیں سو کریں میری جان تو پہلے ہی تم پر قربان ہو چکی ہے ہم کو رنج و راحت دونوں برابر ہیں ع

زندہ کنی عطائے تو در بکشی رضائے تو

آپ کسی طرح کا فکر نہ کریں میں تو اپنی جان آپ کے قدموں پر پہلے ہی تصدیق کر چکا۔ اگر یہ بات صحیح ہے اس سے زیادہ میرے لیے سعادت کونسی ہے سچ تو یہ ہے کہ رنج و راحت دونوں ہمارے واسطے ہیں یہ نہیں ہو سکتا کہ راحت تو ہمارے لیے ہو اور رنج کوئی اور اٹھاوے اگر یہ جان آپ پر قربان ہو جاوے تو عاشقوں کا عین دین و ایمان ہے ۔

از محبت تلخہا شیریں شود! از محبت مسہا زرین شود!
از محبت دردہا صافی شود از محبت دردہا شافی شود!
از محبت خارہا گل مے شود از محبت سرکہ ہامل مے شود
از محبت دار تختی مے شود از محبت بار تختی مے شود
از محبت سجن گلشن مے شود از محبت روضح گلخن مے شود
از محبت حزن شادی مے شود از محبت غول ہادی مے شود
از محبت نار نوری مے شود از محبت دیو حوری مے شود

Marfat.com

از محبت سنگ روغن مے شود　　بے محبت موم آہن مے شود
از محبت نیش نوشی مے شود　　از محبت شیر موشی مے شود
از محبت سقم صحت مے شود　　از محبت قہر رحمت مے شود
از محبت مردہ زندہ مے شود　　از محبت شاہ بندہ مے شود
چوں خلیل از آسمان ہفتمی　　بگذرد کہ لااُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ!
آب کم جو تشنگی آور بدست　　تابجو شدآب اربالا و پست
تاسقاہم ربہم آید خطاب　　تشنہ باش اللہ اعلم با الصواب
آب رحمت بایدت روپست شو　　وانگہاں خور خم رحمت مست شو
رحمت اندر رحمت آید اے پسر　　بر یکے رحمت فرد ما اے پسر
چرخ رادر زیر آور اے شجاع　　بشنواز فوق فلک بانگ سماع
پنبہ و سواس بیرون کن زگوش　　تابگوشت آید آن بانگ خروش
دفع کن از مغز و از بنی زکام　　تاکہ ریح امید آید در مشام

پھر شہزادی نے کہا کہ اچھا ہم تیرے ساتھ چلنے کو راضی ہیں تو بھی چل اور ہم کو بھی لے چل فقیر نے کہا۔

من شمع جان گدازم تو صبح دل کشائی　　سوزم گرت نہ بینم میرم چورخ نمائی!
نزدیک ایں چنینم دور آنچنانکہ گفتم　　نے تابِ وصل دارم نے طاقت جدائی

میں اس کی قابلیت نہیں رکھتا کجا تم کہاں میں۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک یہ بوجھ تو مجھ سے ہرگز اٹھایا نہ جاوے گا میری تاب وطاقت سے باہر ہے جب فقیر اس بات پر راضی نہ ہوا اور مرنا ہی اختیار کرلیا تو شہزادی نے پردہ اٹھا کر کہا کہ آؤ معانقہ ہی کرلو زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔

من ازاں حسن روزافزوں کہ یوسف داشت دانستم
کہ عشق از پردۂ عصمت بروں آرد زلیخارا

دونوں معانقہ کرتے ہی بجان بحق ہوگئے۔

Marfat.com

بیا ساقی کہ من مردم کفن از برگ تا کم کن بآمی بدہ غسلم دریں میخانہ خاکم کن!
بمل فاتحہ بدرہ وحم وگر گورم ازیں تر کن کہ روزے عاقبت مارا بیک جرعہ نجام تم کن

سالکان دانند در میدان درد تافنائے عشق بامرادان چہ کرد
تانباشی مدتے زیر و زبر کے توانی یافت از آسائش خبر
سالہا بردند مردان انتظار تا یکے رابا رشد از صد ہزار

اگر انسان کو اتنی بھی محبت خدا سے نہ ہو تو وہ انسان کیا حیوان ہے۔

◎◎◎

عاشق ہونا بادشاہ کا وزیر زادے پر

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک بادشاہ کو وزیر زادہ سے ایسی محبت پیدا ہوئی کہ بغیر اس کے ایک دم چین نہ تھا اتفاق سے کچھ مدت کے بعد وہ وزیر زادہ کسی عورت پر عاشق ہو گیا ہر وقت اسی کے ذکر وفکر اور اسی کی تاک جھانک میں رہنے لگا بادشاہ کے پاس آنا جانا کم ہو گیا ہر چند بادشاہ خفا ہوتا مگر وہ کب سنتا تھا۔

نہ میری سنے وہ نہ میں ناصحوں کی نہیں مانتا کوئی کہنا کسی کا

ایک شب وزیر زادہ بادشاہ کے پاس تھا جب دیکھا کہ بادشاہ کی آنکھ لگ گئی جھٹ وہاں سے اڑا اور اپنی معشوقہ کے پاس پہنچا بادشاہ اتنے میں جاگ اٹھا دیکھا تو محبوب ندارد گھبرا کے بیقراری اور غصہ کی حالت میں جستجو شروع کی آخر پتہ لگاتے لگاتے وہیں پہنچا جہاں وہ دونوں دلدادہ عیش ونشاط میں مصروف تھے دیکھتے ہی آتش غضب بھڑک اٹھی اور کہا کہ او وزیر زادہ میں نے تجھ کو اس قدر ناز ونعمت سے پالا تمام ملک کی حکومت تجھ کو عطا کی تمام خزانوں کی کنجیاں تجھ کو دیں جو تیرا جی چاہتا ہے سو کرتا ہے ہر قسم کی عزت ہر طرح کا اقتدار تجھ کو حاصل ہے پھر تو میرا مطلوب ہو کر غیر کی طرف کیوں مائل ہوا یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِیْمِ الَّذِیْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ فِیْۤ اَیِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ؕ

یعنی اے انسان کس چیز نے تجھ کو فریفتہ کیا جو کافر ہوا تو ساتھ خداوند اپنے کے وہ خدا تعالیٰ کہ تجھ کو پیدا کیا پس درست کیے اعضا تیرے اور متمیز کیا تجھ کو غیر سے جس صورت میں چاہا۔ اس جوش غضب میں بادشاہ نے غلاموں کو حکم دیا کہ اس نابکار کی کھال کھینچ کر سولی پر چڑھا دو تاکہ اور لوگ عبرت پکڑیں اور بہت جلد تعلیم حکم کر کے ہم کو خبر دو اتنے میں وزیر کو خبر پہنچی دوڑا ہوا آیا اور غلاموں کو بہت کچھ زر و جواہر دے کر کہا کہ تم جانتے ہو بادشاہ کو اس سے کس قدر محبت ہے یہ حکم شان غضب میں دے دیا ہے جب غصہ فرو ہو جاوے گا تو پھر تم پر الٹا غضب نازل ہوگا۔ اس وقت اس کو کہاں سے لاؤ گے اور اپنے بچنے کی کیا تدبیر کرو گے بہتر یہ ہے کہ اس کو چھپا دو اور کسی واجب القتل مجرم کو سولی پر لٹکا دو غلاموں نے ایسا ہی کیا جیسے کہ وزیر نے صلاح دی اگلے دن بادشاہ نے غلاموں سے حال دریافت کیا سب نے عرض کیا کہ ہم کو جیسا حکم ملا تھا اس کی تعمیل کی گئی۔ چنانچہ ابھی تک وہ دار پر آویزاں ہے' بادشاہ یہ سن کر نہایت خوش ہوا' اور سب کو خلعت و انعام دیا اور کہا کہ خوب کیا اس کو اسی طور سے رہنے دو تاکہ خلقت اس کے حال سے عبرت حاصل کرے' تمام شہر میں غوغا ہو گیا ہر ایک شخص اس کی نعش پر آتا اور اس کی حالت غیر پر غور کر کے روتا تھا۔ چند روز گذرے تو بادشاہ کی آتش ختم سرد ہو گئی اور عشق و محبت کی سوز و گذار کا زور شروع ہوا اپنے کیے سے نہایت پشیمان ہوا' اس کی صورت اس کی باتیں یاد کر کے زار و زار رونے لگا اس کی عزاداری میں ماتمی لباس پہنا ۔

م کشد پنہاں و مے پوشد کبود   از فسونِ نرگس شہلا مپرس

رات کے وقت جب کہ دار اغیار سے خالی ہوتی تو وہاں جاتا اور صبح تک اس کے فراق میں تن تنہا خاک و خون میں لوٹتا اور رو پیٹ کر واپس چلا آتا چالیس روز تک بادشاہ پر یہی کیفیت گذری۔

جب بادشاہ نے یہ خواب دیکھا اور لڑکی سے بے وفائی کا دردناک گِلہ سُنا تو اور بھی زیادہ بیقرار ہوا آنکھ کھل گئی دل کی بے چینی اور طبیعت کی بے تابی اس قدر بڑھی کہ بے ہوش ہو گیا جب وزیر نے دیکھا کہ بادشاہ کی بڑی حالت ہے تو لڑکے کو اشارہ کیا وہ تیغ و کفن

Marfat.com

لے کر بادشاہ کے قدموں پر جا گرا اور دونوں بے خود ہو گئے۔

شاہ چوں شد از فراق او خلاص ہر دو خوش رفتند در ایوان خاص
بعد ازاں کس واقف اسرار نیست زانکہ آنجا موضع اغیار نیست
آنچہ آن یک گفت آن دیگر شنید کو ردید آں حال گوش کر شنید

پھر فرمایا کہ خواب میں یہ شکایت بادشاہ سے کس نے کی وزیر زادہ تو زندہ تھا بات یہ تھی کہ بادشاہ کا جو تخیل تھا وہی پیش آیا۔

پندار اینکہ مہرت از دل عاشق رود ہرگز چو میر د مبتلا میرد چو خیزد مبتلا خیزد

اللہ تعالیٰ کا معاملہ بھی اپنے بندہ کے ساتھ ایسا ہی ہے انسان کو لازم ہے کہ سوائے خادم کے غیر کو دل میں جگہ نہ دے۔

◎◎◎

خواب تھا جو کچھ دیکھا

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک شہزادی اپنے غلام پر عاشق ہو گئی جب کہ جنون عشق کا غلبہ ہوا اور عصمت وحیا کا پردہ چاک ہونے لگا تو ناچار اپنی دس کنیزوں کو جو فن موسیقی میں کامل تھیں اور لحنِ داؤدی سے تاثیر سحر دکھلاتی تھیں اپنے پاس بلایا اور راز دل ظاہر کیا کہ اب مجھ میں تاب جدائی باقی نہیں کوئی تدبیر کرو کہ اُس غلام پری پیکر کو خبر نہ ہو اور لطف وصال حسب دل خواہ میسر آوے ورنہ میری جان اس غم میں گھل جاوے گی ان سب نے عرض کیا کہ یہ کیا بڑی بات ہے لو آج ہی سہی۔ ایک عیار ان میں سے گئی اور غلام کو ایک جام داروئے بے ہوشی پلا دیا اور اس حالت۔ بے خبری میں اس کو لا کر شاہزادی کے پلنگ پر لٹا دیا جب نصف شب کے بعد اس کو ہوش آیا تو اپنے تئیں بہشت میں پایا۔

نیم شب چو نیم مستی آں غلام چشم نرگس برکشو داز غم تمام
دید قصرے ہمچو فردوس ارتگاہ تخت زریں از کنارش تا کنار

Marfat.com

اس بزم عیش وسامانِ نشاط کو دیکھ کر غلام متحیر اور شاہزادی کے حسن باکمال و جمال بے مثال میں محو ہو گیا ؎

انگ انگ [1] پرتی نبت پری درپن سے سب گات

دوہری تہری جوہری بھوگن جانے جات

[1] (انگ انگ ہر عضو۔ پرتی نیب عکس درپن آئینہ دگات جسم بھوگن زیور یعنی تمام جسم معشوق کا مانند آئینہ کے شفاف ہے زیور کا عکس جو اس کے ہر عضو میں پڑتا ہے تو دوہرے تیہرے چوہرے زیور معلوم ہوتے ہیں۔۱۲)

کنیزان سحر فن گانے بجانے میں مصروف ہوئیں اور شہزادی مشاہدہ جمال اور لطف وصال میں مشغول رات بھر وہ غلام یہ عجیب سارنگ دیکھتا رہا قریب صبح سو گیا تو شہزادی کی چالاک کنیزوں نے اس کو اٹھا کر پھر اسی جگہ پر جاڈالا جب آنکھ کھلی تو وہ نہ محفل نہ وہ سامان وہ ہی جگہ ہے مکان اب غلام حیرت کے دریا میں ڈوب گیا کہ یہ حال تھا خواب تھا یا خیال تھا رونا پیٹنا اور آہ وزاری شروع کی۔ لوگوں نے حال دریافت کیا تو کہا کہ میں کچھ بیان نہیں کر سکتا ایک خواب تھا بیداری سے بہتر ایک بیداری تھی خواب سے پریشان تر نہ خواب تھا نہ بیداری ؎

دیدم ہمہ من ندیدیم گرچہ ہمہ چوبشنیدم نشنیدم ہیچ

جب عارف دریائے توحید میں غوطہ لگا کر باہر آتا ہے تو اُس پر یہی حالت طاری ہوتی ہے۔

◎◎◎

دل کا معاملہ ہے کوئی دل لگی نہیں

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک فقیر روشن ضمیر ایک شاہزادے پر عاشق ہو گیا اور اس کے عشق و محبت میں دیوانہ ہو گیا ہے بادشاہ آتش غیرت میں سوختہ ہو گیا اور وزیر کو حکم دیا کہ

Marfat.com

اسی دم گدائے شوخ چشم کو سولی دے دو وزیر بموجب فرمان شاہی کے درویش دل ریش کو زیر دار لایا اس وقت اس سوختہ جگر نے کہا کہ اگر تھوڑی مہلت دو تو دوگانہ پڑھ کر کچھ دعا کر لوں چنانچہ وزیر نے اتنی مہلت دی اور فقیر نے نماز شروع کی ۔

پس میاں مسجدہ گفتا کائے الہ　　چوں بخواہد گشت شاہم بے گناہ
پیش ازاں کز جان برایم بے خبر　　روزیم گردان جمال آں پسر

تیر دعا نشانہ مدعا پر جالگا فقیر کی دعا نے وزیر کے دل پر اثر کیا اس نے فوراً بادشاہ سے اس کے عشق صادق کا حال بیان کیا بادشاہ کا بھی دل نرم ہو گیا شہزادہ سے کہا کہ جاؤ اور نہایت خاطر و مدارات سے اس دلدادہ کو ہمارے پاس شہزادہ گیا اور فقیر کا سر اپنے زانوں پر رکھا فقیر سوختہ نے دیکھا تو آپ کو کنار معشوق میں پایا جمال یار پر جان نثار کی ۔

سورج کے سامنے نہیں شبنم کو کچھ قرار　　ہم پاس تم جو آئے تو پھر ہم کہاں رہے
نعرہ زد جان بہ بخشند و بمرد　　ہمچو شمعی باز خندید و بمرد
چوں وصال دلبرش معلوم شد　　فانی مطلق شد و معدوم شد
سالکان دانند درمیدان درد　　تا فنائے عشق بامردان چہ کرد
جملہ مردان فنائے رہ شدند　　درفنائے حق بحق آگہ شدند
تا نباشی مدتے زیر و زبر　　کے توانی یافت از آسائش خبر
عشقاں جان باز ایں رہ آمدند　　وزود عالم دست کوتاہ آمدند
کس دریں وادی بجز آتش مباد　　وآنکہ آتش نیست عشقش خوش مباد
عاشق آں باشد کہ چوں آتش بود　　گرم روسو زندہ و سرکش بود
مرد کار افتادہ باید عشق را　　مردم آزادہ باید عشق را
نے تو کار افتادہ نے عاشقی　　مردہ تو عشق را نے لائقی

◎◎◎

Marfat.com

دھوبی کا عشق شہزادی سے

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ ایک دن قوالی سن رہے تھے آپ کو جوش آیا اور جوش میں رومال ہلا کر فرمایا کہ افسوس ہم دھوبی کے لڑکے کے برابر بھی نہ ہوئے اس وقت تو کسی خادم کو تاب نہ ہوئی کہ دریافت کرے لیکن دو تین دن کے بعد حضرت امیر خسرو نے وقت فرصت میں عرض کیا کہ اس روز جو حضور کی زبان الہام بیان سے یہ الفاظ صادر ہوئے تھے اس راز سے آگاہ فرمائے آپ نے فرمایا کہ بادشاہی دھوبی کا لڑکا بن دیکھے بھالے شہزادی پر شیفتہ ہو گیا۔

نہ تنہا عشق از دید ار خیزد بسا کین دولت از گفتار خیزد

وہ لڑکا تمام دن شہزادی کے کپڑے دھوتا اور طرح طرح سے ان کو درست کرتا اور غائبانہ اس کے حسن و جمال کی یاد میں نالہ و فریاد کرتا۔

رخنہ ہائے بیعدد ہجر تو در دل ساختہ عشق چوں زنبود در ہر خانہ منزل ساختہ

ان اگن چین کرتج میں جو پی بچھڑت دین برہ نیتا ہوئے کے چھین چھین گھر لین

لے (۱) (آن گن بیشمار چھین سوراخ۔ کرتج دل پی محبوب بچھڑت فراق برہ عشق یعنی دل میں بیشمار سوراخ معشوق کے فراق میں ہو گئے ہیں تو عشق نے نیتان کے ہر سوراخ کو اپنا گھر بنالیا ہے ۱۲)

چند روز تو یہ راز پوشیدہ رہا آخر طشت از بام ہوا لڑکی کے گھر والوں کو یہ بھید کھل گیا۔

عشق نہ آنست کہ ماند نہاں! گرچہ بود پردہ جہاں در جہاں

اس کے والدین کو فکر و اندیشہ پیدا ہوا کہ بڑی خرابی کی بات ہے اگر شاہزادی کو خبر ہو گئی تو یہ مارا جائے گا اور اگر یہ چپ چاپ اس غم و حسرت میں مبتلا رہا تو مر جائیگا۔

Marfat.com

گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل!

ایسی جگہ اس نے کمند ڈالی ہے کہ جہاں رسائی دشوار ہے، ہم دھوبی وہ شاہ۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ آخر یہ خیال آیا کہ کسی طور سے لڑکے کی طبیعت کو بدلنا اور اس کے دل سے یہ خیال مٹانا اس کی ماں نے کیا سوانگ بھرا کہ ایک دن اداس صورت اور غمگین چہرہ بنا کر بیٹے کے پاس جا بیٹھی اور سرد آہیں بھرنے لگی۔ اس نے پوچھا کہ اے اماں خیر تو ہے آج تمہارا کیا حال بہت ہی اصرار کے بعد کہا کہ بیٹا کیوں کچھ کہا نہیں جاتا کلیجہ منہ کو آتا ہے یہ کہہ کر آنسو بہانے لگی اور بولی کہ جس شہزادی کے تو کپڑے دھویا کرتا تھا آج اس کا سوم تھا اس نے مضطرب ہو کر تین بار دریافت کیا کہ کیا وہ مرگئی پھر نعرہ مار کر جان بحق ہو گیا خوب اچھی طرح سمجھ لو۔

ابتدا ہی میں اُٹھ گئے سب یار　　عشق کی کون انتہا لایا!
اب تو جاتے ہیں میکدہ سے میر　　پھر ملیں گے اگر خدا لایا!

دھوبن نے سوچا کچھ تھا ہو گیا کچھ رونا پیٹنا شروع کیا۔ اب کیا ہوتا تھا آخر رو دھو کے بیٹھ رہے چوتھے روز دھوبن شہزادی کے کپڑے لے گئی اس نے دیکھ کر کہا یہ کپڑے آج کس نے دھوئے ہیں پہلے سی صفائی نہیں وہ تو کچھ محبت کی صفائی معلوم ہوتی تھی یہ بات سن کر دھوبن غمزدہ زار و قطار رونے لگی پہلے تو جھوٹا رونا تھا اب سچ مچ کا رونا ہو گیا۔

جھٹ مٹ کھیلے سچ مچ ہوئے!　　سچ مچ کھیلے برلا کوئے

شہزادی نے پوچھا کہ کمبخت بتاؤ تو سہی روتی کیوں ہے کچھ منہ سے بول اس نے تمام حال اپنے لخت جگر کی رحلت کا ان کے بیان کیا اور کہا وہ مارا جو تمہارے کپڑے دھوتا تھا اس طرح جہان سے اُٹھ گیا یہ اس کا پیغام ہے۔

اتنا پیغام درد کا کہنا　　گر صبا کوئے یار میں گذرے
کون سی رات آن ملیے گا　　دن بہت انتظار میں گذرے

شہزادی بولی کہ اچھی دھوبن ہم کو بھی اپنے لڑکے کی قبر دکھلا دے۔

اے روشنی طبع تو بر من بلا شدی　　مارا خراب کر دی و خود مبتلا شادی

Marfat.com

یہ کہہ کر کھڑی ہوگئی اور دھوبن کو ساتھ لے کر قبرستان کی طرف روانہ ہوئی ۔

وہ چلا جو آتا ہے دوستو ذرا اس سے بچتے رہا کرو۔
کیا قتل جس نے نظر کو یہ وہی تو خانہ خراب ہے

مرے پیچھے مت ملو کہے کبیرا رام　　لوہا ماٹی ہوگیا پھر پارس کس کا!

چلتے چلتے قبر پر پہنچی اور اس کو نہایت درد وحسرت کی نگاہ سے دیکھنا شروع کیا فوراً قبر شق ہوگئی شہزادی نے کہا ۔

شق جا بجا ہے آہ یہ کس کا مزار ہے　　شاید کہ اس میں دفن دِل بیقرار ہے

پھر بیتاب ہوکر شہزادی اسی قبر میں سما گئی ۔

اس چمن کی سیر میں آیا رپیوں مل کے مُل　　کیا بنائے صانع قدرت نے رنگین گل کے گل!!!
یہ نہ وہ دریا کہ جس سے گذرے پل باندھکر　　موج چشم عاشقاں دے توڑ پل میں پلکے پل

ایک شور مچ گیا بادشاہ کو خبر ہوئی وہ بھی آیا قبر کھودی گئی دیکھا کہ جسم ایک ہے اور سر دو ۔

نکلے باہر ولے موئے نکلے　　دونوں دست و بغل ہوئے نکلے
ربط چپاں بہم ہویدا تھا　　مر گئے پر بھی شوق پیدا تھا
ایک کا ہاتھ ایک کے بالیں　　ایک کی لب سے ایک کو تسکین
جو نظر اُن کو آن کرتے تھے　　ایک قالب گمان کرتے تھے

بعد اس قصہ کے سلطان جی نے فرمایا کہ میاں ایسا عشق ہم کو نہ مرشد سے ہوا نہ رسول سے نہ خدا سے ورنہ ہم کو بھی وصل نصیب ہو جاتا۔

◎◎◎

نہ خود۔ نہ خودی۔ نہ خُدا

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب مجنوں عاشق ہوا اور عشق افشاں ہوا تو امتحان کے لیے لیلیٰ نے ایک آدمی بھیجا کہ مجنوں سے ایک ٹکڑا گوشت مانگ لاؤ اس نے مجنوں کو یہ پیام سنایا پوچھا کہ کہاں کا گوشت طلب کیا ہے اس نے لیلیٰ سے پوچھا کہا کہ ابھی کچا ہے مرتبہ ناسوتی میں ہے۔ چند مدت کے بعد پھر ایک آدمی گوشت کی طلب میں پہنچا تو مجنوں نے جواب دیا کاٹ کر لے جاؤ اس نے آن کر لیلیٰ سے بیان کیا کہا کہ ہاں اب عشق میں آیا ہے اور یہ مرتبہ ملکوتی ہے کچھ عرصہ کے بعد آیا لیلیٰ کہنے لگی جس طرح شاہ منصور نے انا الحق کہا تھا یہ مرتبہ جبروتی اور فنائی العشق ہے چند روز کے بعد صرف لیلیٰ لیلیٰ کہنا شروع کیا یہ مرتبہ لاہوت وتوحید ہے، بعد اس کے گم گشتگی پیدا ہوئی نہ لیلیٰ یاد رہی نہ مجنوں یہ مرتبہ ہاہوت ہے نہ خود نہ خودی نہ خدا کچھ باقی نہ رہا نہ ذکر نہ ذاکر نہ مذکور۔

◎◎◎

آگ کے بدلے میں آنکھ دے دی

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بارادہ بیعت حاضر ہوئے تو اس وقت خواجہ صاحب ایک درخت خشک سے تکیہ لگائے بیٹھے تھے، بابا صاحب کو خیال آیا کہ تعجب ہے جس درخت کو خواجہ صاحب نے کمر لگائی وہ خشک رہے۔ ایک نظر جو ڈالی تو درخت سر سبز ہو گیا۔ خواجہ صاحب نے نگاہ کی تو وہ پھر خشک ہو گیا۔ غرض دو بار اسی طرح الٹ پلٹ ہوئی۔ خواجہ صاحب نے

Marfat.com

فرمایا کہ میاں فرید تم فقیری کرنے آئے ہو یا خدا سے لڑنے مرضیٔ الٰہی تو یوں ہے کہ درخت خشک رہے۔ تم اس کو ہرا بھرا کیے چاہتے ہو' جاؤ قطب الدین کے پاس وہ ذرا تمہاری خبر لے گا اور وہیں تمہارا حصہ ہے' حسب ارشاد پرانی دلی میں آئے اور قطب صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کی عمر کم تھی' بچوں کے کھیل کود کا تماشا دیکھ رہے تھے۔ بابا فرید کے دل میں خیال آیا کہ پیر تو ملا مگر لڑکا ہے ان کو یہ ضمیر منکشف ہوئی فوراً حجرہ کے اندر گئے اور بوڑھے بن کے نکل آئے فرمایا کہ لو اب میں تمہاری پیری کے قابل ہو گیا۔ بابا صاحب بیعت ہوئے اور حضرت کے وضو کرانے کی خدمت اختیار کی۔ ایک دفعہ موسم سرما میں آدھی رات کے بعد پانی گرم کرنے کے لیے آگ کی ضرورت ہوئی تمام شہر میں تلاش کی کہیں نہ ملی بہت گھبرائے آخر بہزار دقت ایک بڑھیا کے گھر پتہ لگا' اس نے کہا کہ آگ کے بدلے اپنی آنکھ نکال دے تو آگ دیتی ہوں' یہ راضی ہو گئے۔ آنکھ دے کر آگ لائے اور چھٹ پٹ گرم پانی حضرت کے لیے تیار کیا وقت پر وضو کرایا' صبح کو آنکھ پر پٹی باندھے قطب صاحب کے روبرو آئے پوچھا کہ یہ کیا ہوا' عرض کیا' حضور آنکھ آئی ہے قطب صاحب نے فرمایا کہ خیر آئی ہے تو سو آئی ہے پٹی کھولی تو پہلے سے سوائی آنکھ تھی۔ اس کے بعد خرقہ خلافت عنایت فرمایا اور رخصت کر دیا۔ اس وقت سے حضرت بابا صاحِ کی اولاد ہیں میں ایک آنکھ بڑھی ہوتی ہے۔

◎◎◎

آندھی میں بھی چراغ جلتا رہا

ایک روز ارشاد ہوا کہ جس وقت بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مخدوم علی احمد صابر اپنے ہمیشرہ زاد کو تعلیم کیا تو ان پر ایک ایسی حالت طاری ہوئی' کہ حضرت کا طواف کرتے تھے اور یہ شعر ورد زبان تھا

کعبہ خوانم یا پیغمبر مصحف ست ایں یا خدا　　اصلاح شوق بسیا رست دمن دیوانہ ام

Marfat.com

بعد مدت کے مخدوم صاحب نے عرض کیا کہ میرا ارادہ دہلی کا ہے۔ بابا صاحب نے فرمایا کہ میری مہر قطب جمال ہانسوی کے پاس ہے تم اپنی سند لے جاؤ اگر مہر کر دیں تو چلے جانا۔ آپ سند لے کر ہانسی میں پہنچے' مغرب کا وقت ہو گیا تھا۔ بعد ملاقات کہا کہ بھائی صاحب اس عرضی پر مہر کر دو۔ انھوں نے فرمایا کہ ابھی آپ تھکے ہوئے تشریف لائے ہیں انشاء اللہ فجر کے وقت مہر ہو جائے گی خاطر جمع فرمائیے۔ مخدوم صاحب نے کہا کہ نہیں حضرت ابھی مہر کر دیجئے۔ قطب صاحب نے فرمایا کہ صاحبزادے اس وقت چراغ موجود نہیں صبح تک صبر کیجئے ایسی کیا جلدی ہے۔ حضرت علی احد صاحب نے اپنی انگلیوں پر پھونک ماری فوراً پانچوں انگلیاں روشن ہو گئیں۔ قطب صاحب نے فرمایا کہ تم اپنی کرامت دکھاتے ہو یہ کہہ کر سند کو چاک کر دیا' حضرت علی احمد نے ان کی جانماز لے کر پھاڑ ڈالی اور کہا کہ تم نے ہماری سند ولایت پھاڑی ہم نے تمہاری قطبیت قطع کر دی۔ قطب صاحب نے پوچھا کہ ماضی کی یا مستقبل کی آپ نے فرمایا کہ استقبال کی۔ کہا کہ الحمد للہ بھلا پچھلی تو بچی۔ آخر مخدوم علی احمد صاحب وہاں سے روانہ ہو کر بمقام کلیر کہ شہر عظیم اور نہایت آباد تھا پہنچے اور وہاں رہنا اختیار کیا۔ جمعہ کے روز مسجد میں نماز کے لیے اول وقت پہنچے اور پہلی صف میں مقابل مصلائے امام جا بیٹھے چونکہ آپ کی صورت فقیرانہ اور کپڑے پھٹے پرانے تھے' جو شخص آتا ان کو اٹھا کر خود بیٹھ جاتا حتیٰ کہ آخیر صف میں جا پہنچے۔ آپ کو غصہ آیا جب نمازی سجدے میں گئے تو فرمایا اے مسجد تو کیوں کھڑی ہے ذرا جھک جا۔ مسجد نمازیوں پر گر پڑی اور سارے آدمی دب کر مر گئے۔ یہانتک کہ تمام شہر برباد ہو گیا۔ صرف اس بڑھیا کا لڑکا بچا جو آپ کی خدمت کرتی تھی۔ چنانچہ ابتک وہ شہر ویران ہے آخر کار آپ کو حیرت نے گھیرا' ایک گولر کی شاخ پکڑ کے کھڑے ہو گئے' کئی برس تک اسی طرح کھڑے رہے۔ جب بابا فرید صاحب کو معلوم ہوا کہ صابر عالم حیرت میں متحیر کھڑا ہے تو آپ نے مریدوں کو جمع کر کے فرمایا کہ کوئی ایسا ہے کہ ہمارے صابر کو جا کر بٹھا دے ہم اس کو انعام دیں گے۔ حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی نے کہ جوان خوش طلعت و خوش آواز تھے دست بستہ عرض کی کہ ارشاد ہو تو میں جاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا' لیکن سامنے کھڑے نہ ہونا۔ خواجہ

Marfat.com

صاحب رخصت ہو کر کلیر میں پہنچے دیکھا کہ جناب علی احمد صاحب صاحب بصورتِ تصویر سکتہ کا عالم آنکھیں کھلی ہوئی نظر بطرف آسمان مقام حیرت میں مستغرق کھڑے ہیں۔ خواجہ صاحب بجانب چپ کھڑے ہو کر غزل گانے لگے۔ مخدوم صاحب کی طبیعت عروج سے مائل بہ نزول ہوئی۔ تھوڑی دیر کے بعد ہوش میں آ گئے اور فرمایا کہ شمش الدین بیٹھ جا۔ آپ نے عرض کیا کہ غلام بیٹھے اور مولیٰ کھڑا رہے یہ تو کمالِ بے ادبی ہے۔ فرمایا کہ اچھا ہم کو بھی بٹھا دو چونکہ مدّتِ مدید سے کھڑے کھڑے پاؤں اکڑ گئے تھے اس لیے بیٹھ نہ سکے لٹا دیا پھر آپ نے پوچھا کہ شیخ اچھے تھے کہا کہ فضلِ الٰہی ہے، تھوڑی دیر بعد آپ کو نیند آ گئی اَلنَّوْمُ رَاحَتُ الْبَدْنِ وَزِیَارَۃُ الْعَقْلِ بدن کو آرام ملا عقل کو زیادتی ہوئی' جب بیدار ہوئے تو فرمایا کہ اچھا رخصت وہاں سے رخصت ہو کر حضرت بابا صاحب کی خدمت میں پہنچے' تمام حال عرض کیا فرمایا کہ بھلا ہم کو بھی پوچھتے تھے جواب دیا کہ حضرت ہاں ایک دفعہ پوچھا کہ شیخ اچھے ہیں یہ لفظ سُن کر آپ کو ایک حالتِ وجہ طاری ہوئی کہ آج ہم شیخ ہوئے' بعد فرو ہونے حالت کے خواجہ صاحب نے انعامِ موعود کی درخواست کی' آپ نے فرمایا کہ جاؤ علی احمد صابر تم کو انعام میں دیا' خواجہ صاحب پھر وہاں سے چلے اور مخدوم صاحب کی خدمت میں پہنچ کر رہنا اختیار کیا۔ چند روز کے بعد تعلیم فرما کر خواجہ صاحب کو حکم دیا کہ جاؤ سواروں میں نوکری کرو۔ جس روز تم سے کوئی کرامت صادر ہوگی وہ روز ہمارے انتقال کا ہوگا۔ رخصت ہوئے اور بادشاہی سواروں میں نوکری کر لی۔ جب سلطان علاء الدین غوری جو چتوڑ گڈھ کو سر کرنے گیا اور مدّت تک محاصرہ کیا مگر قلعہ فتح نہ ہوا۔ تو فقراء کی طرف رجوع کی' ایک فقیر نے کہا تم کیوں جا بجا پھرتے ہو خود تمہارے لشکر میں ایک ایسا کامل ہے کہ اگر وہ اس وقت فرما دے تو ابھی قلعہ فتح ہو جائے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ فتح اُسی کی زبان پر منحصر کی ہے' اور علامت شناخت یہ ہے کہ آج آدھی رات کو آندھی آوے گی سب کے چراغ گل ہو جاویں گے مگر ان کا چراغ جلتا رہے گا۔ بادشاہ خوش ہوا اور وقت کا انتظار کرنے لگا۔ جب نصف شب ہوئی تو آندھی آئی تمام لشکر کے چراغ پٹ ہو گئے صرف ایک چراغ روشن تھا

اگر گیتی سرا سر باد گیرد　　چراغ عاشقان ہرگز نہ میرد

بادشاہ وہاں پہنچا اور خیمہ پر دستِ بستہ کھڑا رہا۔ آپ اس وقت تلاوت قرآن مجید میں مشغول تھے ذرا دیر میں نظر اٹھائی تو دیکھتے ہیں کہ بادشاہ کھڑا ہے سمجھے کہ آج خیر نہیں آپ نے قرآن شریف کو بند کیا اور کھڑے ہو کر بادشاہ سے پوچھا کہ حضور آپ اس وقت کیوں تشریف لائے۔ عرض کی کہ حضور میرا قصور معاف ہو مجھ کو آپ کی قدر و منزلت معلوم نہ تھی دعا کیجئے کہ یہ قلعہ فتح ہو جائے۔ جواب دیا کہ حضور میں تو آپ کا ایک ادنیٰ ملازم ہوں' کسی نے آپ کو بہکا دیا ہے۔ بھلا میں اس قابل کہاں ہوں جو آپ سمجھے ہیں۔ بادشاہ نے کہا کوئی عذر میں نہ مانوں گا آپ کو دُعا کرنی ہی پڑے گی۔ فرمایا کہ خیر لیکن شرط یہ ہے کہ میرا استغفار منظور ہو اور تنخواہ مل جائے یہاں سے تین کوس پر جا کر دعا کروں گا۔ آپ صبح دم دھاوا کریں انشاءاللہ قلعہ فتح ہو جائے گا۔ پس معلوم ہوا کہ آج ہمارے پیر کا انتقال ہو گیا۔ بادشاہ نے اسی وقت تنخواہ دی' اور رخصت کیا۔ آپ نے تین کوس پر جا کر دعا کی قلعہ اسی دم فتح ہو گیا۔ اب وہاں سے چل کر منزل بمنزل پیران کلیر پہنچے۔ دیکھا کہ فی الحقیقت حضرت نے انتقال فرمایا اور نعشِ مبارک کے گرد شیر بھیڑیئے درندو چرند حلقہ کئے بیٹھے ہیں۔ جب خواجہ صاحب پہنچے تو سب جانور چلے گئے تجہیز و تکفین کر کے خدا کے سپرد کیا۔ تین روز کے بعد حکم ہوا کہ پانی پت جاؤ۔ حسب الارشاد پانی پت میں پہنچے' یہاں مخدوم جلال الدین کبیر الاولیا' رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ شرف الدین بوعلی قلندر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ہمیشہ استدعائے بیعت کیا کرتے تھے' اور قلندر صاحب ہمیشہ خواب دیتے کہ تمہارا پیر آنے والا ہے ابھی صبر کرو' ہم بتلا دیں گے۔ جب حضرت خواجہ شمس الدین صاحب وارد پانی پت ہوئے تو قلندر صاحب نے مخدوم صاحب سے فرمایا کہ جاؤ تمہارے پیر آتے ہیں ان کا استقبال کرو۔ آپ گھوڑے پر سوار شہر سے باہر نکلے دیکھا کہ ایک فقیر چلے آتے ہیں۔ بعد سلام علیک خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ارے میاں بانکے جوان ذرا اپنے گھوڑے کی چال تو دکھاؤ۔ آپ نے چاک و چوبند کر کے گھوڑے کی باگ اُٹھائی اور خوب چلت پھرت اس کی دکھائی۔ خواجہ صاحب بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ زہے اپ وزہے سوار۔ مخدوم صاحب چاروں خانے چت گرے جو کچھ دینا تھا اسی وقت دے دیا اور بیعت کر کے خلافت عطا فرمائی' تازیست

Marfat.com

پانی پت میں مقیم رہے، چنانچہ مزار بھی ان تینوں صاحبوں کے پانی پت میں مشہور معروف ہیں۔ مخدوم جلال الدین صاحب کا مطالعہ تو قلندر صاحب کرا چکے تھے لیکن تعلیم خواجہ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ پر منحصر وموقوف تھی۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب حضرت نظام الدین سلطان الاولیاء بابا فرید صاحب کی خدمت میں پہنچے تو دیکھتے ہی آپ نے فرمایا۔

اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ　　سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ

اس نے کہا کہ پی لے ورنہ پچھتائے گا جب رات کو مراقب ہوئے تو دیکھا کہ جہاں خیمہ دربار رسول الثقلین صلعم ایستادہ ہے اس سے سو قدم آگے وہ فقیر لٹھ لیے کھڑا ہے ہر چند مولوی صاحب نے آگے جانے کا قصد کیا لیکن فقیر نے جانے نہ دیا ناچار واپس آتے صبح کے وقت پھر اس فقیر کے پاس پہنچے اس نے پھر جام پیش کیا آپ نے نہ لیا کہ میرے واسطے حرام ہے تیرے حکم سے خدا اور رسول کا حکم افضل ہے فقیر نے کہا پی لو ورنہ پریشانی اٹھاؤ گے۔ رات کو پھر وہی معاملہ پیش آیا نہایت حیران ہوئے تیسرے روز پھر اسی فقیر کے پاس پہنچے اس نے پھر پیالہ پیش کیا آپ نے انکار کیا چوتھی شب جو مراقب ہوئے تو پھر فقیر کو سدراہ پایا اور لٹھ لے کے ان کی طرف دوڑا کہ خبردار جو اس طرف قدم اٹھایا اس وقت اضطراب میں آپ کی زبان سے نکلا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ الْغِیَاث اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے فرمایا کہ عبدالحق چار شب سے حاضر نہیں ہوا، دیکھو تو باہر کون پکارتا ہے بلاؤ انھوں نے دونوں صاحبوں کو حاضر کیا، حضرت نے فرمایا کہ عبدالحق چار رات سے تو کہاں تھا انہوں نے سارا قصہ بیان کیا۔ حضرت نے اس فقیر کی نسبت کہا اُخْرُجْ یَا کَلْبُ صبح کے وقت پھر شاہ صاحب فقیر کے پاس گئے اس کا حجرہ بند پایا، دو چار مرید بیٹھے ہوئے تھے پوچھا کیا سبب ہے کہ پہر بھر دن چڑھا اور دروازہ نہیں کھولا دیکھو تو میں بھی یا نہیں دروازہ کھولا تو پیر ندارد وہ حیران ہوئے۔ شاہ عبدالحق نے فرمایا کہ کوئی جانور یہاں سے نکلا ہے یا نہیں وہ بولے کہ ایک کالا کتا تو ہم نے یہاں سے جاتا ہوا دیکھا ہے فرمایا کہ بس وہی تمہارا پیر تھا کیوں کہ رات یہ معاملہ پیش آیا، اب چاہے تم بیعت رکھو یا فتح کرو تمہارا تو پیر کتا

Marfat.com

ہو گیا۔ غرض قصہ یہ ہے کہ فقیر کو کسی امر میں ضد لازم نہیں کہ ضد میں خود نمائی ہے اور خود نمائی خلاف فقیر پس فقیر اس مقام میں ضرور خطا کھاتا ہے اور مارا جاتا ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک فقیر رند مشرب مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ مولوی بابا ہم کو شراب پلواشاہ صاحب نے ایک روپیہ اس کی نذر کیا اور فرمایا کہ جو چاہو سو کھاؤ اور پیؤتم کو اختیار ہے وہ بولا کہ ہم نے تو آپ کا بڑا نام سُنا تھا لیکن آپ تو قید میں ہیں شاہ صاحب نے فرمایا کہ کیا شاہ صاحب آپ قید میں نہیں ہیں کہا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر کسی روش کے مقید تم نہیں ہو تو آج غسل کرو اور جبہ وعمامہ باندھ کر مسجد میں چلو اور نماز پڑھو ورنہ جیسے تم رندی کی قید میں مبتلا ہو اسی طرح ہم شریعت غرا کی قید میں پابند ہیں تمہاری آزادی ایک خیال خام ہے یہ بات سن کر نہایت چپ ہوا' اور شاہ صاحب کے قدم پکڑے کہ درحقیقت ہمارا خیال محض غلط تھا جو ہم آزادی کا دم بھرتے تھے۔

◎◎◎

کشف قبور کیا کہ بے ہوش ہو گیا

ایک روز ارشاد ہوا کہ جی احسان علی ساکن کاٹھ کہ وہ شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ ایک دن شاہ صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت کشفِ قبور کیا چیز ہے مجھ کو یقین نہیں آتا شاہ صاحب نے فرمایا کہ تم کسی قبرستان میں جا کر یہ آیت پڑھو سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الرُّوْحِ۔ میاں جی نے یہ آیت شاہ ولی اللہ صاحب کی قبر پر جا کر پڑھی اول روز دیکھا کہ تمام قبروں کے اندر مردے لیٹے ہوئے ہیں دوسرے دن دیکھا کہ مردے بیٹھے ہیں تیسرے دن جا کر پڑھا تو یہ اثر ظاہر ہوا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے ان کی طرف دیکھا اور کچھ کہا اتنا کہنا تھا کہ ایک شعلہ سا میاں جی کے جسم میں داخل ہوا اور اس کی چکا چوند سے بیہوش ہو کر گر پڑے شام کو شاہ صاحب نے اپنے

طالب علموں سے کہا کہ قبرستان میں جاؤ اور میاں جی کو اٹھا لاؤ چنانچہ طالب علم گئے اور ان کو لائے بیہوشی طاری تھی منہ سے کف جرای تھے تین دن میں ہوش آیا اور کہتے تھے کہ ہر وقت شاہ ولی اللہ کی روح مجھ کو اپنے ہمراہ نظر آتی تھی سال بھر تک یہی کیفیت رہی ایک روز مست ہاتھی آتا تھا آدمی بھاگنے لگے مجھ کو شاہ ولی اللہ صاحب نے کہا کہ ڈرو مت اور روح ان کی میرے سامنے کھڑی ہوگئی ہاتھی نکلا ہوا چلا گیا میں بے اندیشہ کھڑا رہا۔

◎◎◎

چار ٹکے کی رنڈی

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک شخص کسی فقیر کے پاس مرید ہونے گیا انہوں نے چار ٹکے دیئے اور فرمایا کہ آج کسی کے پاس رہو پھر آؤ گے تو مرید کرلیں گے۔ وہ شخص متشرع تھا۔ لاحول پڑھ کر چلا گیا کہ اچھے پیر ملے اور خوب ہدایت کی اتفاق سے اسی شب کو بیوی کے پاس گیا نطفہ نے قرار پایا اور لڑکی پیدا ہوئی جب سن بلوغت کو پہنچی تو فاحشہ ہوگئی' اور بازار میں جا بیٹھی اس شخص کی ایسی بدنامی ہوئی کہ منہ دکھانے کو جگہ نہ رہی پھر اس فقیر کی خدمت میں پہنچا اور اپنا دردِ دل بیان کیا انھوں نے فرمایا کہ اس روز کے چار ٹکے تو اسی لیے تھے کہ یہ بلا تمہارے گلے نہ پڑے رنڈیوں میں پیدا ہوتی اور رنڈی بنتی تمہارا نام بدنہ ہوتا۔

لیکن تم نے نہ مانا اب اپنے کیے کو بھگتو۔

بے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید   کہ سالک بیخبر بنو ذرا راہ و رسم منزلہا

◎◎◎

Marfat.com

قارون اور لیلیٰ مجنوں

ایک روز ارشاد ہوا کہ انسان کو جس چیز میں کمال ہوتا ہے اسی میں مرتا ہے۔ چنانچہ دھنتر بید کو سانپ کے پکڑنے میں کمال تھا اس کو سانپ نے کاٹا اور مر گیا اور علی ہذالقیاس ۔

بِسِلٍّ مَاتَ اَرُسطَا لِیْسَ اَفَلاطُوْنَ بِاَفْلِیْجٍ
وَلُقْمَانَ بِسَرْسَامٍ وَجَالِیْنُوْسَ مِیْطُوْنَا!!

یعنی ارسطو سل کی بیماری میں مرا اور افلاطون فالج میں لقمان سرسام میں اور جالینوس وستون کے مرض میں حالانکہ انھیں بیماریوں کے علاج میں کمال رکھتے تھےاور جس کو جس کی محبت ہوتی ہے اسی کے خیال میں جان دیتا ہے۔ چنانچہ قارون مال کی محبت میں مرا اور مجنوں لیلیٰ کی محبت میں ایسے ہی طالب خدا کو خدا طلبی کی بیماری ہے وہ اسی میں فنا ہو جاتا ہے بیماری سے خالی کوئی نہیں ہر شخص کو کچھ نہ کچھ علت ضرور ہوتی ہے۔

◎◎◎

۱۵۰ روپے میں نمبرداری مانگی

ایک روز مقام بلاسپور سے فیض یاب خان کا مریضہ خدمت مبارک میں آیا کہ میرے لیے دُعا فرمایئے کہ میرا دلی مقصد برآوے حضرت نے جواب دیا کہ ہم بھی دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرے گا۔ غرض دوسرے تیسرے دن اسی مضمون کا خط آنے لگا، حضرت نے حاجی فرید الدین صاحب اور میاں اللہ بندے صاحب سے مشورہ لیا کہ

Marfat.com

علاج کریں دونوں صاحبوں نے صلاح دی کہ حضور دو سو روپیہ طلب فرمایئے یقین ہے کہ پھر خط نہ لکھیں گے چنانچہ جواب میں یہی مضمون لکھا گیا انہوں نے ڈیڑھ سو روپیہ کی ہنڈوی ارسال کر دی اور لکھا کہ روپیہ میں خود لے کر فلاں تاریخ کو حاضری دوں گا۔ جب یہ خط پہنچا تو حاجی فرید الدین سے آپ نے فرمایا کہ بولو اَب کیا کہتے ہو بڑی مشکل ہوئی۔ اَب تو جو کچھ وہ طلب کرے گا دینا پڑے گا۔ اس کا مقصد دلی کیا ہے آخر فیض یاب خان باقی روپیہ لے کر حاضرِ خدمت ہوئے اور تنہائی میں اپنا مقصد عرض کیا جب وہ چلے گئے تو فرمایا کہ ارے میاں ہم کو تو بڑا اندیشہ تھا کہ دیکھئے کیا مانگتا ہے مگر لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ۔۔۔۔ مانگا تو کیا مانگا کہ حام مجھ سے رضا مند رہے سچ یہ ہے کہ سب باتیں تقدیر پر موقوف ہیں چنانچہ نقل ہے کہ ایک بزرگ تھے جب ان کا انتقال ہونے لگا تو ان کی بیوی نے کہا کہ بڑا لڑکا فیضان باطن سے بالکل خالی رہ گیا اس کے حال پر توجہ فرمانی چاہیے انہوں نے جواب دیا کہ مجھ سے کچھ نہیں ہو سکتا بیوی نے چند نظریں بیان کیں کہ تمہاری نظر سے فلاں شخص پر حال وارد ہو گیا اور فلاں شخص کامل بن گیا افسوس ہے کہ اپنا ہی لڑکا محروم رہ جائے وہ بولے کہ بے شک اس وقت میری نظر میں ایسی ہی تاثیر تھی کہ وہ لوگ تو کیا اگر درخت پر نظر پڑتی ہو تو انا الحق بولنے لگتا یہ میرے اختیار کی بات نہیں البتہ آج سے تیسرے دن ایک بزرگ تشریف لاویں گے تم لڑکے سے کہہ دو جو کچھ اس کا مدعا ہو اس بزرگ سے طلب کرے خیر انتقال ہو گیا اور تیسرے روز ایک فقیر آئے گھر والے بہت خوش ہوئے کہ اب اس لڑکے کو کچھ نہ کچھ نعمت و فیضان حاصل ہو جائے گا اس فقیر نے پوچھا کہ بولو صاحبزادہ کیا چاہتے ہو کہا کہ حضور میری تمنا تو یہ ہے کہ قصبہ کی نمبر داری مجھ کو مل جائے فرمایا کہ بہت اچھا مل جاوے گی۔ چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد وہ نمبر دار ہو گیا اب دیکھئے تقدیر نے کہا اس کا سر پھوڑا غرض بد قسمتی کا کچھ علاج نہیں ۔

سوزن تدبیر ساری عمر سیتے رہے   زخمہ تقدیر کو ہرگز رفو کرتے نہیں

◎◎◎

Marfat.com

شیطان کی ایسی تیسی کر دی

ایک روز حاضر خدمت ہوا ایک شخص آیا اور شیطان کا گلہ شروع کیا کہ دنیا میں تمام فساد اسی کا ہے اس وقت ارشاد ہوا کہ ہم کو ایک حکایت یاد آئی ایک آدمی جنگل میں اونٹنی کو چرانے لے گیا شہوت نے غلبہ کیا تو اونٹنی پر سوار ہو گیا پھر خیال آیا کہ کسی طور سے اس معشوقہ دراز گردن کا بوسہ بھی لینا چاہیے تاکہ ہوس رانی میں کوئی کسر باقی نہ رہے کیا سوجھی کہ وہیں سے ہاتھ بڑھا کر درخت کی ایک شاخ توڑی اور اونٹنی کو دکھلائی اس نے کھانے کے واسطے گردن پھیری اور منہ بڑھایا تو جھٹ بوسہ لے لیا جب اس طرح جھک مار کے الگ ہوئے تو لگے کہنے تیرے شیطان کی ایسی تیسی کم بخت مردود نے مجھ سے کیا کام کرایا ہے یہ کہنا تھا کہ شیطان بھی مجسم ہو کر سامنے آ گیا اور بولا کہ تیرے باپ کی ایسی تیسی ارے مردود جو ترکیب بوسہ کی تو نے ایجاد کی ہے یہ تو کبھی میرے باپ کو بھی نہیں سوجھی تھی

مجھ کو آتی ہے ہنسی ان حضرت انسان پر　　فعل بد تو خود کریں لعنت کریں شیطان پر

اس موقع پر راقم کو یہ رباعی یاد آ گئی۔

شیطان کرتا ہے کب سی کو گمراہ　　اس راز سے ہے خدائے غالب آگاہ
ہے کام کسی کا اور کسی پر الزام　　لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ

◎◎◎

Marfat.com

دوسری بیوی پر دُکھ ہے

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک شخص اس امر کا متفحص و جویا تھا کہ آیا دنیا میں کوئی بندۂ خدا بے فکرو بے غم بھی ہے جا بجا جستجو کرتا ہوا ایک شہر میں پہنچا وہاں ایک باغ نظر آیا صحن چمن میں ایک سن نوخیز امیر زادہ کے گرد و پیش غلامان خوش انداز کمر بستہ کھڑے ہیں مطربان خوش الحان گاتے ہیں اور وہ امیر چراؤ جھولے میں اندر جھوم رہا ہے انواع واقسام کا سامان عیش و طرب مہیا ہے یہ سماں دیکھ کر اس کی سمجھ میں آیا کہ اب مدعا پایا یہ خوش نصیب ضرور بے فکرو بے غم ہے اس امیر سے کہا کہ ماشاء اللہ تمام جہان میں ایک آپ کو دل شاد پایا ہے۔ امیر نے کہا میاں صاحب کس خیال میں ہو آج شب کو میرے پاس ٹھہرو اور احوال واقعی سنو ۔

آرام سے ہے کون جہان خراب میں　　گل سینہ چاک اور صبا اضطراب میں

المختصر رات کو امیر نے پوچھا کہ میاں صاحب کیا کہتے ہیں اب کہتے اس نے کہا مدت سے اس تجسس میں صحرا نوردی اختیار کی ہے کہ الٰہی اس عالم میں کوئی بے فکرو بے غم آدمی بھی ہے ۔

جس سے پوچھا کہ دل خوش ہے کہیں دنیا میں　　رو دیا اُس نے اور اتنا ہی کہا کہتے ہیں

البتہ آپ کو دیکھ کر شکر خدا بجالایا کہ بھلا ایک تو بے فکرو بے غم پایا اَلْمَالُ وَ الْبُنُوْنَ زِیْنَۃُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا۔ امیر نے یہ سنکر آہ بھری اور کہا

جسے نصیب ہو روز سیاہ میرا سا　　وہ شخص دن نہ کے رات کو تو کیونکر ہو

میاں صاحب مجھ جگر خستہ و دل شکستہ کا حال نہ پوچھئے۔

کبستم دل شکستہ غم زدۂ　　بیدل و خستہ و ستم زدۂ

از گدہ از نفس تباب دبتے　　وزبیا بان یاس تشنہ لبی

درمندے جگر گداختہ　　از غم دہر زہرہ باختہ

Marfat.com

لو متوجہ ہو اور میری داستان سنو والدین نے بڑے ناز سے پرورش کیا بچپن میں شادی کر دی بیوی بھی خوبصورت و خوش سیرت ملی اللہ تعالیٰ نے یہ لڑکے جو کھیل رہے ہیں عطا فرمائے قضاء آئی اور وہ نیک بخت مرض مہلک میں مبتلا ہو کر مرگئی چند روز درد و غم رہا آخر صبر آ گیا پھر نکاح کیا دوسری بیوی پہلی سے بھی زیادہ حسین اور نیک سیرت وفا دار پائی۔ نہایت خوشی سے زمانہ گذرنے لگا کچھ مدت بعد دفعتہً وہ بھی سخت بیمار ہو گئی امید زیست کی نہ رہی میں رونے لگا اس نے کہا کیوں روتے ہو اگر میں مر جاؤں گی اپنی جان سے جاؤں گی تم اور لے آؤ گے آخر مجھ سے پہلی بیوی پر بھی تو تم عاشق تھے۔ جب میں نے یہ بات سُنی تو غصہ میں آن کر اُس کے روبرو اس بیخ فساد کو دُور کر کے کہا کہ بس اب تو دوسری بیوی نہیں لاؤں گا۔ اب نیرنگ قدرت دیکھئے کہ ادھر تو میں نے یہ حرکت کی ادھر اس کو صحت ہونی شروع ہوئی۔ آخر وہ اچھی ہو گئی اب ہم دونوں عجب حسرت و افسوس میں گرفتار ہیں کہ جس کا بیان محال ہے آپ ہی انصاف فرمائیں کہ مجھ سا کوئی اور بھی دنیا میں دُکھیا ہے۔

درین دنیا کسے بے نہ باشد　　اگر باشد بنی آدم بناشد

تن در سکھیا کوئی نہ دیکھا جو دیکھا سو دکھیا رے　　ڈگر چلتی سب گھٹ دکھیا کیا گرہے اور بیرا کی رے

سکھا چارج دکھ ہی کے کارن گرہے مایا تیا گی رے

اود ے ست کی بات گہت ہوں تا کو کرے بہ بیکارے

اونچے چڑھ چڑھ دیکھ تماشا گھر گھر ایک ہی لیکھا رے

سکھا چارج دُکھ ہی کے کارن گرہے مایا تیالی رے

برہما بشن مہیش دکہت ہین جن یہ ہاٹ لگائی رے

جوگی دکھیا جنگم دکھیا تپشیا کو دُکھ دونا رے!

آسا ترشنہ سب گھٹ پوری ایکو محل نہ سونا رے

درت دکھی ابدوت دکھی میں اتن کا ذکر ہی کتنا رے

کہے کبیر مسنو بھائی سادھو کوئی مندر نہیں سونا رے

◎◎◎

Marfat.com

منہ کالا کر کے دنیا حاصل کی

ایک روز ارشاد ہوا کہ جس زمانہ میں مولوی فضل حق صاحب سررشتہ دار تھے تو ہم جمعہ کو خضاب کیا کرتے تھے مولوی نورالحسن صاحب کاندہلوی نے جو مولوی صاحب سے پڑھتے تھے عرض کیا کہ جناب یہ خضاب کرنا آپ کو زیبا نہیں کیوں کہ آپ عالم ہیں مولوی صاحب سن کر چپ ہو رہے جب مولوی نورالحسن صاحب کئی مرتبہ یہ بات زبان پر لائے تو ایک دن مولوی صاحب نے جواب دیا کہ سنو صاحب کسی نے وعظ کہہ کر دنیا کمائی کسی نے درس و تدریس کر کے کسی نے تعویذ گنڈا کر کے کسی نے پیری مریدی کی آڑ میں ہم نے کالا منہ کر کے دنیا میں حاصل کی غرض سے سب کی دنیا ہے اس سے نجات تو جب ممکن ہے کہ ایسا مرد خدا ملے جو ایک نظر میں بیڑا پار کر دے۔

◎◎◎

مرید کا بازاری عورت سے نکاح

ایک روز ایک بوڑھا رانگڑ گاؤں کا رہنے والا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور سوال کیا کہ اجی میاں صاحب پیر کے' کے میانی (کیا معنی) اور مرید کے' کے میانی (کیا معنی) آپ نے فرمایا کہ اے کاکا۔ ہم کو ایک نقل یاد آئی۔ اس پر میانی (معنی) سمجھ لو۔

نقل:

ایک مرید نے اپنے پیر سے پوچھا کہ پیر کا حق مرید پر کیا ہے اور مرید کا حق پیر پر کیا۔ اس بزرگ نے جواب دیا کہ اچھا بتا دیں گے چند روز کے بعد جس وقت وہ مرید راسخ

Marfat.com

الاعتقاد حاضر ہوا پہلے اس سے کہ وہ بیٹھے پیر نے حکم دیا کہ چلے جاؤ وہ مرید فوراً ایک طرف کو چل دیا' ساتویں روز ایک شہر کے قریب پہنچا وہاں ایک امیر اسی بزرگ کا مرید تھا اس کو اس مرید مسافر کا حال منکشف ہوا اس نے اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ تم کہاں جاتے ہو اس نے کیفیت بیان کی اور کہا کہ میں نہیں جانتا کہ کہاں جاتا ہوں تب اس نے کہا کہ تم کو میرے ہی پاس بھیجا ہے آؤ ٹھہرو چند روز کے بعد ایک ہزار روپیہ دے کر رخصت کیا اور کہہ دیا کہ بس واپس چلے جاؤ' وہ چلا تو اثنائے راہ میں ایک شہر میں وارد ہوا' اتفاقاً ایک بازاری عورت پر جو حسن و جمال میں بے مثال تھی فریفتہ ہو گیا اور وہ ہزار روپیہ دے کر اس سے ملاقات ہوئی۔ جب ارادہ فاسد کیا تو غیب سے ایک طمانچہ لگا تین بار یہی معاملہ گذرا' عورت نے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو اس نے تمام سرگذشت بیان کی وہ بولی کہ معلوم ہوا تمہارا شیخ مرد کامل ہے اس خیال باطل کو چھوڑ و اور ہم تم دونوں ان کی خدمت میں چلیں اور یہ لو اپنا روپیہ کمر سے باندھو آخر دونوں پیر کی خدمت میں حاضر ہوئے عورت نے افعال سابقہ سے توبہ کی اور اس شخص سے نکاح کر لیا چند روز کے بعد اس مرید نے پھر وہی سوال پیش کیا تو شیخ نے جواب دیا کہ پیر کا حق وہ تھا جو تو نے ادا کیا۔ یعنی بغیر چون و چرا ہمارے حکم کی تعمیل کی اور مرید کا حق وہ تھا جو تجھ پر گذرا سو کا اس زمانہ میں تو ایسے مرید ہیں نہ ایسے پیر۔

◎◎◎

ابے تو نے ہمارا دھرم بھرشٹ کر دیا

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک گاؤں تھا مسلمانوں کا وہاں کوئی ہندو آتا تو بہت تکلیف پاتا کیوں کہ وہاں کوئی گھر برہمن کا نہ تھا نمبرداروں نے باہم مشورہ کیا کہ ایک شخص کو برہمن بنا دیا جو ہندو آتا اس کے گھر ٹھہرتا' اتفاقاً ایک پنڈت جی تشریف لائے' تین چار دن بعد قصائی نے جواب برہمنی تھے پنڈت جی سے بوستا پوچھا کہ مہاراج میرے تو دو بالک ہیں

Marfat.com

ایک نام خدا بخش اور دوسرے کا گنگا رام بھلا میں پہلے خدا بخش کا ختنہ کراؤں یا گنگا رام کو جنیو پہناؤں جیسی آپ کی اگیا ہو ویسا کروں۔ پنڈت جی یہ سن کر نہایت حیران ہوئے بولے کہ نیک بخت یہ کیا بات پوچھی ہماری سمجھ کام نہیں کرتی' ذرا اس کی شرح کر اس نے تمام حال برہمن بننے کا بیان کر دیا اور کہا کہ خدا بخش تو اُس وقت پیدا ہوا تھا جب قصائی تھے۔ گنگا رام ان دنوں میں پیدا ہوا جب ہم برہمن بن گئے تھے پنڈت جی اس شرح کو سن کر بہت گھبرائے اور کہا کہ ارے نیک بخت پہلے تو مجھے بتلا کہ اب میں جلوں یا کڑھوں تیرا خدا بخش بھی اچھا اور گنگا رام بھی خاصہ دھرم بہرشت ہوا سو ہمارا۔

◎◎◎

لڑکی پر شہید کا قبضہ

ایک روز ارشاد ہوا کہ سرونج میں ایک بڑھیا ہمارے پاس آئی اور اپنی بیٹی کے لیے تعویذ مانگا ہم نے فوراً لکھ دیا وہ بولے کہ اس پر شہید صاحب آتے ہیں بہت تعویذ گنڈے کر چکی ہوں مگر کسی سے فائدہ نہ ہوا ہم نے تعویذ واپس لے لیا اور کہا ارے نیک بخت اچھا ہوا جو تو نے کہہ دیا ورنہ رات کو شہید صاحب سے ہماری لڑائی ہوتی۔ وہ نہایت منت وسماجت کرنے لگی ہم نے کہا پہلے شہید کی نیاز کا سوا روپیہ سوا سیر گھی اور سوا سیر شکر ایک تھان لٹھا کا لاؤ۔ اس وقت تعویذ ملے گا۔ چنانچہ وہ سب چیزیں لائی اور تعویذ لے گئی۔ دوسرے دن آن کر خبر دی کہ میاں صاحب خدا تمہارا بھلا کرے آج کی رات میری لڑکی نہایت آرام سے سوئی ہم نے کہا کہ آرام کیوں نہ ہوتا شہید کو تو ہم نے جانے نہیں دیا تمام رات یہاں لڑتا رہا غرض اس نقد و جنس کا حلوہ پکا کر یاران ہم سفر کو کھلایا اور تھان کے کپڑے بنوا دیئے سچ ہے اَلدُّنْیَا زُوْرٌ لَا یَحْصِلُ اِلَّا بِالزُّوْرِ ط اور جب تک کچھ لیا نہیں جاتا دنیا داروں کو یقین نہیں آتا ورنہ کون شہید اور کیسا تعویذ۔ یہ بھی اپنا خیال و وہم ہے کسی انگریز کے سر پر کبھی جن بھوت نہ دیکھا حالاں کہ ہندوستانیوں سے زیادہ خوبصورت ہیں۔

Marfat.com

ایک روز ارشاد ہوا کہ تعویذ اور نسخوں کا یکساں حال ہے کبھی فائدہ ہوتا ہے کبھی نہیں۔ ہاں اگر اس کے ساتھ ہمت بھی ہو تو پھر تیر بہدف ہے۔ سونی پت میں ایک شخص نے ہم سے لڑکا ہونے کا تعویذ مانگا ہم نے لکھ دیا جب ایام ولادت قریب آئے تو ہم وہاں سے چل دیئے کہ خدا جانے لڑکا ہو یا لڑکی کارخانہ قدرت میں کسے دخل ہے چند روز کے بعد ان کا خط آیا کہ لڑکا پیدا ہوا۔

◎◎◎

روکھی روٹیاں خدا کو کھلا دیں

ایک روز ارشاد ہوا کہ بمقام سونی پت اخوند عبدالغفور صاحب ہمارے پاس بیٹھے تھے کہ ثناء اللہ دہریہ آیا اور ایک پتہ درخت سے توڑ کر اخوند صاحِ کے روبرو پیش کیا اور کہا کہ بھلا کوئی ایسا ہے کہ اس کو پھر جوڑے وہ بولے کہ خدا تعالیٰ کو یہ قدرت ہے اس نے کہا کہ یہ خدا تعالیٰ کے باپ سے بھی نہیں لگ سکتا اخوند صاحب اُس کو گالیاں دینے لگے میں نے کہا کہ صاحب آپ کیوں خفا ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ تو لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ ہے نہ خدا کے باپ ہوگا نہ پتہ لگائے گا اس کو بکنے دیجئے۔

بری ذاتش از تہمت ضدّ و جنس غنی ملکش از طاعتِ جن و اُنس

ایک روز ارشاد ہوا کہ بابری میں ایک شخص آیا جو اپنے تیئں خدا کہتا تھا اُن دنوں جناب وقبلہ میر اعظم علی شاہ صاحب بھی وہیں تھے وہ یہ بات سنکر خفا ہونے لگے میں نے عرض کیا کہ حضرت میں ان کو سمجھا دوں گا۔ جب ان سے آپ کی ملاقات ہوئی تو حال پوچھا کہا کہ میں خدا ہوں ہم نے کہا واہ حضرت ہم تو مدت سے آپ کی تلاش میں تھے گھر چھوڑا وطن چھوڑا آپ ہی کی جستجو میں جا بجا پھرتے رہے آپ خود ہی تشریف لے آئے بڑی مہربانی اور احسان فرمایا پھر ہم نے ان کے واسطے کھانا منگایا اتفاقاً اس روز روکھی روٹیاں چنے کی تھیں ان سے اچھی طرح کھائی نہ گئیں لقمہ گلے سے اترنا دشوار تھا کچھ ناراض سے ہونے

Marfat.com

لگے ہم نے کہا ناراضی کی کیا وجہ ہے خود ہی انصاف کیجئے کہ خدا تو آپ ٹھہرے جیسا ہم کو آپ نے دیا وہ سامنے لا رکھا اگر آپ پلاؤ دیتے تو وہی نذر کیا جاتا بعد اس کے ہم نے قرآن کی ایک آیت پڑھی اور ان سے معنی دریافت کئے کہا کہ میں تو ناخواندہ ہوں، ہم نے کہا سبحان اللہ آپ بھی عجیب خدا ہیں کہ خود ہی قرآن نازل کیا اور اس کے معنی نہیں سمجھتے تب وہ نادم ہوئے اور اپنے اس قول سے توبہ کی۔

◎◎◎

سری کرشن کے خالق ہم ہیں

ایک روز ارشاد ہوا کہ بابری میں ہم نے سنا کہ ہندو فقیر بھگوان کے درشن کرا دیتا ہے، ہم بھی ان کے پاس گئے اور درخواست کی اس نے آنکھیں بند کرا کے توجہ دینی شروع کی، تھوڑی دیر میں ایک سورت نظر آئی پیتامبر پہنے مکٹ لگائے شام برن مکھ مرلی دھرے گویا بعینہ مہاراج سری کشن چندر جی موجود ہیں اس نے پوچھا کیا دیکھا ہم نے بیان کیا بولا کہ بس یہی بھگوان ہے، ہم نے اس کو بہت دھتکارا کہ اے مسخرے اس کے خالق تو خود ہم ہیں، کیوں کہ ہم خیال سے پیدا ہوا ہے۔ تو اپنا گرو بتلا جس نے تجھ کو یہ تعلیم دی ہے وہ ہم کو اپنے گرو کے پاس لے گیا کہنے لگا کہ میاں صاحب اس کو جانے بھی دو یہ تو مورکھ ہے۔ جس کی جیسے سمجھ ہوتی ہے اس کو ویسی ہی بات بتلائی جاتی ہے پھر ہماری ان کی باتیں ہوئی البتہ وہ آدمی سمجھ دار اور گیانی تھا۔

◎◎◎

Marfat.com

خوب سمجھ لو آج کل کے پیروں کو

ایک روز ارشاد ہوا کہ بمقام کوتانہ ایک پیر جی تھے ان کے ایک مرید ظریف نے عرض کیا کہ حضرت میں نے رات خواب دیکھا ہے کہ آپ کا ہاتھ شہد سے بھرا ہوا ہے اور میرا نجاست میں آلودہ ہے۔ پیر جی بولے کہ بھائی بات یہ ہے کہ تم دنیا دار ہو اور میں فقیر اس نے کہا کہ حضرت آگے بھی تو سُن لیجئے آپ کا ہاتھ تو چاٹتا ہوں اور میرا ہاتھ آپ چاٹتے ہیں۔ یہ فقرہ سنکر پیر جی نہایت ناراض ہوئے میں نے ان سے کہا کہ صاحب سچ تو کہتا ہے دنیا کے واسطے لوگوں کو مرید کرنا۔ بے شک گو کھانا ہے اور دنیا داروں کے پانچ کمین ہوتے ہیں دھوبی' نائی' سقہ' بھنگی اور پانچواں کمین دنیا پرست۔

ہر کہ ہست از فقیہ و پیر و مرید! وز زبان آوران پاک نفس
چون بدنیاء دون فرود آمد بغسل در بماند ہم چونگس

◎◎◎

مر کر پھر زندہ ہو گیا۔ تعزیت والے حیران

ایک روز ارشاد ہوا کہ دنیا دار بیچارے بھی بڑے مخمصہ میں گرفتار ہیں جب کوئی مولوی آتا ہے تو دعوت و نذرانہ کے بعد یہ ہدایت ہوتی ہے کہ فاتحہ گناہ کبیرہ ہے۔ علماء کی خدمت جنت کی دستاویز ہے اور جب کسی مشائخ سے پالا پڑتا ہے تو معمولی دعوت و نذر کے بعد یہ ہدایت ہوتی ہے کہ فاتحہ فرض ہے اور حقیقت میں علماء اور ورثۃ الانبیاء مشائخ کبار ہیں نہ علمائے ظاہر بزرگوں کی ارادت موجب نجات ہے۔ غرض دنیا دار بیچارہ بھاڑے کا ٹٹو ہے

Marfat.com

جس نے چاہا لادلیا بلکہ اس سے بھی بدتر کیوں کہ اسے کرایہ ملتا ہے اور یہاں الٹا گرہ سے کچھ دینا پڑتا ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ نشانہ پر تیر مار دینے والے بہت ہوتے ہیں مگر ایسے تیرانداز بہت کم ہیں جو یہ بھی جان لیں کہ تیر نے کتنا گھاؤ کیا۔ اسی طرح فقراء میں ایسے تو اکثر ہیں کہ طالب پر نظر ڈالیں مگر ایسے باخبر نادرات ہیں جو یہ بھی معلوم کرلیں کہ اس نظر نے کس قدر اثر کیا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ شیخ کا فیض تو مرید وغیرہ مرید سب کو پہنچتا ہے الا مستحق خلافر مرید کے سوا کوئی اور نہیں ہوسکتا' مثلاً آدمی اپنی دولت جس کو چاہے لٹائے مگر وراثت خاص اولاد ہی کو پہنچتی ہے اس میں غیر کا دعوٰی اور استحقاق نہیں۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک شخص بیمار پڑا نزع کی نوبت پڑی یہاں تک کہ شہر میں مرنے کی خبر بھی اڑ گئی۔ اتفاق سے لوٹ پوٹ کر بچ گیا۔ یار دوست مبارک باد کو آئے اس نے کہا کہ مقام تعزیت ہے نہ بجائے تہنیت کیوں کہ موت کا ذائقہ بھی چکھ لیا اور مرنا بدستور سر رہا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ اس زمانہ کے مشائخ نے پیری مریدی کو نہایت آسان کام رکھا ہے اور مرید کو درم ناخریدہ غلام خیال کرتے ہیں مگر ہمارے نزدیک تو سخت مشکل کام ہے پیری تو درحقیقت مرید کا بن جانا ہے کیوں کہ پیر کو لازم ہے کہ ہر وقت مرید کے احوال کا نگران رہے۔ طے مقامات اور منازل پر متوجہ رہے اور یہ بات ممکن نہیں جب تک کہ پیر اپنے مزہ میں خلل نہ ڈالے اور اپنے حال سے باز نہ رہے اگر حکم سرکاری ہو تو مجبوراً تعمیل کرنی پڑتی ہے ورنہ کس کو غرض ہے کہ دوسرے کی بلا اپنے ذمہ لے البتہ حصول دنیا کے لیے یہ کھیتی خوب ہے بغیر دردسری اور بلاتردد کے سال بسال اپنا سالانہ محاصل مریدوں سے اگھایا اور الگ ہو بیٹھے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ اس زمانہ کے مشائخ میں تو انجن ہاری کا سا کمال بھی نہیں۔ اس جانور کا خاصہ ہے کہ مرنے سے کچھ پہلے ایک کیڑا لا کر اپنے مٹی کے گھر میں بند کرلیتا

Marfat.com

ہے اور اس پر ایسی توجہ کرکے مرتا ہے کہ چالیس دن میں وہ کیڑا پر پرزے نکال کر انجن ہاری کی دستار خلافت کا مستحق اور سجادہ نشین برحق ہو جاتا ہے۔

◎◎◎

بھڑوے کی جورو دنیا کا سامان

ایک روز کسی نے عرض کیا کہ فلاں فقیر چائے نوشی کا سامان اور کھانے پینے کا اسباب بہت کچھ رکھتا ہے اس وقت ارشاد ہوا کہ ہم کو ایک نقل یاد آئی۔ ایک شخص نے گھر کے کاروبار اور مصارف سے تنگ ہو کر ارادہ کیا کہ ترک دنیا کرے۔ ایک بیوی تھی اس غریب کو تنہا چھوڑ کر نکل گیا اور کسی فقیر کا چیلہ بنا گلے میں کفنی ڈال ہاتھ میں کانسہ لے در بدر بھیک مانگنی اختیار کی۔ ایک دن پھرتا پھراتا اس بستی میں آنکلا جہاں اس کی بیوی رہتی تھی۔ حسب عادت صدا کی (بھلا ہو مائی کچھ بھیجیو فقیر کو) مائی نے اس بے وفا کی آواز پہچان لی جھانک کر دیکھا تو وہی ذات شریف ہیں۔ خیر ان کو جنگل بھر آٹا دیا اور کہا کہ شاہ جی لو ہمارا تمہارا میاں بیوی کا رشتہ قطع ہو گیا لاؤ تمہاری روٹی تو پکا دوں کہا اچھا مگر آٹا ڈال نمک مرچ۔ لوٹا کونڈا' توا' چولکھا کچھ لکڑیاں سب ضروری اشیاء فقیر کی جھولی میں موجود ہیں۔ یہ سامان لو اور پکا دو تب تو اس عورت نے زور سے ایک دو ہتڑ ماری اور کہا کہ بھڑوے سارا سامان دنیا تو اپنی بغل میں مارے پھرتا ہے کیا جورو ہی دنیا ہوتی ہے کہ مجھ غریب کو چھوڑ کر تارک الدنیا بن گیا۔

◎◎◎

شیطان کا گھوڑا سوراخ میں گھس گیا

ایک روز کسی شخص نے اثنائے گفتگو میں کہا کہ حضور فلاں شخص جس قدر مال کثیر رکھتا ہے بخل میں بھی پرلے درجے کا خسیس بلکہ قارون سے بھی اول نمبر لیکن معلوم نہیں اس روز ڈپٹی کمشنر کو چندہ میں اس قدر روپیہ کیوں دے دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اکثر امرا اپنی نام آوری مطلب وفائدہ کے لیے ہزاروں روپیہ خرچ کرتے ہیں لیکن خالصیتہ للہ ایک کوڑی کے روادار نہیں ہوتے اس پر ہم کو ایک نقل یاد آئی ہے کہ کسی شخص نے شیطان کے نام کا چلہ کیا۔ جب چالیس دن پورے ہو چکے تو شیطان آیا اور کہا کہ کیا چاہتا ہے اس نے جواب دیا کہ میں نہایت مفلس ہوں میرے لیے کوئی بہبودی کی شکل نکال۔ شیطان نے کہا یہ کیا بڑی بات ہے میں ابھی گھوڑا بنتا ہوں اور فلاں امیر کے پاس لے جا کر بیچ ڈال۔ یہ بات کہہ کر ایک نہایت عمدہ اور بیش قیمت گھوڑے کی صورت بن گیا' اس نے امیر کو دکھلایا وہ دیکھتے ہی لٹو ہو گیا اور جھٹ پانچ ہزار کو چکا دام دے کر باندھ لیا چند روز کے بعد سائیں گھوڑے کو حسب عادت مل رہا تھا کہ یکا یک گھوڑا دیوار کے سوراخ میں گھسنے لگا اس نے غل مچایا کہ دوڑو دوڑو گھوڑا چلا۔ جب دیکھا کہ گھوڑا جاتا ہی ہے تو اس نے گھبرا کر دم پکڑ لی دم تو اس کے ہاتھ میں رہ گئی اور گھوڑا غائب وہ متحیر ہوا اور دم کو چادر میں لپیٹا اور امیر کے روبرو لایا اور سارا قصہ بیان کیا امیر نے تعجب کیا چادر کھولی گئی تو دیکھا کہ بجائے دم کے ایک سارنگی موجود ہے۔ جب امیر نے اس کو ہاتھ میں اٹھا کر دیکھا تو کیر خر تھا۔ غرض اس بیان سے یہ ہے کہ مال تو کھا گئے دنیادار۔ اور یہ دور ہی ایسا ہے کہ دوسروں کا حق کھا لیتے ہیں اور اپنے کو مسلمان کہتے ہیں۔ روز محشر پتہ پڑے گا۔

◎◎◎

Marfat.com

کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

(۱) حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے علم توحید اس کے وجود سے جدا ہے اور اس کا وجود علم سے الگ توحید کیا ہے خدا کا جاننا اور اس کے قدم کو حدوث سے پہچاننا اور توحید کی غایت توحید کا انکار ہے۔

(۲) حضرت ابو بکر واسطی کا قول ہے۔ راہ حق میں خلق نہیں اور راہ خلق میں نہیں۔ ایک تو شرع توحید ہے اور ایک حق توحید۔ شرع توحید کا گزر نبوت کے دریا میں ہے' اور حق توحید بحر محیط ہے۔ شرع کی راہ آلات پر ہے یعنی سمع بصر قال شناخت حال اور یہ سب اثبات چاہتے ہیں۔ اور تیرا اثبات شرک کی نسبت رکھتا ہے اور وحدانیت شرک سے منزہ ہے۔ ایمان جو چلتا ہے تو شرک کی بھیڑ بھاڑ میں چلتا ہے اور ایمان بڑی چیز ہے مگر بے شرک کے بنتی نہیں۔ شرع توحید مانند چراغ ہے اور حق توحید مثل آفتاب پس جہاں آفتاب چمکا نور چراغ عالم عدم کو کھسکا۔ وہ ایک موجود ہے مگر عدم میں اور نور چراغ کو نورِ آفتاب پر کچھ حکومت نہیں۔ شرع توحید نسخ پذیر ہے لیکن حق توحید نسخ پذیر نہیں زبان نسخ پذیر ہے دل سے منسوخ ہو جاتی ہے اور جب کہ مرد مقام دل میں پہنچتا ہے تو زبان گنگ ہو جاتی ہے اور جان سے دل منسوخ ہو جاتا ہے اور اس وقت جو بولتا ہے مِنْهُ اِلَيْهِ (اسی کی طرف) ہوتا ہے اور یہ گفتگو عین میں نہیں ہے بلکہ صفت میں ہے صفت بدل جاتی ہے اور عین آب میں کچھ فرق نہیں پڑا۔ کسی کا وجود توحید کی شناخت کو قبول نہیں کرتا اور کس کی مجال ہے کہ صحرائے وجود میں قدم رکھے چنانچہ بزرگوں نے کہا اِثْبَاتُ التَّوْحِيْدِ فَسَادٌ فِي التَّوْحِيْدِ یعنی توحید کا ثابت کرنا۔ توحید میں خرابی ہے جو شخص اپنے ہوتے اس کی ہستی کا خطبہ پڑھتا ہے وہ اپنے شرک پر گواہی دیتا ہے اور جو شخص اس کے ہوتے اپنی ہستی کا خطبہ پڑھتا ہے وہ اپنے کفر پر مہر کرتا ہے اور جو اس کی ہستی کے سامنے اپنی ہستی دیکھتا ہے کافر ہے۔ اور جو اس کے

ہوتے اپنی ہستی ڈھونڈتا ہے اسے پہچان نہیں جس نے آپ کو دیکھا اس کو نہیں دیکھا اور جس نے اس کو دیکھا اپنے آپ کو نہ دیکھا اور اپنی یاد نہ رہی۔ عبارت شں ود۔ اور دانست محرم راہ توحید نہیں خیال اور وہم اور گمان گرد حدوث میں آئے ہوئے ہیں اور توحید اپنے عالم قدس میں کشف وشنید سے پاک ہے عبارت و اشارات و دید وصورت وخیال وحسن وحیات یہ سب لوث بشریت رکھتے ہیں۔ اور شناخت توحید لوث بشریت سے پاک ہے۔ اسرار مشائخ روضہ توحید ہیں نہ عین توحید۔ یہ خلقت قدرت میں نمودار ہے اور توحید میں ملیا میٹ۔ اپنا انکار بھی ناممکن کیوں کہ قدرت کا انکار ہے اور اپنے تئیں ثابت نہیں کر سکتے کہ اس میں توحید کا بگاڑ ہے۔ نہ صورت ہے اور وحدانیت مثاتی ہے۔ راہ حق میں نیست ہو جانا بہتر ہے بہ نسبت اس کے تجرید اور توحید پر نظر ہو اور وہاں منزل ہو یا وقوف ہو یا اس کو اپنا مشرب بنا لے۔ حضرت ابو بکر شبلی نے سوال اصحاب کے جواب میں فرمایا جو کوئی عبارت میں توحید کی خبر دے۔ وہ ملحد ہے اور جو کوئی اس کی طرف اشارہ کرے وہ مثنوی لے (۱) (جو دو خدا مانتا ہو ۱۲) ۔ ہے اور جو ایما کرے وہ بت پرست اور جو اس کی بات چیت کرے وہ غافل اور جو اس سے چپ رہے وہ جاہل اور جس کو گمان ہو کہ وہ اس تک پہنچا اور کچھ حاصل ہوا وہ بے حاصل ہے اور جو نزدیکی کی طرف اشارہ کرتا ہے وہ دور ہوتا ہے اور جو آپ سے پاتا ہے وہ گم گشتہ ہے اور جو کچھ وہم سے ٹٹولتے یا عقل سے تولتے ہو وہ سب گھڑت ہے جیسے تم خود ہو توحید موحد کے لئے جمال احدیت کا حجاب ہے توحید اس لئے ٹھیک نہیں ہوتی کہ تم اس کو آپ سے طلب کرتے ہو حضرت محی الدین ابن عربی نے لکھا ہے کہ اگر تو بالتنزیہ کہتا ہے تو قید لگاتا ہے جو بد التشبیہ کہتا ہے تو محدود کرتا ہے ہاں دونوں میں کہتا ہے تو یہ پکی بات ہے۔ جو دو کہتا ہے وہ مشرک ہے اور جو فرد کہتا ہے وہ موحد۔ پس تشبیہ سے بچ اگر تو دوسرا بھی مانتا ہے اور تنزیہ سے بچ اگر الگ جانتا ہے پس تو وہ نہیں ہے تو عین وہی ہے اور تو اس کو عین امور ہیں مشروح ومقید دیکھتا ہے۔ بعض نے فرمایا ہے کہ توحید کے واسطے زبان نہیں کیوں کہ کوئی مخاطب نہیں۔

(۲) جس نے اسی کے ذریعہ سے توحید کی تو اس نے توحید نہیں کی اور جس نے

اپنے ذریعے سے کی تو اپنے نفس کی توحید کی۔ (۳) توحید میں ہوں اور متکلم حق (۴) توحید یہ ہے کہ تو اس میں غائب ہو جائے وہ تجھ میں (۵) توحید کیا ہے احکام کا ثابت کرنا اور ذات سے معانی کا نفی کرنا۔ (۶) توحید حیرت ہے (۷) توحید عین ہے نہ کہ علم جس نے اسے دیکھا توحید کو پہچانا اور جس نے اس کا جانا اسے توحید نہیں (۸) توحید کو کوئی نہیں پہچانتا مگر جو واحد ہو (۹) توحید کیا ہے توحید کا بھول جانا جلال واحد کے مشاہدہ میں۔ یہاں تک کہ تیرا قیام واحد کے ساتھ ہو نہ توحید کے ساتھ (۱۰) توحید کیا ہے توحید کو چھوڑ دینا توحید ہی میں۔ (۱۱) توحید کیا ہے نسبتوں کو دور کر دینا۔

◎◎◎

چھُری ماری لیکن زندہ رہے

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں لکھا ہے کہ ایک خلوت میں سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمُ شَانِیْ کہا مریدوں نے عرض کیا کہ حضرت آپ کی زبان سے یہ کلمہ نکلا فرمایا کہ اگر اب کے بار ایسا سنو تو بے تامل چھری مارنا اگلے دن پھر وہی کیفیت ہوئی مریدوں نے چھُریاں ماریں مگر ان پر کچھ اثر نہ ہوا۔ اصحاب نے یہ واقعہ بیان کیا فرمایا کہ بایزید یہ ہے جسے تم دیکھتے ہو وہ بایزید نہ تھا اور فرمایا کہ میں چالیس سال دل کی تاک جھانک میں رہا۔ آخر یہ دیکھا کہ بندگی اور خداوندی دونوں حق کی طرف سے ہیں۔

حضرت ابوالقاسم جنید بغدادی نے فرمایا ہے لَیْسَ فِیْ جُبَّتِیْ اِلَّا اللّٰہُ ٥ نہیں میری حب لیکن خدا یہ بھی ان کا قول ہے۔ اَلْفَقِیْرُ لَا یُحْتَاجُ اِلٰی نَفْسِہٖ وَ لَا اِلٰی رَبِّہٖ فقیر وہ ہے کہ نہ اپنے نفس کا محتاج ہو نہ رب کا یعنی دوئی موجود کا وہم مرتفع ہو جائے۔ حضرت ابوبکر واسطی کا قول ہے میں اس خدا سے بیزار ہوں جو میری طاعت کے سبب مجھ سے خوش ہو اور میرے گناہ کے باعث مجھ سے ناراض بھلا وہ خدا کاہے کو ہوا جو ایسا میرے بس میں ہو کہ اس کو جیسا چاہوں بنا لوں۔ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز برسرِ منبر

Marfat.com

اسرار توحید بیان کرنے شروع کیے۔ حضرت جنید نے عتاب فرمایا اس وقت آپ نے جواب دیا اَنَا اَقُوْلُ وَ اَنَا اَسْمَعُ وَھَلْ فِی الدَّارَیْنِ غَیْرِیْ میں کہتا ہوں اور میں ہی سنتا ہوں بھلا میرے سوا دونوں جہان میں ہے کون۔ جب آپ کا وقت آخر قریب آیا تو لوگ جمع ہوئے اور بولے کہ حضرت لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھو۔ آپ نے فرمایا کہ جب غیر ہی نہیں تو نفی کس کی کروں لوگوں نے کہا کہ خیر کلمہ پڑھنا تو ضروری بات ہے جواب دیا کہ سلطان محبت کرتا ہے یہاں رشوت قبول نہیں ہوتی آخر ایک شخص نے باآواز بلند شہادت تلقین کی فرمایا کہ واہ مردہ زندہ کو تلقین کرنے آیا ہے۔ بعض اولیاء نے فرمایا لَا یَذْکُرَ اللّٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا یُرَ اللّٰهُ اِلَّا اللّٰهُ یعنی خدا کو خدا ہی یاد کرتا ہے اور خدا کو خدا ہی دیکھتا ہے۔ حضرت حسین ابن منصور حلاج کا قول مشہور ہے اَنَا الْحَقُّ کَفَرْتُ بِدِیْنِ اللّٰهِ وَالْکُفْرُ وَاجِبٌ لَدَیَّ وَعِنْدَ الْمُسْلِمِیْنَ قَبِیْحٌ میں حق ہوں میں نے دین خدا سے کفر کیا یہ کفر میرے نزدیک تو واجب ہے اور مسلمانوں کے نزدیک برا۔

◎◎◎

جنت۔ دوزخ۔ آدم نہ ابلیس

جملہ علماء حکماء پنڈت گیانی فرماتے ہیں کہ پہلے کچھ نہ تھا فقط ایک الکھ تھا یعنی ذات لاتعین بے نام و بے نشان تعینات حس سے منزہ و مبرا اسی ذات سے یہ تمام اجسام ارضی و اجرام فلکی یعنی برجاپت دہرن گربھ اور ارواح و نفوس قرآن و انجیل و بید و شاستر پیر و مرشد شاہ و گدا۔ امیر و فقیر وغیرہ ظہور میں آتے اور جب کہ یہ سب موجودات اور کل کائنات فنا ہو جائے گی۔ تو بھی وہ ذات جیسی تھی ویسی ہی قائم و برقرار رہے گی۔ تو اب تم غور کرو اور از روئے انصاف بتاؤ کہ یہ جو کچھ آیا تو کہاں سے آیا اور گیا تو کہاں کو گیا نہ کہیں سے آیا نہ کہیں گیا نہ وجود غیر پہلے تھا نہ اب ہے نہ آئندہ ہوگا ؎

نہ تھا کچھ تو خدا تھا کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا

Marfat.com

ڈبویا مجھ کو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا

لیکن باعتبار سنکلپ روپ ہے اور باعتبار نرسنکلپ اروپ اور بصورت جسم فانی ہے اور بیت روح باقی۔ نہ مرے نہ زندہ ہو جب تک یعنی ذات خدا ہے اور جب جسم فنا ہوا تو علم و جہل تعلقات محسوسات بھی سب جاتے رہے اور الفاظ جسم و جہاں وغیرہ اور اضافات و اعتبارات مرتفع ہو گئے تو باقی وہی ایک ذات ہے جو پہلے تھی اور وہ ذات متحرک ہے کہ ہر منزل و مقام میں پہنچی ہے نہیں وہ بے حرکت ہے نہ کہیں سے آئی نہ جدا ہوئی اور صاحب مکان ہے کیوں ہر مکان میں موجود ہے۔ اور لامکان ہے کیوں کہ کسی مکان میں اس کی گنجائش نہیں وہ بڑا گیانی یعنی صاحب علم ہے کہ ہر شے کی جز و کل سے واقف ہے مگر کچھ علم نہیں رکھتا کیوں کہ وہ عین علم ہے سوائے اس کے کچھ نہیں پس یہ جو نام ونشاں جہاں میں ہیں یعنی خدا رسول اولیاء فرشتے جن و انسان بھوت چڑیل شیطان ایشر اوتار رشی منی ملیکش سرک نرک بہشت دوزخ یہ سب حضرت انسان کا وہم و خیال اور عقل جزوی کی گھڑت ہے۔

مالالکڑ ٹھاکر پتھر تیرتھ ہیں سب پانی

راما کرشنا مر گئے دیکھے چاروں وید کہانی

نہ کوئی ساجد نہ مسجود نہ عابد نہ معبود آدم نہ ابلیس صرف ایک ذات قدیم صفات رنگا رنگ میں جلوہ گر ہے نہ اس کی ابتدا نہ انتہا نہ اس کو کسی نے دیکھا نہ سمجھا نہ فہم و قیاس میں آئے نہ وہم و گمان میں سمائے جیسا تھا ویسا ہی ہے اور جیسا ہے ویسا ہی رہے گا نہ گھٹے نہ بڑھے نہ اترے نہ چڑھے لَمْ یَزِلْ وَلَا یَزَالُ واحد بے مثال یگانہ و یکتا وہ ایک ہے لیکن ایک بھی نہیں کیوں کہ اس کو موجدات سے اور موجودات کو اس سے پرتھک سمجھنا محض اودیا اور نادانی ہے کون طالب کسی کا طالب اور کیا مطلوب دنیا میں طرح طرح کاروبار اور رنگارنگ اشغال مروج ہیں ایسی ہی خداجوئی اور خداشناسی بھی ایک دھندا ہے جس کا سر ہے نہ پاؤں۔

نام عنقا فاش و ذاتش ناپدید!

وہ ذات پاک کہ اروپ وامر بیچوں و بےنمون ہے اس کا حصول و وصول خیال محال ہے ع

Marfat.com

غایت وہم ست اثبات خدا ۔

عنقا شکار کس نشود دام باز چین کیں جاہمیشہ باد بدست ست دام را

لیکن انسان جس صنعت جس ہنر جس فن جس کرتب کا ابھیاس کرتا ہے اس میں کچھ نہ کچھ مشق ومہارت حاصل کر لیتا ہے اور ہزار ہائی باتیں ایجاد کر کے عقل کو حیرت میں ڈالتا ہے ایسے ہی جو لوگ طاعت وعبادت تپسیا تیات محنت ومجاہدہ کرتے ہیں۔آخر کار اس کا ثمرہ اور پھل پاتے ہیں گونا گون اوصاف وکمال ان کی ذات میں پیدا ہو جاتے ہیں اور یہ اپنی ہی قوتوں کا کھیل ہے کیوں کہ انسان ایک جوہر لطیف ہے جو چاہتا ہے بنا لیتا ہے مثلاً کوئی سنیاسی اپنے انتش کرن گیان اندری اور کرم اندری کو بموجب بیدانت شاستر کے کرم کانڈ میں تیاگی ہو کر کشٹ کرے اور بالفرض وہ صاحب کشف وکرامات بھی ہو جاوے تو ذات نراکار میں کیا نفع ونقصان کرے اور سود وزیاں ہووے گا۔اور پہلے کیا نہ تھا اور اب اس کو کیا مل گیا جیسا تھا ویسا ہی رہا جو ذات اس میں ہے وہ سب میں یکساں بلا فرق وامتیاز موجود ہے البتہ ایک کرتب اس نے سیکھ لیا اور جو ریاضت وعبادت کی تھی اس کا پھل پایا پہلے کھلی آنکھ سے دیکھا تھا اب آنکھیں بند کر کے دیکھ سکتا ہے اور بغیر کانوں کے سن سکتا ہے جہاں چاہے اڑ کے چلا جائے مرے اور جی اٹھے دریا پر چلے اور قدم تر نہ ہو یہ کرتب ہیں جو سیکھے اور اس کے سیکھنے کی قابلیت رکھتا ہو ان باتوں میں کمال حاصل کر سکتا ہے چنانچہ حکماء اشراقین کیسے کیسے کمال رکھتے تھے ہم کو حیرت ہے کہ ان اوصاف کے حصول کو خدا کا حصول اور ان کرتبوں کے جاننے کا نام خدا شناسی کیوں رکھ لیا ۔

ایک کھیل ہے اور رنگ سلیمان میرے نزدیک

ایک بات ہے اعجاز مسیحا میرے آگے

جو پہچانا وہ خدا نہیں اور جو خدا ہے وہ پہچان میں نہیں آسکتا پھر یہ اوصاف ہوئے تو کیا اور نہ ہوئے تو کیا جس میں جس کام کی قابلیت رکھی گئی وہ اس کو ایسا ہی کر سکتا ہے جیسا کہ دوسروں نے کیا۔

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید دیگراں ہم بکنند انچہ مسیحا کرد

Marfat.com

وہ سرب بیا پک نفی کرنے سے نفی نہیں ہوتا نہ اثبات سے ثابت نہ طاعت سے خوش نہ گناہ سے ناراض نہ شاغل پہ مہربان نہ غافل سے بیزار نہ عارف سے قریب نہ جاہل سے بعید نہ مومن کا دوست نہ کافر کا دشمن نہ اس کو ہند سے تعلق نہ عرب سے واسطہ نہ ہر دوا سے نقور نہ مکہ سے دور کسی نے اللہ اللہ کہہ کر دل خوش کیا کوئی ادم جپ کر مگن ہوا کسی نے دل میں اس کا دھیان جمایا کسی نے اینٹ پتھر کو سر جھکایا۔ یہ سب اس کے نام اور اسی کے کام ہیں نرگن کھویا سرگن ذات کھویا صفات ہادی کھویا مضل وہی ایک ذات ہے۔ دوسرا کہاں سے آیا چنانچہ مولانا روم فرماتے ہیں۔

بحر واحدانی لست جفت و زوج میست　　گوہرد ماہیش غیر موج نیست
اے محال و اے محال اشتراک او　　دور ازاں دریا و موج پاک او
نیست اندر بحر شرک و پیچ پیچ　　لیک با احوال چگویم ہیچ ہیچ

مگر توحید کے اس اجاڑ سنسان میدان میں پھرنے والا تو لاکھوں میں ایک ہوتا ہے اس لئے عوام الناس کی استعداد و لیاقت کے موافق ملت و مذہب شرعی و شاستر سے آداب و اخلاق طاعت و عبادت اور بھلے برے کی تمیز قائم ہوئی کوئی قوم ٹھاکر دیوتا دیبی وغیر کی سورتیں گھڑ کر اور استھان بنا کر ان کی پوجا اور استھاپنا کرتی ہے کوئی قوم ایک خیالی خدا اپنے دل میں بنا کر اس کے سامنے ہاتھ باندھ کر رکوع و سجود بجالاتی ہے۔ ان کا جمادی بت ان کے سامنے رکھا ہے ان کا خیالی بت ان کے دل میں موجود ہے غرض یہ سب عقل جزوی کے پاکھنڈ ہیں۔

رہ عقل جز پیچ مد پیچ نیست　　بر عارفاں جز خدا ہیچ نیست

جتنے اوتار پیمبر ہادی اور رہنما گزرے اور صاحب ملت و مذہب ہوئے ان کی تعلیم ظاہری عام کی عقل و خیال کے موافق تھی اور تعلیم باطنی خاص آدمیوں کے واسطے تھی جس کو جیسا پایا ویسا ہی اس کو سمجھایا۔ باششٹ جی نے رام چندر کو اشٹا بکر نے راجہ جنگ کو اور راجہ جنگ نے بیدا بیاس کے پتر سکھ دیو جی کو سری کرشن جی نے راجہ ارجن کو رسول عربی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور دیگر اصحاب کو خاص تعلیم کی کیوں کہ وہ لوگ

مہاپرش تھے جیسے ان کے سمرتھی تھے ویسا علم ان کو دیا گیا عوام اس کے متحمل نہیں ہو سکتے جو مہاپرش گیانی ہو گیا اس کے نزدیک ہر کام ہر فعل عبادت ہے نہ کسی میں بھلائی نہ کسی میں برائی ع

راز عارف مے بود در ہر شے

اسی واسطے جو کرم دھرم طاعت و عبادت کے قاعدے عوام کے لئے مقرر ہوئے خواص بھی اس میں شامل ہے اس لئے کہ کسی بات میں ان کا جوح و نقصان نہیں

گیان دھیان سب اٹھ گیو سبھا بھئی سب سن

اونچ نیچ انتر نہیں نہیں پاپ نہیں پن

نہ ان کو امید ثواب نہ خوف عذاب نہ طمع بہشت نہ ہیبت دوزخ جو ہو رہا ہے سب درست و بجا ہے نہ اس کی ابتدا نہ انتہا لوگ کہتے ہیں کہ نرا کار برم آتما نے روز ازل میں نزول کیا جس سے یہ سنسار پراپت ہوا۔ پہلے علم الٰہی میں تھا اب ظہور پکڑا ابد میں پھر عروج کرے گا اس وقت تمام کائنات فنا ہو جاوے گی۔ یہ بات عام کی سمجھ کے موافق کہی گئی ہے اس پر غور کرو پرم آتما کا نزول کیا اور عروج کیا وہ بے حد و بے نہایت کدھر سے اترے کدھر چڑھے یہ صرف ایک اعتباری بات ہے بیان کرنے کے لیے ورنہ خدا کے لیے اتار چڑھاؤ ممکن نہیں پھر ایک خدا مانا اور ایک اس کا علم اور علم میں سب سنسار لیکن جب خدا کہا تو اس میں بھی اس کا علم موجود ہے علم غیر خدا نہیں اور علم میں سب کائنات ہے تو جملہ کائنات غیر علم نہیں پس خدا اور خدا کا علم اور جو علم کے اندر ہے سب خدا ہے خدا ہے نہ نزول ہے نہ کمال نہ عروج ہے نہ زوال ہے پھر کائنات نے ظہور کیا تو کہاں کیا آیا علم الٰہی سے نکال کر باہر ہو گئے۔ اب بھی تو اسی طرح یہ تمام موجودات و کائنات علم الٰہی میں موجود و برقرار ہے جیسے کہ تھے یہ ہی خفا ہے اور یہ ہی ظہور۔ لیکن طرفہ تر ماجرا یہ ہے کہ خدا کی ذات میں علم اور علم میں سب کائنات اور انسان کی ذات میں انسان کا علم اور اس علم میں خدا مع اپنے جاہ و حشم کے موجود وہ اس پر محیط یہ اس پر حاوی وہ اس کے علم میں یہ اس کے علم میں اب کس کو محلط کس کو خدا سمجھی کس کو بندہ اس دھیان گیان میں دوئی سے چھٹکارا نہیں ایک بندہ ایک خدا۔ خدا کے

Marfat.com

معنیٰ بندہ اور بندہ کے معنی خدا اس الٹ پھیر کا کیا ٹھکانا۔

جن کو سامرتھ ہے اتنا ہی کافی کہ اگر درخانہ کس ست یک حرف بس ست اور جوا سمرتھ اور مورکھ ہے اس کے سنمکھ تمام بیدانت شائستر اور علم تصوف طوطا کہانی ہے میرے کلام کے ارتھو نکا اشٹ اتم گیانی پرش سمجھیں گے اور من میں پرسن ہوں گے مورکھا گیانی کیا جانے نہ مجھ کو اس سے کچھ پراپت نہ دوش پس سب کو نمسکار کرتا ہوں۔ یہ گفتگو ہے شنیاسی مہاپرش کی اور اسی قسم کا کلام مواحدان بے قید اور مجردان آزاد کا ہوتا ہے لیکن جناب قبلہ نے بارہا ارشاد فرمایا کہ ایسی باتیں طالبوں کے لیے زہر قاتل کا حکم رکھتی ہیں پس جملہ طالبان حق اور سالکان طریق کو لازم ہے کہ اس قسم کے کلام موحدانہ سے بچیں اور استقلال واستحکام کے ساتھ قدم ثبات طلب وتلاش میں رکھیں اور حصول مقصود میں سرگرم اور ذوق وشوق الٰہی میں شب و روز مشغول ومصروف اور یادو بود معشوق حقیقی میں مست ومستغرق رہیں اس موقع پر شنیاس متا کی باتیں مشتے نمونہ از خروارے لکھی گئی ہیں یہ کلام شمشیر بے نیام ہے اور زہر ہلاہل کا جام سن سنا کر اکثر گمراہ اور ملحد و بے باک ہو جاتے ہیں۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا راہ راست اور صراط مستقیم صرف وہی ہے جو کلام الٰہی اور حدیث نبوی سے ثابت ہے پس ہر کلام کو معیار کتاب وسنت پر جانچ لینا چاہیے اور وہی کہنا اور یقین کرنا چاہیے جو بزرگان دین نے کہا ہے تاکہ عوام کے دل میں انکار واصرار پیدا نہ ہو چنانچہ حضرت مولانا روم دفتر [1] (کتاب کا نام) ششم میں فرماتے ہیں۔

چوں کہ جفت احو لانیم اے مشن — لازم آمد مشرکانہ دم زدن
آن یکے زانسوے وصف ست وخیال — جزدوئی ناید بمیدان مقال
یاچو احوال این دوئی رانوش کن — یادہاں بردو زولب خاموش کن
یابہ نوبت گہہ سکوت و گہہ کلام — احوالہ نہ طبل میزن و السلام
یہ پنڈت کون ہے اور وید کیا ہے — یہ ومولانا کے اندر بھید کیا ہے
نہ پنڈت ہے نہ مولانا ہے کوئی — نہ اپنا نہ بیگانہ ہے کوئی
یہ سب ہیں نام بے نام ونشان کے — کہاں کے مولوی پنڈت کہاں کے

Marfat.com

قطب۔ قطب مدار۔ قلندر۔ غوث ابدال نہ ہوتے تو تمام عالم نہ ہوتا

ایک روز ارشاد ہوا کہ اولیاء اللہ کی بہت سی قسمیں ہیں اگرچہ ٹھیک سوائے ذات پاک کے کوئی بھی نہیں جانتا لیکن مشہور یہ ہیں۔ قطب ارشاد۔ قطب مدار۔ قلندر خضر وقت غوث۔ ابدال۔ اوتار۔ صوفی ابوالوقت صوفی ابن الوقت۔ قطب لغت میں چکی کی کیلی کو کہتے ہیں۔ جس پر تمام چکی کا مدار ہے ایسے ہی اگر قطب دنیا میں نہ ہوں تو انتظام عالم تباہ وخراب ہو جاوے اور ارشاد کے معنی رہنمائی پس قطب ارشاد سے خلق اللہ کو ہر طرح کا نفع ظاہر اور باطن کا بے حساب پہنچتا ہے قطب مدار وہ ہے کہ اپنی جگہ سے نہ ہلے اور بذات خود کامل واکمل ہو مدار کے معنے ہیں جائے گردش یعنی ساری مخلوقات اس کی گرویدہ ہو اور اپنے کاموں میں اس سے مدد چاہے اور اسی کو قطب الاقطاب بھی کہتے ہیں اور اس کے بدن میں کسی جگہ ناسور سائل بھی ہوتا ہے قلندر وہ ہے کہ تجرید وتفرید میں یکتا اور بے پروا ہو اور تمام عالم کا حال اس پر آئینہ ہو اور جو وصف اس کے عارفوں میں ہونا چاہیے اس میں بے مثل اور شرط یہ ہے کہ مجذوب بھی ہو اور سالک بھی جیسے حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر تھے یا اس زمانہ میں حضرت جنگجو شاہ گذرے ہیں۔ خضر وقت وہ ہے کہ مثل حضرت خضر علیہ السّلام کے اس پر علم الدنی منکشف ہو اور اسرار سے واقف ہو اور ایک نظر جس پر ڈالے اس کو کامل کر دے مگر ایسا شخص کسی خوش نصیب ہی کو ملتا ہے اور غوث فریاد رس کو کہتے ہیں یعنی جو بندگان خدا کے معاملات میں ظاہراً اور باطناً عدل وانصاف فرماتے ہیں ان کی شناخت مشہور ہے کہ جب چاہیں اپنے اعضاء جدا کر لیتے ہیں ابدال اگر یہ گروہ نہ ہو تو تمام عالم مسخ ہو جائے اور یہ ستر تن ہوتے ہیں چالیس ۴۰ تو ملک شام میں اور تیس ۳۰ تمام ممالک میں متفرق رہتے ہیں مگر ان سے کچھ کام نہیں نکلتا نہ کچھ فائدہ حاصل ہاں وہ بھی اپنی خدمت پر مامور رہتے ہیں

Marfat.com

اور ابدال اس لیے کہلاتے ہیں کہ اگر کوئی ان میں کم ہوتا ہے تو اوتاد میں سے بدل ان کا مقرر ہوتا ہے اوتاد جمع ہے وتد کی اور وتد کے معنی ہیں میخ یہ لوگ مثل میخ آہن اپنے اپنے مقام پر جمے رہتے ہیں اگر چہ ظاہر و باطن کا فائدہ ان سے محسوس نہیں ہوتا مگر ان کی برکات تمام عالم میں محیط و منتشر رہتی ہیں۔ صوفی ابو الوقت وہ ہے کہ وقت پر قادر ہو یعنے حالت اس کے اختیار میں ہو جب چاہے طاری کر لے جب چاہے دور کر دے اور ہوش میں آجائے یہ صوفی ابن الوقت سے بدرجہا اعلیٰ ہوتا ہے مگر ایسے لوگ اس زمانہ میں نہیں ہیں البتہ اگلے زمانہ کے قدما مثل حضرت بایزید بسطامی ان مراتب پر پہنچے ہیں اب ایسے لوگ نظر نہیں آتے اور اگر ہوں گے تو خال خال ہوں گے اس زمانہ کے صوفی اکثر ابن الوقت ہوتے ہیں صوفی ابن الوقت وہ ہے کہ ظاہر و باطن کی صفائی رکھتا ہوا اور وقت کا پابند ہو یعنی جب کوئی حال باری تعالیٰ کی طرف سے اس پر وارد ہو تو مدہوش و بے ہوش ہو جاوے جیسے کسی کو بخار یا لرزہ چڑھتا اور وہ بے اختیار ہو کر اس کو دور نہیں کر سکتا۔

اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ (کیا میں تمہارا خدا نہیں ہوں)

ایک روز ارشاد ہوا کہ مجاذیب کی دو قسمیں ہیں ایک تو ازلی و وہبی۔ دوسرے کسی بے اختیاری مجذوب ازلی وہ ہے کہ روز ازل میں اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کی ندا سن کر اور بلیٰ کہہ کر حضرت رب العزت کے مشاہدہ جمال لایزال سے مست ہو گیا اور تمام شہوات و لذات دینوی و اخروی کو دل سے دور کر دیا جب عالم ارواح سے عالم اجسام میں آیا تو اسی طور پر بے خبر رہا اور نیز عالم برزخ میں بھی مست الست جاوے گا۔

پندار اینکہ مہرت از دل عاشق رود ہرگز

چو میرد مبتلا میرد چو خیزد مبتلا خیزد

مگر یہ مجذوب مقامات مشہورہ سے بے خبر اور سیر و سلوک سے ناواقف ہوتا ہے ہاں جس قدر روز ازل سے اس کو معلوم ہو گیا اسی منزل پر مستقل رہتا ہے اور اکثر مجذوبوں کو مکاشفہ کونی ہوتا ہے نہ مکاشفہ ذاتی۔ بے اختیاری مجذوب وہ ہے کہ عالم اجسام کے اندر بالکل ہوشیار آیا اور مدت تک سمجھ بوجھ میں رہا لیکن اتفاقاً کسی کامل کا مرید ہوا اور مرشد نے

Marfat.com

اپنے خاندان کے موافق اس کو تعلیم و تلقین فرمائی جب نوبت سلطان الذکر تک پہنچی اور ہر جانب سے غلب انوار ہوا تو بے اختیار ہو کر ہوش و خرد کے جامہ سے باہر نکل گیا اگر سلطان الذکر کا متحمل ہو جاتا تو سالکوں میں سے ہوتا یا اس طرح پر کہ کسی مست و مجذوب کی نگاہ دفعتہً پڑ گئی اور بے قرار ہو کر مست و مدہوش ہو گیا۔ پس اگر اس کا حوصلہ بلند اور توفیق الٰہی رفیق حال ہے تو مکاشفات کی بہار اور مقامات کی سیر دیکھتا ہے اور تمام منازل کو طے کرتا اور کبھی کبھی ہوش میں آ کر ہوشیاری گفتگو کرتا ہے۔ ع

کہ دیوانہ ہے لیکن بات کہتا ہے ٹھکانے کی

اور ایسے مجذوب کو مکاشفۂ صفائی از حد ہوتا ہے اور اس کی طبیعت تشبیہہ کی طرف راغب رہتی ہے کہ سالک کا مرتبہ مجذوب سے کہیں بڑھ کر ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کی ان رباعیات کا ورد واسطے دفع وسواس اور از دیا دمحبت الٰہی کے بوقت تہجد موجب منافع کثیر ہے۔

◎◎◎

رُبَاعِیْ

یارگ زگناہ زشت خود منفعلم   وز قول بدو فعل بد خود خجلم
فیضے بعدلم زعالم قدس بریز   تا محوشود خیال باطل زدلم

رُبَاعِیْ

تسبیح ملک راوصفا رضوان را   دوزخ بدر اوبہشت مرنیکان را
دنیا جم را و قیصر و خاقان را   جانان مارا و جان ماجانان را

رُبَاعِیْ

اے آنکہ بملک خویش پایندہ توئی   از دامن شب صبح نمایندہ توئی
کارمن بیچاری قوی بستہ شدہ   بکشائے خدا یا کہ کشایندہ توئی

Marfat.com

اک روز ارشاد ہوا کہ خاندان قادریہ و چشتیہ میں ذکر جہر معمول ومختار ہے۔ کیوں کہ اس میں ترقی ذوق وشوق ہے لیکن اگر نقشبندی یا سہروردی ذکر جہر کریں تو پہلا ذوق و شوق بھی جاتا رہتا ہے بقول شخصے۔

کاہو کے من کچھ بسے کاہو کے من کچھ نہ سہائے
آگ پھونک سے بل اٹھی دیا پھونک بجھ جائے

درحق اومدح درحق تو ذم   درحق اوشہد درحق تو سم

ایک روز ارشاد ہوا کہ اس شعر میں ایک شغل بیان کیا ہے ۔

مے خورد مصحف بسوز وآتش اندر کعبہ زن   ساکن بتخانہ باش و مردم آزاری مکن

مے سے مراد عشق ہے اور مصحف جسم انسان کعبہ دل اور بت خانہ تصور شیخ یارسول یا معشوق اور مردم آزاری سے مراد ہے پلک مارنا۔ اسی طرح اس شعر میں ایک شغل ہے ۔

چشم بندو گوش بندو لب بہ بند
گر نہ بینی سر حق برما بخند

یہی مضمون بیر صاحب نے فرمایا ہے۔

دیکھ [1] دیکھ تجھ میں تیرا ذنی دم کو روک دیدار پاوے
دم کو روک ور مول کو بند کر چاند سورج گھیر ایک آوے
نابھ کے سانس سے منتر جپ جپ کرے اور کنول کلی پر بھنور چھاوے
کہیں کبیر گم کی پیڑیاں سن کی سچ کوئی سنتھ جاوے

[1] (ا) (یعنی دیکھ اپنے آپ میں اپنے مالک کو اس ترکیب سے کہ دم اور مقعد کو بند کرتا کہ سانس ہر دو سوراخ بینی کا برابر چلنے لگے اور نابھ کنوں سے کھینچ کر من کنول پر ایسی ضرب لگاؤ جیسے پھول پر بھنورا گو بختا ہے تا کہ ذات الٰہی کا ظہور ہو یہ راہ سلوک ہے اور توحید کے میدان میں جانا مردوں کا کام ہے۔)

یہ اشعار پڑھ کر ارشاد فرمایا کہ تم اس شغل کو سمجھے یا نہیں میں نے عرض کیا کہ حضرت میری سمجھ میں نہیں آیا آپ نے ترکیب مذکورہ کے بموجب مجھ کو اپنے سامنے بٹھایا

Marfat.com

اور فرمایا کہ سورج تو ناک کا داہنا نتھنا ہے اور چاند بایاں اور مول سے مراد مقعد ہے اور یاد رکھو کہ جس طرح گھوڑے کی دونوں باگیں برابر ہوتی ہیں تو سیدھا جاتا ہے اسی طرح جب دونوں نتھنوں سے سانس برابر اور یکساں جاری ہوتا ہے تو دل بھی قائم وثابت ہو جاتا ہے اور تحرک وسواس وخطرات میں کل الوجود دور ہو جاتا ہے اس کے بعد ترکیب دونوں سروں کی متساوی کرنے کے بتلانے تو فوراً دونوں برابر ہو گئے اور حقیقت میں دل قائم ہو گیا اور ایک عجیب کیفیت طاری ہوئی اور پھر فرمایا کہ اسی بلب میں کمال پسر کبیر کرنے بھی فرمایا ہے۔

آنکھ ناک منہ ڈھانپ کے نام زنجن لے
اندر کے پٹ جد کھلیں جد باہر کے پٹے دے

◎◎◎

تین آنکھیں ایک جگہ جمع ہو جاتی ہیں

ایک روز ارشاد ہوا یہ بھی ایک شغل ہے ۔

سن مکھ کرد دیدار محل میں پیارا ہے ترلینی کے گھاٹ میں مانجھی دھارا ہے

تربینی اس مقام کو کہتے ہیں جہاں تین دریا جمع ہو جائیں اور یہاں مراد ہے دماغ سے یعنی جس وقت انسان اس شغل کو کرتا ہے تو مقام دماغ میں جس کا نام ہندی برم منڈ یعنی انھی ہے تین آنکھیں یکجا جمع ہو جاتی ہیں دو چشم ظاہر اور ایک چشم دل جس کا نام سویدا ہے اس شغل کا نام ترکٹی ہے اور اسی کو نصیر المحمود بھی کہتے ہیں ترکیب یہ ہے کہ اول دونوں آنکھوں کی نظر سر بینی پر قائم کرے چند روز کے بعد پتلی بطرف دماغ چڑھ جائے گی اور چشم دل بھی اسی طرف رجوع کرے گی جب ہر سہ چشم دماغ میں مجتمع ہو جاتے ہیں تو روح کو صعود حاصل ہوتا ہے اور اس صعود کا انجام تین حال سے خالی نہیں اگر طالب کم ظرف اور مرشد ناقص ہے تو پردہ دماغ پھٹ جائے گا اور روح نکل جائے گی اور اگر طالب خود قوی ہے تو پرم ہنس یعنی

Marfat.com

مجذوب بن جائے گا اور اگر مرشد کامل ہے تو روح اس صعود سے نزول کرے گی اور انوار روحانی سے تمام جسم روشن اور منور ہو جائے گا لیکن غذا اس عمل میں نہایت لطیف ہونی چاہیے جیسے دودھ چاول اور مسکہ گاؤ کا استعمال بھی ضرور ہے ابتدا میں آنکھوں پر بڑا زور پڑتا ہے بتدریج اس کی مشق بڑھایا کرتے ہیں۔

ایک روز جناب وقبلہ کے حضور میں منشی فضل رسول صاحب نے دو سوال پیش کئے جو میر عباس علی صاحب نے بغرض حصول جواب ارسال کئے تھے سوال اول یہ تھا کہ کامل کی کیا شناخت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اول تو کامل کوئی ہوا ہی نہیں سب مبتدی رہے یہاں تک کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی چنانچہ خود فرمایا ہے وَمَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ پس جب کے پیشوا ایسا ارشاد فرمایا تو اوروں کی کیا حقیقت ہے۔

دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر ما ہمچنان درا دل وصف تو ماندہ ایم

اور عرف میں جو کامل ومکمل کہا جاتا ہے سو ہندوستان بھر میں ایک ہی دو کامل ہوں گے اور شناخت نسبت کی اہل نسبت کر سکتا ہے۔ رہا عرفان وحق شناسی اس کو کوئی کیا پہچان سکتا ہے اور یہ امر سائل سے پوچھنا چاہیے کہ وہ کس بات کو کمال سمجھتے ہیں تو اس کا حال بیان کیا جاوے دوسرا سوال یہ تھا کہ کامل کی سیر کہاں تک ہے اس کے جواب میں ارشاد ہوا کہ سدرۃ المنتہٰی تک تو خودی قائم رہتی ہے اس کے بعد حال قابل بیان نہیں۔

◎◎◎

خدا بندے میں آ کر خود نہاں ہے

ایک روز ارشاد ہوا کہ لوگوں کے عقائد تین قسم کے ہوتے ہیں ایک فرقہ کہتا ہے کہ جو کچھ ہے خدا ہی کے اختیار سے ہے بندہ کا کچھ اختیار نہیں دوسرا فرقہ کہتا ہے کہ کچھ تو بندہ کا اختیار ہے باقی خدا کا۔ تیسرا گروہ قائل ہے کہ نیکی خدا کی طرف سے ہے اور بدی اپنی

Marfat.com

طرف سے۔ اگرچہ یہ بات کہی جاتی ہے مگر اصل میں محض جھوٹ ہے جو کچھ ہے اسی کی طرف سے ہے بھلا شیطان کو کس نے پیدا کیا اور اس کو تعلیم کس نے کی اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کس نے پیدا کیا اور کس نے تعلیم کی کسی کو شانِ مذلی کی تعلیم دی اور کسی کو شانِ معزی کی تعلیم فرمائی استاد دونوں کا ایک ہے۔ مصرعہ

بحر وحدانی ست جفت و زوج نیست

ایک روز ارشاد ہوا کہ فقرا کے دو فرقے ہیں

قومے بجد و جہد نہادند وصل دوست — قومے دگر حوالہ تبقدیرے مے کنند

لیکن جد و جہد بھی بدون کشش سرکاری نہیں ہوسکتی کیوں کہ ہر امر تقدیر الٰہی سے وابستہ لَا تَتَحَرَّكُ ذَرَّةٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ط اور اگر انسان غور کرے تو سب کچھ اپنے آپ میں موجود ہے۔

پاس کہوں تو پاس ہے اور دور کہوں تو دور
جاناں جان جہان میں سب میں ہے بھرپور
خدا بندہ میں آ کر یوں نہاں ہے
کہ جون بو گل کی گل کے درمیان ہے
اس میں مجھ میں ربط ہے اسے ذوق مثل بو دگل
وہ رہا آغوش میں لیکن گریزاں ہی رہا

بعض توحید وجودی کے قائل ہیں بعض شہودی کے بعض اتحادی ہیں بعض حلول کوئی عینی ہے کوئی ظلی کوئی اوست کا قائل ہے کوئی از وست کا کوئی ممہ اوست کا چنانچہ شیخ عطار فرماتے ہیں۔

اوچو خورشید است ماچوں سایہ ایم — ہمچو نور و سایہ ہمسایہ ایم

لیکن بہتر یہ ہے کہ جو کچھ عبادت وطاعت زہد وریاضت انسان کرتا ہے اسی میں لگا رہے اہل شریعت کو ورع وتقوی اور صوم وصلوٰۃ اور اہل طریقت کو اپنے ذکر وفکر میں مشغول رہنا چاہیے کیوں کہ راز بطون نہ کسی پر ختم ہوا اور نہ ہو حدیث از مطرب دے گوئی و

Marfat.com

رازدہر کمتر جوکہ کسی نکشود ونکشاید بحکمت ایں معمارا۔

نیست کس را از حقیقت آگہی جملہ میسر ند بادست تہی

ایک روز ارشاد ہوا کہ (اَلطُّرُقُ اِلَی اللّٰہِ بِعَدُ اَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ) کے کیا معنی ہیں۔ میں نے عرض کی کہ حضور ہی بیان فرمادیں فرمایا کہ نہیں تم بیان کرو تا کہ تمہارے ذہن کی رسائی معلوم ہو۔ اس وقت کمترین نے عرض کیا کہ میرے قیاس میں تو یہ معنی آتے ہیں کہ ہر ایک کے لیے ایک کام مقرر ہے اور وہی کام اس کے واسطے طریق موصل الی المطلوب ہے۔

ہر کسے را بہر کارے ساختند میل آن اندر دلش انداختند

یعنی جس کام میں مشغول ہے وہی کام کرتے کرتے فنا ہو گیا جہان سے آیا تھا وہیں جا پہنچا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

حباب وار زبہر نظارہ آمدہ ایم کہ سر زنیم تماشا کنیم و بازرویم

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۝ یعنی نہیں پیدا کیا میں نے جن اور انس کو مگر واسطے عبادت کے۔ پس کون ہے جو خلاف مرضی خدا کر سکے یعنی خانے تو واسطے عبادت کے پیدا کیا اور وہ برخلاف کرے کہ نقش نقاش سے خلاف نہیں کر سکتا اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو شخص جس کام میں ہے اس کے واسطے وہی عبادت ہے۔

از نم کہ بر سر نوشی زپیش بہ کم کردم اے بندہ پرور نہ بیش

رُبَاعی

گردر عملند خلق و گرمعز ولند چون درنگری جملہ بحق مشغولند
درمذہب تست بہ گزینی کردن انجام منم جملہ جہان مقبولند

کما قال اللہ تعالیٰ۔ وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ اِلَّا ھُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِھَا ط اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ یعنی کوئی جن بندہ نہیں ہے مگر اس کی چوٹی خدا کے ہاتھ میں ہے بدرستی کہ میرا پروردگار راہ مستقیم پر ہے یعنی جس کے ہاتھ میں سب کی چوٹی ہے وہ راہ راست

Marfat.com

پر ہے تو ظاہر ہے کہ سب راہ راست پر اور سب کا منتہی حق ہے وَ اِنَّ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَھٰی۔

چون از و بود ابتدائے ہمہ ہم بدو باشد انتہائے ہمہ
چون ہمہ راہ اوست از چپ وراست تو بہرہ رہ کہ میروی اور است
کس کشاند میکشد کا نا الیہ راجعون چون روی جائے دگر فکر غلط باشد جنوں

آپ نے فرمایا کہ تم خوب سمجھتے یہی معنی ہیں۔

ہر چند اس کی سمت سوا راہ ہی نہیں تسپر بھی حیف بیاں کوئی آگاہ ہی نہیں
کہتے ہو یوں کہ ہے وہی ہادی وہی مضل تو راہ پر ہیں سب کوئی گمراہ ہی نہیں

حضرت جنید سے کسی نے پوچھا کہ مَا مُرَادُ الْحَقِّ بِالْخَلْقِ یعنی اللہ کی مراد خلقت کے پیدا کرنے میں کیا ہے۔ تو حضرت نے فرمایا کہ مَا عَلَیْھِمْ جَرَتْ یعنی یہ مراد حق ہے جو خلق پر گذر رہا ہے۔

مومن و ترسا جہود و گیر و مغ جملہ رارو سوئے آن سلطان الغ
مومن وتر سا جہود و نیک وبد جملہ گان راہست روسوئے احد
صورت از بیصورتی آمد برون باز شد انا الیہ راجعون

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک طالب خدا تھا۔ جہاں کسی فقیر کو سنتا اس کی خدمت میں حاضر ہوتا اسی وتیرہ پر بزرگان دین کی خدمت میں پھرتے پھرتے ایک مدت گذر گئی لیکن حول مقصود کے آثار کچھ نظر نہ آئے ناچار سب سے امید منقطع کی اور جنگل میں ایک درخت کے تلے اس نیت سے جا بیٹھا کہ بس اب خدا کو خدا سے طلب کریں گے۔

سر مداگرش و فاست خود مے آید در آمدنش رواست خود مے آید
بیہودہ چرا در پے اومے گردی بنشین اگر او خداست خود مے آید
مالا اجپون نہ کر جپون اور مکھ سے کہوں نہ ارم مورا رام مہ کو جپے تو میں پاؤں بسرام

مراقب ہو کر بیٹھ گیا۔ وہ زمانہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا تھا حضرت کے پاس ایک گھوڑی تھی آیا کہ اس کو پانی پلانا چاہیے اس لیے سوار ہو کر دریائے دجلہ کی طرف چلے لیکن گھوڑی نے جنگل کی راہ لی ہر چند روکا نہ رُکی گمان کیا کہ کچھ سِرِّ الٰہی ہے اس کو مطلق

Marfat.com

العنان کر دیا چلتے چلتے پہر بھر کے بعد اس درخت کے پاس پہنچے جہاں وہ طالب دل سوختہ بیٹھا تھا اس وقت حضرت کو دریافت ہوا کہ اسی طالب کی کشش تھی ایک نگاہ میں مقصد اس کا پورا کیا۔

سالہا بردند مردان انتظار تا یکے را با رشد از صد ہزار

پھر حضرت جنید نے اس طالب سے ارشاد کیا کہ تم جانتے ہو میں کون ہوں اس نے جواب دیا آپ میرے پیر و مرشد اور رہنما ہیں حضرت نے فرمایا اگر تم کو اس راہ میں پھر کبھی قبض واقع ہو اور حیرانی پیش آوے تو بغداد میں میرے پاس چلے آنا اس نے جواب دیا کہ حضرت اب میں آپ کے پاس آیا ہوں یا آپ میرے پاس میں تو ایسے کا دروازہ پکڑ کے بیٹھا ہوں کہ اگر اس قسم کا معاملہ پھر پیش آیا تو کسی اور کی گردن پکڑ کے بھیج دے گا۔ مجھ کو کسی کی پروا نہیں آپ نے فرمایا کہ شاباش اس راہ میں طالب کو ایسا ہی چاہیے' کیا در گیر محکم گیر۔

هم مٹ گئے تو صورت ہستی نظر پڑی ویران جب آپ ہوگئے بستی نظر پڑی
دیکھا تو خاکسار ہی عالی مقام ہیں جوں جوں بلند ہم ہوئے پستی نظر پڑی

حضرت جنید حقیقت میں بڑے فیاض تھے اور آپ سے بہت کچھ فیض ہوا ہے چنانچہ نقل ہے کہ ایک روز مسجد میں تھے ایک شخص آیا اور کہا کہ حضرت آپ کا وعظ شہر ہی میں کام کرتا ہے یا جنگل میں بھی کچھ تاثیر بخشتا ہے آپ نے حال پوچھا۔ اس نے عرض کیا کہ چند اشخاص فلاں مقام پر جنگل کے اندر راگ رنگ میں مصروف اور دور شراب سے سرمست ہیں آپ اسی دم تنہا کھڑے ہو گئے اور منہ لپیٹ کر جنگل کی راہ لی جب قریب پہنچے تو وہ لوگ بھاگنے لگے فرمایا کہ بھاگو مت میں بھی تمہارا ہم مشرب ہوں اور اسی واسطے آیا ہوں وہ لوگ جمع ہو کر بیٹھ گئے آپ نے فرمایا کہ یارو ہمارے واسطے بھی لاؤ شہر میں تو پی نہیں سکتے آج حال سُن کر پوشیدہ طور پر یہاں آئے ہیں کہ یاران ہم مشرب میں چل کر پئیں گے ان لوگوں نے کہا کہ حضرت ہم کو یہ معلوم ہوتا تو ہمیشہ آپ کو پلایا کرتے افسوس ہے کہ اس وقت کچھ بھی شراب باقی نہیں ہے' فرمایئے تو شہر سے منگائی جاوے۔ حضرت نے فرمایا تم کو کوئی

Marfat.com

ایسی بات نہیں آتی کہ شراب خود بخود آجایا کرے وہ بولے کہ صاحب یہ کمال تو ہم میں نہیں ہے فرمایا کہ آؤ میں تم کو ایک ایسی بات سکھلا دوں کہ شراب خود آجائے پھر شراب کا مزہ دیکھو وہ سب مشتاق ہوئے کہ یہ کمال تو ضرور بتلا دیجئے کہا کہ اچھا اوّل نہاؤ پھر کپڑے بدل کر میرے پاس آؤ سب نے غسل کیا کپڑے دھوئے اور پاک و صاف ہو کر آموجود ہوتے تب فرمایا کہ سب دو دو رکعت نماز پڑھو جب وہ نماز میں مشغول ہوئے تو آپ نے دعا مانگی کہ بارے خدایا میرا تو اتنا ہی اختیار تھا کہ آپ کی حضور میں ان کو کھڑا کر دیا اب تم کو اختیار ہے۔ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ؕ ہمت مرداں مدد خدا حضرت کی دعا منظور ہوئی اور وہ سب کامل ہو گئے ۔

فضل ساعت کار صد سالہ کند نار ابراہیم رالالہ کند

ذرہ شایہ عنایت بہتر ست از ہزار ان کوشش طاعت پرست

کہتے ہیں کہ حضرت جنید کے ۱۹ خلیفہ ہوئے ہیں کہ ہر ایک ان میں سے بہتر و برتر تھا اور سوائے ان کے اور بہت لوگوں کو حضرت سے فیض پہنچا ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ ایک بار مع اپنے رفقاء کے جہاد میں گئے ۔ جب جنگ شروع ہوئی تو آپ نے دیکھا کہ گیارہ مہافہ لیے ہوئے فرشتہ کھڑے ہیں اور حوریں ان کے گرد ہیں خیال آیا کہ ہم گیارہ شہید ہوں گے چنانچہ ایک رفیق شہید ہوا تو ایک محافظہ غائب ہو گیا پھر تو یقین ہوا کہ بالضرور ہمارے واسطے بھی شہادت ہے' غرضیکہ اسی طرح دس یار تو شہید ہو گئے اب حضرت جنید کی باری آئی ایک یہودی آکر مقابل ہوا اور ان کو پہچان کر بولا کہ حضرت آپ کہاں طالب خدا کو لڑائی جھگڑے سے کیا سروکار۔ فرمایا۔ کہ میاں تم دیکھتے نہیں کہ ایک محافہ لیے ہوئے فرشتے موجود ہیں دس محافہ تو میرے رفیقوں کو لے کر غائب ہو گئے یہ ایک میرے واسطے باقی ہے اس نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو مجھے بھی ایمان تلقین کرو وہ مسلمان ہو کر اسی دم کفار سے لڑا اور شہید ہو کر اس بقیہ محافہ میں روانہ بہشت ہوا حضرت کو الہام ہوا کہ جاؤ تم اپنا وہی کھریا جالی سنبھالو ناچار واپس تشریف لائے اور پانی تسبیح پھرانے لگے۔

Marfat.com

لومڑی کا مکان موسیٰ ؑ کو خیال

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بڑے ترک و تجرید کی حالت میں رہے ہیں تمام عمر کہیں گھر نہیں بنایا ہمیشہ قلندروار پھرتے رہے نقل ہے کہ ایک روز آپ کہیں تشریف لے جاتے اثنائے راہ میں بارش ہونے لگی ناچار ایک درخت کی آڑ میں کھڑے ہو گئے اتنے میں دیکھتے کیا ہیں کہ ایک لومڑی دوڑ کر اپنے بھٹہ میں گھس گئی آپ کو خیال آیا کہ سبحان اللہ جانوروں کے لیے تو ٹھکانا اور میں خانہ بدوش خیال کے آتے ہی ایک مکان جواہر نگار نمودار رہا۔ اور ندا آئی کہ اے دوست اگر مکان درکار ہو تو یہ موجود ہے ہمارے پاس کسی شے کی کمی نہیں لیکن تمہارے واسطے یہ رتبہ قلندری اس مکان سے اعلیٰ ہے آپ نے عرض کیا کہ الٰہی میں اسی حال میں خوش ہوں مجھ کو اور کچھ درکار نہیں۔ یہاں جناب قبلہ نے فرمایا کہ سرکار نے تو ان کی تقدیر میں یوں ہی لکھ دیا تھا کہ یہ ہمیشہ خانہ بدوش پھریں گے پھر مکان کیوں کر لیتے آخر انھیں کی زبان سے اقرار لے لیا کہ میں کچھ نہیں چاہتا غرض یہ ہے کہ مقدر سے زیادہ کسی کو کچھ نہیں ملتا۔

◎◎◎

حضرت نوح علیہ السّلام تمام عمر روتے رہے

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب حضرت نوح کی دُعا سے طوفان برپا ہوا اور وہ کشتی پر سوار ہوئے تو شیطان بھی آ موجود ہوا اور بولا کہ آپ نے خوب ہی کیا جو دعا مانگ کر خلقت کو غارت کرا دیا۔ آپ ہدایت کرتے ہیں بہکاتے

Marfat.com

بہکاتے دق ہوگیا دونوں خرابی میں مبتلا تھے اب خوب پاؤں پھیلا کے چین سے سوئیں گے نہ ہدایت کا کھڑاک رہا نہ گمراہی کا بکھیڑا یہ بات سُن کر حضرت نوح علیہ السلام تاعمر روتے رہے۔

جہاں دار داند جہاں داشتن! یکے رابریدن یکے کاشتن
نہ باایں است مہر ونہ باآن ست کیں تو دانا تری اے جہاں آفریں!

◎◎◎

شیطان کی نافرمانی

ایک روز ارشاد ہوا کہ شیطان نے تو یہ نافرمانی کی حضرت آدم کو سجدہ نہ کیا اور حضرت آدم سے یہ تقصیر ہوئی کہ دانہ گندم باوجود ممانعت کھا لیے حکم سرکاری سے عدول کرنے میں دونوں مساوی تھے لیکن جب عتاب ہوا تو شطان نے بیدھڑک جواب دیا فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِىْ اور حضرت نے شرما کر فریاد کی کہ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ط اس وقت حضرت سے پوچھا گیا کہ تم نے یہ جھوٹ بولا کہ اس فعل کو اپنے نفس کی طرف منسوب کیا آیا ہم فاعل حقیقی نہیں ہیں حضرت آدم نے عرض کیا کہ بارخدایا بلاشک میں تجھے فاعل حقیقی جانتا ہوں لیکن معصیت کو تیری ذات پاک کی طرف نسبت کرنے سے مجھے شرم آئی اور مقتضائے ادب یہی معلوم ہوا۔

گناہ گرچہ نبود اختیار ماحافظ تو در طریق ادب کوش وگو گناہ من است

یہ ادب ان کا پسند بارگاہ کبریائی ہوا مقبول ٹھہرے اور شیطان مردود خیر رد وقبول تو دوسری بات ہے مگر اُن کا جھوٹ اور اس کا سچ خدا پر دونوں روشن تھے۔

ایک روز خدمت مبارک میں ایک بزرگ تشریف لائے تھوڑی دیر کے بعد کہنے لگے کہ حضرت میں تو آپ کی بڑی تعریف سُن کر آیا تھا لیکن آپ تو بالکل خالی ہیں اس وقت ارشاد ہوا کہ صاحب ہمیں تو آج تک یہ بھی معلوم نہ ہوسکا کہ ہم خالی ہیں یا بھرے بہت

Marfat.com

سے فقرا سے ملے اکثر بزرگوں کی خدمت میں گئے کسی نے یہ پتا نہ دیا بارے الحمدللہ کہ آپ کی زبان سے یہ عقدہ حل ہو گیا اتنی بات کہہ سن کر وہ بزرگ قلندر صاحب کے مزار پر فاتحہ خوانی کے لیے گئے وہاں سے روتے پیٹتے ہوئے بھاگے آئے اور جناب وقبلہ کے قدموں میں سر رکھ دیا اور عذر و معذرت کرنے لگے کہ برائے خدا میرا قصور معاف فرمایئے مجھ کو یہ حال معلوم نہ تھا حضرت نے فرمایا صاحب وہ بھی تمہارا ہی گمان تھا اور یہ بھی تمہارا خیال ہے۔ہم تو جیسے جب تھے ویسے ہی اب ہیں نہ آپ کے اقرار سے کچھ بیشی ہوئی نہ انکار سے کچھ کمی ہمارا قصور تو آپ نے کچھ کیا نہیں جس کی معافی واجب ہو۔

◎◎◎

قلب مثل آئینہ ہو گیا

ایک روز ارشاد ہوا کہ راجہ رنجیت سنگھ کے عہد میں کشمیر کے اندر ایک مجذوب تھے کباب دہی نہایت رغبت سے کھایا کرتے تھے ایک شخص ان کے واسطے کباب دہی لایا انھوں نے کھایا اور کہنے لگے کہ کیا خوب کباب اور کیا خوب دہی ہے یہی کہتے کہتے دہی لانے والے کا قلب مثل آئینہ ہو گیا کہ سات سو کوس کا حال اس کو نظر آنے لگا پھر وہ شخص مرغزار کشمیر میں جا بیٹھا' بیس برس تک یہی کیفیت رہی مگر ایک دن مثل شمع گل ہو گئی اور جیسا تھا ویسا ہی رہ گیا اس کے غم والم میں وہ شخص جا بجا پھرتا رہا سبحان اللہ کے پاس بھی آیا تھا انھوں نے سن کر فرمایا کہ بھائی یہ بات تو ہمارے خواب وخیال میں بھی نہیں تو سلیمان شاہ صاحب کی خدمت میں جاؤ اس زمانہ کے مشہور و معروف بزرگ ہیں غرض ان کے پاس گیا انھوں نے فرمایا کہ میاں جو بات تو بیان کرتا ہے خود ہم پر بھی نہیں گذری بھلا ہم کیا تعلیم کریں ہمارا طریقہ تو یہ ذکر و اذکار وہ شخص شاہ صاحب کا مرید ہو گیا۔ایک بار ہم سے بھی ملاقات ہوئی کہنے لگا کہ سلیمان شاہ صاحب کا میں مرید ہو گیا ہوں لیکن جو بات پہلے تھی وہ اب خواب میں بھی نہیں اور وہ مجذوب پھر کہیں نہ ملے۔شاید ان کا انتقال ہو گیا۔راقم نے

Marfat.com

عرض کیا کہ حضرت بیس سال کے بعد یہ بات جاتی کیوں رہی جناب وقبلہ نے فرمایا کہ بغیر جدو جہد اس کو مل گئی تھی اگر چند روز ان بزرگ کی خدمت میں رہتا تو قیام وثبات اس حالت کو ہو جاتا اور وہ شخص کامل اور مکمل تھا جس کی ایک نظر ملی یہ بات پیدا ہو گئی تھی لیکن یہ اپنے خیال میں کامل ہو گیا تھا کہ خدمت میں رہنا اختیار کیا اور وہ بات قائم نہ رہی چراغ کے گل ہوتے ہی اندھیرا ہو گیا۔

◎◎◎

اللہ میاں کے ایک بلّا تھا

ایک روز ارشاد ہوا کہ اگلے زمانہ میں اکثر لوگ تحصیل علم کے بعد فقیری اختیار کرتے تھے۔اب وہ زمانہ ہے کہ علم ہو یا نہ ہو مرید ہوتے ہی فقیری کا دم بھرنے لگتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ جو فقیر ہوتا ہے اسؔ کو علم بھی حاصل ہوتا ہے بلکہ علماء پر زبان طعن و تشنیع دراز کرتے ہیں کہ ان کو تفسیر و حدیث کے معنیٰ نہیں آتے اور ہم کو اللہ تعالیٰ نے علم لدنی عطا فرمایا ہے اس طرح سے جاہلوں میں بیٹھ کر اپنی تعریف کرتے ہیں اور عجیب وغریب معنی پیدا کرتے ہیں۔ چنانچہ نقل ہے کہ ایک مرید نے اپنے پیر سے پوچھا کہ حضرت آمَنْتُ بِاللّٰہِ کے کیا معنےٰ ہیں جواب دیا کہ میاں یہ بات خلوت میں بتلانے کی ہے اس میں بڑا راز ہے عالموں کو ان معنی کی خبر نہیں زنہار کسی کے سامنے بیان مت کیجیو ورنہ پھانسے جاؤ گے علماء نے بہت فقیروں کو قتل کرا دیا ہے کیا تم نے سنا نہیں کہ شاہ منصور کو ملانوں نے دار پر کھینچ دیا تھا انھوں نے اسی اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ کے معنی ظاہر کر دیئے تھےتو سنو معنی یہ ہیں اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ اللہ میاں کے ایک بلّا تھا وَمَلٰٓئِکَتِہٖ اور ملائی کھا جاتا تھا وَکُتُبِہٖ اس کے پیچھے کتے لگا دیئے وَرُسُلِہٖ اور اس کو رسی سے باندھ دیا وَالْیَوْمِ الْاٰخِر اور اس پر قیامت آ گئی وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی اور اپنے کئے کی سزا کو پہنچ گیا۔اور یاد رکھو کہ فقراء آخر کو یہی بھید مرید کے کان میں کہہ دیتے ہیں اور وہ کامل ہو جاتا ہے پھر خلافت دے کر اس کو روانہ

کرتے ہیں۔ سو آج سے تو بھی ہمارا خلیفہ ہو گیا۔ واہ سبحان اللہ کیا تعلیم اور کیا فقر ہے۔ بس آج کل ایسی فقیری اور یہ پیری مریدی ہے جس نے علماء کو زیادہ بُرا بھلا کہا وہی فقیر کامل ہے۔

◎◎◎

شربت میں بھنگ

ایک روز ارشاد ہوا کہ لکھنؤ میں ہم نے سُنا کہ یہاں ایک فقیر صاحب توجہ دیتے ہیں جس کا لوگوں پر بہت اثر ہوتا ہے ہم بھی پہنچے فقیر صاحب نے اوّل مزاج پوچھا پھر آنے کا سبب دریافت کیا جو بات تھی ہم نے صاف کہہ دی بولے کہ اچھا تشریف رکھئے اتنے میں سب مرید جمع ہو گئے شربت پر فاتحہ ہوئی اور پیالہ گردش میں آیا ع

الا یا ایھا لساقی ادر کا سا و نا و لھا۔

ہماری بھی نوبت آئی ہم نے کہا کہ صاحب ہم کو تو نزلہ کا عارضہ ہے اس سے معاف رکھئے بولے کہ اس پر خواجہ نقشبند کی فاتحہ دی گئی ہے اور ان کی برکات سے توجہ کا خوب اثر ہوتا ہے بغیر اس کے فیض و فائد غیر ممکن ہے ہم نے کہا خیر مرضی خدا ہم بھی مجبور ہیں۔ غرض شربت کے بعد توجہ شروع ہوئی اور حریفان ہم مشرب لوٹنے اور اونگھنے لگے ہم تو جیسے گئے تھے ویسے ہی بیٹھے رہے، جب مجلس برخاست ہوئی تو ہم بھی اٹھ کر چلے باہر آن کر اس کے ایک مرید راز دار نے ہم سے کہا کہ میاں صاحب خوب ہوا جو تم نے شربت نہ پیا۔ اس میں تو بھنگ ملائی جاتی ہے ہم نے شکر کیا اور لاحول پڑھ کر چلے آئے۔

از خدا نے بوئے اورانے اثر　　دعوتش افزون زشیث و بو البشر
دیونہ نمودہ و راہم نقش خویش　　اور ہمی گویدز ابدالیم بیش
حرف درویشاں بد زدیدہ بسے　　تا گمان آید کہ ہست اوخود کسے

Marfat.com

اوندا کردہ کہ خوان نہادہ ام نائب ھم خلیفہ زادہ ام
سالہا باید کو ستر آدمی آشکارا گردو از بیش و کی
اے بسا ابلیس آدمی روئی سہت پس بہر دستے نباید داد دشت

◎◎◎

مجذوب سونے کے کڑے پہنتے ہی مارے گئے

ایک روز ایک نواب کا معتمد جناب وقبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور نواب کی طرف عرض کیا کہ اس عاجز کے لیے وقت خاص میں دعا فرمایئے تاکہ اپنے مقصد کو پہنچوں حضرت نے فرمایا کہ ہم کو ایک نقل یاد آئی مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب کی خدمت میں ایک راجہ حاضر ہوا کرتا تھا گردش گیتی سے اس پر ایک وقت ایسا آیا کہ اس کا راج ضبط ہونے لگا وہ گھبرا کر شاہ صاحب کے پاس دوڑا آیا اور عرض کیا کہ حضرت مجھ پر آج وقت پڑا ہے ہمت کیجئے ورنہ ناحق میرا ملک ضبط ہوتا ہے میں آج ہی کے دن کے لیے خدمت عالی میں حاضر ہوتا تھا آپ پہلے تو خاموش ہوئے پھر فرمایا کہ راجہ صاحب میں بے چارہ تو ملّا ہوں کوئی مسئلہ دریافت کرنا ہو تو کرلو اور اس مطلب کے واسطے کوئی فقیر تلاش کرو اس نے کہا کہ اس کو بھی آپ ہی بتائیں گے مولوی صاحب نے فرمایا کہ ایک بڑے زبردست مجذوب بھول بھٹیاری کے محل پر رہتے ہیں ان کی خدمت میں جاؤ اگر تمہارے لیے ان کی زبان سے کچھ بہتر نکل جائے تو کام بن گیا ورنہ خیر جو مرضی الہٰی۔ غرض دوسرے دن وہ راجہ مجذوب کی خدمت میں گیا اُس نے دیکھتے ہی کہا تمہارا ملک بحال انعام وخلعت مزید برآں راجہ یہ مژدہ سنکر خوش خوش مولوی صاحب کے پاس آیا اور جو مجذوب کی زبان سے نکلا تھا وہ کہہ سُنایا مولوی صاحب نے فرمایا کہ جاؤ راجہ صاحب تمہارا کام تو ہوگیا مگر وہ بچہ اس کا خمیازہ بھگتنے لگا ایک مہینے کے بعد راجہ کو سب خرخشوں اور دغدغوں سے فراغ واطمینان ہوگیا اور انعام بھی ملا اور خلعت بھی شیرینی لے کر شاداں وفرحان مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور

Marfat.com

ایک جوڑی سونے کے کڑوں کی بھی نذر کے لیے لایا آپ نے فرمایا کہ میرا حق نہیں جس نے دُعا کی وہی مستحق ہے راجہ مولوی صاحب کے اشارہ کے موافق یہ سب سامان اس مجذوب کے پاس لے گیا وہ مطلق ملتفت نہ ہوا راجہ نے سونے کے کڑے ان کے ہاتھوں میں پہنا دیئے اور شیرینی تقسیم کرا دی صبح کو شہرت ہوئی کہ وہ مجذوب مارے گئے شاہ صاحب کے سمع مبارک میں جب یہ خبر پہنچی تو فرمایا کہ دیکھا جو اپنی جان سے ہاتھ دھوتا ہے وہ ایسے مقدمہ میں زبان ہلاتا ہے بھلا ہم ملا آدمی مفت جان کیوں دیتے الحاصل حضرت نے یہ نقل بیان فرما کر ارشاد فرمایا کہ خاں صاحب کسی فقیر کو تلاش کیجئے شاید کوئی خدا کا بندہ ایسا بھی نکل آوے اور ہمارے نزدیک تو خاص وقت میں اگر نواب صاحب یاد آویں تو اس خاص وقت پر بھی تین حرف ہیں۔

●●●

کیا قتل جس نے نظیر کو یہ وہی تو خانہ خراب ہے

ایک روز کا ذکر ہے کہ صبح کے وقت ایک سیاح محمد صالح عرب جناب وقبلہ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ ایک راز ہفتہ کے واسطے جو حضور پر روشن ہے فلاں فقیر صاحب نے آپ کی خدمت میں مجھ کو بھیجا ہے یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ ہمیں ایک نقل یاد آئی۔

نقل نادر شاہ کے لشکر نے جب دہلی میں قتل عام کیا اور تاخت وتاراج کر کے پھر اپنے ملک کو چل دیا تو اس کے کسی سردار کے ہاتھ ایک عورت نہایت شکیلہ وجمیلہ غنیمت میں آئی۔ اتفاق میں یہ عورت دہلی کے کسی امیر کی بیوی تھی اور اپنے خاوند کی عاشق زار اور وہ بھی اس کا دلدادہ وجان نثار ایک کو دوسرے کے بغیر کل نہ پڑتی تھی' گردش روزگار وتغیر لیل ونہار نے ایک درانی کی قید میں کابل پہنچا دیا' درانی اس کے حسن وجمال کو دیکھ کر شیفتہ وبیقرار ہوا اور عقد کا خواستگار نا چار اس نیک بخت نے جواب دیا کہ میں بیوہ نہیں جو نکاح ثانی کرلوں

Marfat.com

خاوند زندہ چھوڑا ہے چھ ماہ صبر کرو پھر تم مختار ہو تمہارے بس میں ہوں اتنی مہربانی کیجئے کہ ایک مکان مجھے شہر کے باہر بنوا دیجئے تا کہ آئندہ روندہ کو وہاں ہر وقت دیکھتی رہوں امیر نے یہ بات مان لی اور حویلی تعمیر کرادی چار مہینے بعد اس کا شوہر اس کی جستجو میں کابل پہنچا اور اسی دروازہ سے ہو کر نکلا عورت نے پہچان لیا ؂

وہ چلا جو آتا ہے دوستو ذرا اس سے بچتے رہا کرو

کیا قتل جس نے نظیر کو یہ وہی تو خانہ خراب ہے

اور کہلا بھیجا کہ اقرار میں ابھی دو مہینے باقی ہیں وقت ہاتھ سے نہیں گیا اگر تم سے بن پڑے تو رہائی کی کوئی تدبیر نکالو ورنہ قید فرنگ ہے چھوٹنا معلوم اور یہ کام کسی کامل سے نکلے تو نکلے ورنہ اور کوئی چارہ نہیں اس طالب صادق نے یہ اشارہ پا کر کامل کی تلاش میں نہایت تگ ودو کی آخر جوئندہ یابندہ ایک دن اسی جستجو میں سرگرداں و پریشان پھر رہا تھا کہ ایک فقیر نے خود اس سے کہا کہ تم یہاں خراب وخستہ پھرتے ہو تمہارے شہر میں فلاں فقیر فلاں محلہ کا باشندہ موجود ہے اس کے پاس چلے جاؤ اور ہمارا اسلام کہو وہ تمہارا کام کر دے گا یہ بیچارہ بہزار خرابی افتاں وخیزاں دہلی آیا اور اس فقیر کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی سب داستان درد وغم کہہ سنائی فقیر صاحب نے ہنس کر فرمایا کہ وہ بھی عجب بیوقوف تھے کہ تمھیں میرے پاس بھیجا کیا وہ خود نہیں کر سکتے تھے خیر کل ہونے والی ہے ہم اس میں کرشن بنیں گے جس وقت رادھا گم ہو کر پھر ملی تو تم کہنا کہ حضرت میری رادھا تو ملی ہی نہیں اُسے بلا دیجئے۔ غرض دوسرے دن ہولی کا ہنگامہ گرم ہوا اور فقیر صاحب کرشن بنے سانگ شروع ہوا پہلے غل مچا کہ رادھا گم ہوئی پھر بہت تلاش وجستجو کے بعد شور ہوا کہ وہ ملی وہ ملی امیر نے ارشاد کے موافق عرض کی کہ حضرت میری رادھا تو ملی ہی نہیں شاہ صاحب نے یہ سن کر کابل کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس کی عورت کی چوٹی پکڑ کے سامنے لا کھڑا کیا اور فرمایا کہ یہ لے اپنی رادھا کہاں سے آگئی۔ امیر نے جھٹ پٹ اس پر اپنی چادر ڈال دی اور خوش خوش گھر لے آیا عورت سے دریافت کیا کہ یہاں تم کس طرح سے پہنچیں اس نے کہا کہ آج مجھے بہت اضطراب وبیقراری تھی۔ کیوں کہ وعدے کی گھڑی شام کو پوری ہونا چاہتی تھی میں اس فکر

Marfat.com

میں تھی کہ دیکھئے پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔ پلنگ پر پڑے پڑے آنکھ الگ گئی خواب میں دیکھا کہ پلنگ پر سے گری آنکھ جو کھلی تو اس مجمع میں کھڑی تھی اس سے زیادہ مجھے کچھ خبر نہیں کہ کیا معاملہ ہوا' حضرت نے یہ ارشاد فرما کر سیاح سے کہا کہ آپ کو ناحق اتنی دور بھیجا آپ انہیں کے پاس چلی جائیں۔

◎◎◎

پنڈت جی جوان جاٹنی سے لپٹ گئے

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک جوتشی پنڈت سفر میں تھا اس نے احکام نجوم سے معلوم کیا کہ فلاں تاریخ وفلاں ساعت میں اگر کوئی شخص عورت سے قربت کرے تو لڑکا پیدا جو بڑا پنڈت بنے اور نجوم ورمل میں دستگاہ کامل حاصل کرے اسی امید پر وہ اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا تاریخ معینہ پر اپنے وطن کے نواح میں جا پہنچا' یکا یک زور وشور کی گھٹا اٹھی اور موسلا دھار بارش برسنے لگی جنگل میں ایک مکان کچا بنا ہوا تھا پنڈت جی نے وہاں پناہ لی اتنے میں ایک جوان جاٹنی مینہ کے مارے وہیں آ گئی اب مصر جی بار بار آسمان کی طرف گھبرا کر دیکھتے ہیں کہ مینہ تھمے تو میں گھر کی راہ لوں۔ جاٹنی نے یہ کیفیت دیکھ کر پوچھا کہ مہاراج تمہیں ایسی گھبراہٹ کیوں ہے انھوں نے تمام قصہ بیان کیا تو جاٹنی بولی کہ بھلا مصر جی وہ گھڑی کب آوے گی مصر جی نے کہا کہ بس وہ یہی گھڑی ہے تب جاٹنی نے کہا کہ مہاراج اب تم گھر پہنچ نہیں سکتے اور یہ گھڑی بیت جاوے گی۔ ع

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

چون کہ وقت تنگ تھا اور مینہ کے آثار تھمنے کے نظر نہیں آتے تھے ناچار مصر جی نے جاٹنی ہی سے زائچہ کی بدملائی قدرت خدا بعد مدت معہودہ جاٹنی سے لڑکا پیدا ہوا جب چار برس کا ہوا تو وہ کھیل کے طور پر زمین میں لکیریں کھینچ کر زائچہ ستاروں کا بناتا ع

طفلی میں بھی ہم جو کھیل کھیلے تو صنم کا

Marfat.com

غرض یہ ہے کہ لڑکے کا پیدا ہونا تو پنڈت نے دریافت کیا مگر اس احمق کو یہ معلوم نہ ہوا کہ اس کے گھر میں پیدا ہوگا یا جاٹ کے گھر میں۔

خدا کشتی آنجا کہ خواہد برد   اگر ناخدا جامہ برتن درد
ایں سعادت بزور باز و نیست   تانہ بخشد کہ خدائے بخشندہ

◎◎◎

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہ کو رنڈی کے ہاتھ فروخت کردیا

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہ کو کسی شخص نے رنڈی کے ہاتھی فروخت کردیا چوں کہ آپ نہایت حسینہ وجمیلہ تھیں اس نے زیور لباس حسن خداداد کی جلا دیکھ کر ان کو بالاخانہ پر بٹھا دیا مشتاقوں کا ہجوم ہونے لگا مگر بوقت شب جس شخص کو نائکہ اُن کے پاس بھیجتی۔ اس سے کہتیں کہ اول وضو کر کے دوگانہ پڑھ لو جہاں دوگانہ پڑھا اور حضرت رابعہ نے ہمت باطنی مبذول کی پھر تو اس شخص کی آنکھیں کھل جاتیں تھیں اور صبح کو چپ چاپ چلا جاتا تھا۔

تازم بچشم خود کہ جمال تو دیدہ است
افتم بپائے خود کہ بکویت رسیدہ است
ہر روز بوسہ ہازنم ایں دست خویش را
گو دامنت گرفتہ بسویم کشویدہ است

سال بھر تک اسی طور سے فیض جاری رہا کہ جو شخص ایک شب ان کے پاس رہا وہ پھر نہ آیا۔

قدغن ہے کہ اس کو میں کوئی آنے نہ پاوے

Marfat.com

گر بخیر آ جائے تو پھر جانے نہ پائے

نائکہ نے خیال کیا کہ یہ کیا بات ہے کہ جو شخص ایک دفعہ آتا ہے وہ دوبارہ صورت نہیں دکھاتا۔ اُس کے حُسن و جمال اور ناز و ادا اور صورت و سیرت میں کسی طرح کی کسر نہیں لیکن مصرع

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

ایک رات پوشیدہ ہو کر نائکہ نے تمام کیفیت دیکھ لی صبح کو ان کے قدموں پر گر پڑی کہ میرا قصور معاف کرو مجھ کو حال معلوم نہ تھا آج سے میں نے تم کو آزاد کیا فرمایا کہ احمق تو نے مجھ کو آزاد کیا فیض برباد کیا، خیر مرضی خدا یہیں تک تھی۔

◎◎◎

خوب سمجھ کر پڑھیں

ایک روز ارشاد ہوا کہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایک روزہ نماز فجر کے لیے مسجد میں تشریف لیے گئے دیکھا کہ ایک شخص قبلہ رو پہلوئے راست پر سو رہا ہے خیال کیا کہ شاید نماز پڑھ کے سو گیا ہے پھر ظہر کے وقت گئے تب بھی اسی کروٹ سے سوتے پایا۔ پھر عصر و مغرب کے اوقات میں بھی وہی کیفیت جب وقت مغرب تنگ ہونے لگا تو اس کو جگایا اور فرمایا کہ نماز قضا ہوئی جاتی ہے وہ شخص جاگا اور وضو کر کے اول نماز فجر کی نیت کی تو دیکھتے ہیں کہ ٹھیک صبح کا وقت اور نور کا تڑکا ہے پھر اس نے ظہر کی نیت کی تو وقت ظہر معلوم ہونے لگا اور جب عصر کی تو وقت عصر موجود تھا اور مغرب کی نیت کی تو مغرب کا پھر مجدد صاحب سے اس نے کہا کہ نماز کے لیے تو آپ نے جگا دیا مگر میرا حال نہ پہچانا کہ کیا ہے بھلا اس حالت کے روبرو نماز کیا شے ہے۔ لیکن اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ نماز کچھ شے نہیں بلکہ ایسی حالت کے فقیر ہر وقت نماز میں رہتے ہیں۔ گو ظاہر میں نماز پڑھیں۔

◎◎◎

Marfat.com

مسجد اُلٹ دی

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک درویش کو از راہ کشف معلوم ہوا کہ ایک آدمی مسجد کے اندر فعل شنیع کر رہا ہے چوں کہ نیا نیا عرفان حاصل ہوا تھا درویش کے دل میں جوش غضب پیدا ہوا اور ہمت باطن سے مسجد الٹ دی اس کے مرشد کو خبر ہوئی کہا میں نے کیا کیا' مرید نے جواب دیا کہ حضرت خانہ خدا اور ایاس فعل مجھ کو تحمل نہ ہوسکا' مرشد نے کہا کہ اے احمق تو کون تھا جس گھر میں یہ فعل ہو رہا تھا کیا اس کا مالک علیم و بصیر و خبیر نہ تھا تو نے کیوں دخل کیا ؎

بر نقش خود است فتنہ نقاش   کس نیست دریں میان تو خوش باش

غرض یہ کہ فقیر اللہ تعالیٰ کے کاموں میں دخل نہیں دیتے نہ کسی کے لیے دُعا کرتے ہیں نہ کسی کے واسطے بددعا۔

◎◎◎

لالچ بُری بلا ہے

ایک روز کسی شخص نے سوال کیا کہ حضرت معرفت اور وصول الی اللہ کے کیا معنیٰ ہیں آپ نے فرمایا کہ ہم کو ایک نقل یاد آئی کہ ایک راجہ تھا وہ ہردواڑیں آیا اور منادی کرائی کہ فلاں تاریخ گنگا کے کنارے بڑا بھاری دان کروں گا جس کو لوٹنا ہو آوے اور لوٹے تاریخ معینہ پر خلقت جمع ہوگئی راجہ کے کنارۂ دریا پر قسم قسم کے میووں اور طرح طرح کے کھانوں اور عمدہ عمدہ پوشاکوں اور آرائش کی چیزوں کے ڈھیر لگادیتے اور ایک چھوٹی سی کشتی مرصع و رنگین تمام ساز و سامان سے آراستہ کرائی اس پر فانوس روشن کئے گئے اور بیچ میں ایک گھڑا سر بہر رکھوایا جس پر عجیب و غریب نقاشی اور طلائی کام ہو رہا تھا وہ کشتی منجھدار میں

چھوڑی گئی اور حکم عام دیا گیا کہ جس کا جی چاہے لوٹ لے لوگ ٹوٹ پڑے اور اپنی خواہش کے موافق لوٹنے لگے وہ کشتی جو اس شان وشوکت سے دیکھی سمجھے کہ بڑی دولت اور بیش بہا جواہر ضرور اس کشتی میں ہوں گے۔ اس طمع میں ہزاروں آدمی دریا کے اندر کود ے کوئی ڈوبا کوئی دو قدم چل کر کوئی چار قدم چل کر غرض بہت سی جانیں تو کشتی کی آرزو میں گئیں لیکن چند آدمی ہاتھ پاؤں پیٹ کر کشتی تک جا پہنچے' اور بڑے ذوق وشوق کے ساتھ اس گھڑے کو کھولا تو دیکھا کہ بالکل خالی بس اسی پر تم اپنے سوال کا جواب قیاس کرلو۔

اگر در خانہ کس است حرفے بس است

ایک روز ارشاد ہوا کہ فقیری میں صحبت کو بڑا اثر ہے اور مردان خدا نے اسی کو جزوِ اعظم سمجھا ہے ۔

یک زمانے صحبتے با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

جو باتیں بچپن سے دل میں سمائی ہیں وہ کانوں کی راہ سے آئی ہیں اور کانوں ہی کے رستہ سے نکلیں گی ۔

بھو بھاگت بھاگے رنگ لاگت لاگے
بہت دنوں کا سویا منوا جاگت جگت جاگے!

یعنی رفع اوہام وشکوک کے لیے ایک مدّت چاہیے۔ ع

عمرے باید کہ یار آید بکنار

مگر اس زمانہ کے لوگوں کا تو یہ حال ہے کہ آج مرید ہوئے وظیفہ پوچھ کر گئے دوسرے دن ہی شکایت کرتے ہیں کچھ اثر نہیں ہوا' یہ نہیں سوچتے کہ عمر بھر کی کثافت کو ایک دن کا وظیفہ کیا دور کرسکتا ہے اور مرشد کو ایسی کیا غرض پڑی ہے کہ اپنی صفائی وقت کو چھوڑ کر دوسرے کے حال پر متوجہ ہو اور وہاں بالفرض ایسا بھی کرے تو مرید کا تمام عمر کا علم مٹانا اور اس کی بجائے اپنے علم کو جمانا کوئی ہتھیلی کی سرسوں نہیں ہے۔ ہاں رفتہ رفتہ عرصہ دراز کی صحبت میں اصلاح حال خوب ہوتی ہے اگر دفعتہً نظر ڈالی جائے تو مرید سے تحمل کب ہوسکتا ہے جیسے میاں جعفر شاہ پٹیالوی نے ہمارے ہم سبق کو مارا تھا طریقہ تعلیم کا بتدریج ہے جس

طرح لوہار لوہے کو گرم کرتا ہے پھر چوٹ لگا کر بڑھاتا ہے یا سنار آہستہ آہستہ کوٹ پیٹ کرتار کو بار بار جنتری میں نکالتا تب وہ درستی کے ساتھ تیار ہوتا ہے۔ اگر بے ڈھنگے طور پر زور آور ہوں تو کیا ہوگا فوراً چیز ٹوٹ پھوٹ کر خراب وضائع ہو جائیں گی۔ پس ہر کام میں صبر ضرور ہے۔

در بلا صبرے بباید مَردارا صبر خود کے باشد اہل دردرا

◎◎◎

گرو جی نے بھنگ پی لی

ایک صاحب نے اپنے دوست کو لکھا کہ تمہارے بعد جناب قبلہ نے مجھ کو سلسلہ نقشبندیہ میں داخل فرمایا چندروز میں اس قدر فیض وفائدہ حاصل ہوا کہ قابل تحریر نہیں۔ یہ خط پڑھ کر ان کے دل میں خیال گزرا کہ افسوس چند روزہ مرید تو اپنے مطلب کو پہنچ جاوے اور میں محروم جب یہ صاحب حاضر خدمت ہوئے تو اثناء گفتگو میں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہم کو ایک نقل یاد آئی ہے۔ کسی چیلہ نے اپنے گرو سے شکایت کی کہ گرو جی مجھے چار سال ہو گئے ابتک کچھ اثر مرتب نہیں ہوا' ہنوز روز اوّل ہے۔ کہا اچھا دیکھا جاوے گا دوسرے روز گرو جی نے بھنگ گھوٹ کر خود پی لی اور اس چیلہ کو بھی پلادی۔ تھوڑی دیر کے بعد پوچھا کہ کہو چیلا جی کیا حال ہے کہا گرو جی کچھ نہ پوچھو ایک دھوندھوکال ہے اور کچھ نظر نہیں آتا' گرو نے کہا اب یہاں دھوندوکال کے سوا اور کچھ نظر نہیں آویگا بس اسی دھوندھوکال میں سب چلے گئے ہیں تو بھی چلا جا۔ سو صاحب یہاں سوائے توحید کے اور کیا رکھا ہے جو نظر آوے اور اگر کسی نے کچھ دیکھا ہے تو یہ اسکے تخیلات اور وہمیات پر محمول ہے ان شعبدات کا کیا اعتبار اللہ تعالیٰ ان سب سے منزہ ومبرّا ہے پس ماسوا اللہ سب ہیچ ہے۔

مے صرف وجدت کے نوش کرو کہ دنیا و عقبیٰ فراموش کرو

◎◎◎

Marfat.com

سیاہ رنگ بہتر ہے

ایک روز ایک طالب کی استدعا کے جواب میں ارشاد ہوا کہ ایک رنگریز تھا جب کوئی شخص اس کے پاس کپڑا رنگنے کے واسطے لاتا اور کہتا کہ فلاں قسم کا رنگ مطلوب ہے تو وہ کہتا کہ میاں صاحب یوں تو ہر قسم کا رنگ مجھ کو رنگنا آتا ہے لیکن میرے نزدیک تو سیاہ بھرا سب سے بہتر ہے۔ پس ہم سے پوچھو تو توحید کے سامنے سب مدارج و مراتب ہیچ ہیں لیکن یہ ایسی بات نہیں کہ تم کو زبانی بتلا دیں نہ اسکی کوئی کتاب ہے کہ سبق پڑھا دیں کیوں کہ یہ امر حال و وجدان ہے نہ قال و بیان عبارت و اشارت میں اس کی گنجائش نہیں دیکھو اس حجرہ کو اگر کہا جائے کہ عین درگاہ قلندر صاحب ہے تو یہ بھی غلط اور اُس کا عکس بھی غلط اور دونوں صحیح بھی ہیں۔ سمجھنے کی ہے بات کہنا نہیں۔

◎◎◎

غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ اور محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ

ایک روز ارشاد ہوا کہ مدارج دینی و دنیوی جب تک پروردگار نہ عطا فرمائے اپنی کوشش سے حاصل نہیں ہوتے ہزار ہا اولیاء اللہ گذرے اور صدہا غوث و قطب گذرے لیکن درجہ محبوب سُبحانی غوث الاعظم شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرّہ کو عطا فرمایا۔ اور درجہ محبوب الٰہی سلطان المشائخ نظام الدین چشتی بدایوانی قدس سرّہ کو عطا فرمایا۔ ع

جا کو ہ چاہے وہی سہاگن ہوئے

یہ درجہ محبوبیت سوائے ان دو بزرگوں کے اور کسی ولی اللہ کو جل شانہٗ نے مرحمت نہیں فرمایا۔

ایک روز کسی شخص نے سوال کیا کہ علامت فقیر کیا ہے اس کے جواب میں فرمایا

Marfat.com

کہ خاکستر ہونا یعنی جس طرح خاکستر خوشبو اور بدبو دونوں کو ڈھانپ لیتی ہے اسی طرح فقیر بھی لوگوں کے عیب مضمحل وثواب اور نیک وبد پر نظر نہیں کرتا۔

گرچہ تیر از کمان ہمی گذرد　　از کمان دار بیند اہل خرد

ازخدا دان خلاف دشمن و دوست　　کہ دل ہر دو درتصرف اوست

◎◎◎

یقین کی تین قسمیں

ایک روز ارشاد ہوا کہ یقین کی تین قسمیں ہیں۔ ایک علم الیقین‘ دوسری عین الیقین‘ تیسری حق الیقین۔ دیکھو یہ گھڑا جو سامنے دھرا ہے تم اس کی صورت دیکھ کر جان سکتے ہو کہ اس کے اندر پانی ضرور موجود ہے جو صاف وسفید وسیال ہے اور جو تشنگی کو رفع کرتا ہے پس یہ یقین علم الیقین ہے لیکن جب تم اس گھڑے کا ڈھکنا اٹھا کر آنکھ سے دیکھ لو کہ بے شک اس کے اندر پانی ہے اور وہ اُن تمام صفات سے موصوف ہے تو یقین عین الیقین ہے پھر تم گھڑے میں سے پانی انڈیل کر پی لو تو اس وقت پانی کی حقیقت ایسی منکشف اور عیاں ہوجائے گی کہ علم اور عین دونوں پر پانی پھر جائے گا۔ تم میں اور پانی میں کوئی واسطہ اور حجاب باقی نہ رہے گا بلکہ تمہاری اور اس کی حقیقت واحد ہوجائے گی۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ملتان سے ہم حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر گئے اور تین روز وہاں رہے ان کے فقیروں میں تعصت وتعلّی اس قدر دیکھی کہ جس کا بیان نہیں ہوسکتا ہے۔ خاندان چشت کو ہمارے سامنے برا کہنے لگے حتیٰ کہ حضرت شیخ فرید گنج شکر قدس اللہ سرہ کو کہنے لگے کہ ہمارے مرشد میاں باہو صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ اگر بابا فرید صاحب میرے زمانہ میں ہوتے تو میں ان کی مشاہدہ ذات کو پہچانتا باوجود اس زہد کے ان کو مشاہدہ نہیں نصیب ہوا۔ ہم نے کہا بابا فرید قدس سرّہٗ تو علیحدہ رہے۔ حضرت میراں شاہ بھیک قدس سرّہٗ کو تمہارے میاں باہو توحید میں تو پہنچے ہی نہیں بلکہ

Marfat.com

توحید کی تو ہوا نہ تمہیں نہ میاں باہو کو نصیب ہے بابا فرید قدس سرہ تو اپنے عہد کے سلطان ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ ادھم وجنید تھے۔ بلکہ ایسا فقرہ لکھنا ایسے شخص کی بابت کہ جو منفرد ہوا ہے کمال ہی نادانی وحسد ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ طے سلوک تک پیر کا واسطہ رہتا ہے مگر منزل عرفان کے بعد جو قرب مرید کو حاصل ہوتا ہے اس کی خبر پیر کو بھی نہیں ہوتی۔ جیسے دولھا دلھن کے ہر کام کے کفیل ان کے ماں باپ ہوتے ہیں مگر پردۂ خلوت کے اندر جو کیفیت پیش آتی ہے اس کو اُن دونوں کے سوائے کوئی غیر نہیں جان سکتا ہے۔ ع

حال خلوت شاہ داند یا عروس

◎◎◎

گویا صور پھونک دیا

ایک روز ارشاد ہوا کہ خاندان نقشبندیہ میں تو صفائی اور معلومات مبتدی کا دل بہالتی اور ہمت بڑھاتی ہے۔ ایسے ہی خاندان چشتیہ میں ذوق وشوق کی چاٹ طبیعت کو اچاٹ نہیں ہونے دیتی مگر خاندان قادریہ میں مبتدی کو بجز بے حاصلی کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا اسی لئے بعض طالب مایوس ہوکر کمر ہمّت کھول دیتے ہیں البتہ مدّت دراز اور مجاہدہ کثیر کے بعد آخر میں یہ کیفیت ہوتی ہے کہ گویا دفعۃً صورت پھونک دیا یا جیسے کنواں کھودتے کھودتے یکبارگی بم پھٹ گیا بھر تو سبحان اللہ سب کیفیتیں اس کے سامنے گرد ہیں اور اگر طالب کو کچھ حاصل نہ ہو اور اس راہ میں کھیت رہا تو یہ ہزار مراد سے بہتر ہے۔ کیوں کہ راہ خدا میں حاصل وحصول کیا جو قدم اس طرف اٹھا وہی نقد وقت ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ریاضت ومجاہدہ بھی ایک امر ضروری ہے دیکھو جب کھر با کی قوت دھیمی پڑجاتی ہے تو رگڑنے سے پھر تیز ہوجاتی ہے اسی طرح طالب کا قلب مجاہدہ سے تروتازہ رہتا ہے۔

ایک روز کسی صاحب نے عرض کیا حضرت مخدوم علاؤ الدین صاحب صابر قدس سرہ کو اس قدر جلال تھا کہ جو شخص یا جو چیز آپکے سامنے آتی سوختہ ہو جاتی اس پر ارشاد ہوا کہ مخدوم صاحب کو تجلی ذات و مشاہدہ ذات دوامی تھا اور ایسا مشاہدہ و جلال چند ہی اولیاء اللہ کو ہوا ہے۔

◎◎◎

بغیر کسی مشغلے کے لُطفِ زندگی نہیں

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک بزرگ نے جناب الٰہی میں عرض کیا کہ جب غلام بہوٹھا اور بے کار ہو جاتا ہے تو دستور ہے کہ اس کو خدمت سے آزاد کر دیتے ہیں پس میں چاہتا ہوں کہ آئندہ مجھ کو بھی بندگی سے آزادی ملے حکم ہوا کہ اور جو چاہو مانگ لو مگر آزادی طلب نہ کرو اس بزرگ نے پھر یہ ہی درخواست کی اور قبول ہوگئی اس کے بعد کسی نے ان سے پوچھا کہ کہو اب کیا حال ہے؟ جواب دیا کہ ؎

بندگی شد محو و آزادی نماند ذرّہ دردل غم و شادی نماند
بے صفت گشتم نہ گشتم بے صفت عارم اماندانم معرفت!!

عرض یہ ہے کہ بغیر کسی مشغلہ کے لطف زندگی نہیں آدمی کو کچھ نہ کچھ دھندا ضرور چاہیے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ اس مصرع کے معنی بیان کرو ع

بجسم پاک پیمبر مگس نشست ونیشد

جب حاضرین میں سے کسی نے جواب نہ دیا تو فرمایا کہ نہ نشست کے معنی تو ظاہر ہیں اور نشید سے یہ مراد ہے کہ جو لوگ فنافی الرسول ہو جاتے ہیں ان کے جسم پر بھی مکھی نہیں بیٹھتی۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ منشاء سرکاری یہی ہے کہ انسان اپنے آپ کو نہ دیکھے جیسے

Marfat.com

آنکھ تمام جہان کو دیکھتی ہے لیکن اپنے آپ کو نہیں دیکھ سکتی ۔

چشم بیند ہر کم و ہر بیش را　　لیک نتواند کہ بیند خویش را

اسی طرح ناک ہر شے کی خوشبو و بدبو سونگھتی ہے اپنے پیٹ کی بدبو سے محض بے خبر ہے۔ ہاں اگر فضل خدا شامل حال ہو اور کوئی مرد خدا اپنے وجود کی سیر کرادے تو سبحان اللہ۔

◎◎◎

قطعہ

مجھے قتل کر کے وہ بھولا سا قاتل　　قضارا مری لاش پر آن نکلا
سرہانے کھڑا ہو کے پٹیا کہ ہے ہے　　یہ کشتہ تو کچھ پہچان نکلا

نقل ہے کہ بدرالدین پانی پتی بساطی ہمیشہ حضرت قبلہ کی خدمت عالی میں حاضر ہوتا تھا اور یہ بھی ضرور عرض کرتا تھا کہ حضور میرے لیے دعا فرمایئے لیکن حضرت بھی ہر روز فرمایا کرتے تھے کہ تِلْكَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُهَا بَیْنَ النَّاسِ ط میاں آج کل ایسے ہی دن میں ہیں کہ ہماری دعا برعکس اثر کرتی ہے ۔

مانگا کریں گے اب سے دعا ہجر یار کی
آخر تو دشمنی ہے اثر کو دعا کے ساتھ

ایک دن بعد نماز عشاء میاں بدرالدین آئے اور کہنے لگے کہ حضرت آج تو ضرور دعا کیجئے آپ نے فرمایا کہ بھائی آج کل ہماری دُعا الٹا اثر کرتی ہے کیوں کہ دن اچھے نہیں اور پھر یہ نقل بیان فرمائی۔

نقل: ایک مجذوب دہلی میں رہا کرتے تھے اتفاقاً امساک باران ہوا اور خلق خدا جمع ہو کر زار و نالان قاضی صاحب کے پاس آئی ۔ قاضی ان کو ہمراہ لے کر بادشاہ سلامت کی خدمت میں پہنچے کہ نماز استقاء پڑھنی چاہیے بادشاہ نے کہا بہت اچھا چنانچہ تین دن نماز پڑھی کچھ موثر نہ ہوئی بادشاہ نے فرمایا کہ کسی فقیر کو میرے پاس لاؤ لوگوں نے ایک مجذوب کو

Marfat.com

پیش کیا بادشاہ نے ان سے دعا کی التجا کی مجذوب نے لنگوٹ کھول کے دیا کہ یہ دھولاؤ اور سوکھنے کو ڈال دو تھوڑی دیر کے بعد بڑے زور سے بارش ہونے لگی۔ بادشاہ نے پوچھا یہ کیا بات ہے مجذوب نے کہا آج کل اللہ میاں سے ہمارا بگاڑ ہو رہا ہے ہم جو بات چاہتے ہیں وہ اس کے خلاف کرتے ہیں۔ اب ہمارا لنگوٹ سوکھنے نہیں دیں گے۔ جب خوب مینہ برس لیا لوگوں نے اس لنگوٹ کو آگ پر سکھا دیا مینہ تھم گیا پس میاں بدرالدین ان دنوں میں ایسا ہی معاملہ ہو رہا ہے ہماری دُعا کا اثر خلاف ہوتا ہے اس نے کہا کہ حضرت الٹا اثر ہو یا سیدھا آپ دُعا کیجئے' آپ نے فرمایا کہ اچھا دُعا کریں گے تم جانو ہنوز جلسہ برخاست نہیں ہوا تھا کہ ایک آدمی دوڑا ہوا آیا اور یہ خبر لایا کہ میاں بدرالدین تمہاری بیوی کنوئیں میں گر پڑی۔ حضرت نے فرمایا ابھی تو ہم نے دعا بھی نہیں مانگی۔ وعدہ ہی کیا ہے میاں بدرالدین یہ سنتے ہی دوڑے اتنے میں تھانہ دار آ پہنچا ان کی بیوی کو کنوئیں میں سے نکلوایا اور پوچھا کہ تجھ کو کس نے گرایا تھا اس نے میاں بدرالدین کا نام لیا اب وہ غریب نا کردہ گناہ کرنال کی عدالت میں حاضر کیے گئے لیکن حضرت قبلہ نے چلتے وقت یہ فرما دیا تھا کہ مقدمہ کی پیشی کے وقت ہمارا تصور کرنا۔ جب مقدمہ پیش ہوا انگریز نے عورت کا بیان لیا۔ اس نے تین چار دفعہ یہی کہا کہ بدرالدین نے گرایا اس وقت میاں بدرالدین کو حضرت کا ارشاد یاد آیا تصور کرنا شروع کیا۔ عورت خود بخود کہنے لگی کہ صاحب ایک اور بڑا ظلم مجھ پر کر رکھا ہے انگریز نے پوچھا وہ کیا کہا میرے سر پر تین ریچھ بٹھا رکھے ہیں۔ انگریز نے دریافت کیا کہ کہاں ہیں کہا یہ دیکھو بالوں میں پھرتے ہیں۔ حسب اتفاق میاں صاحب میاں اللہ بندے صاحب نمبر دارے حضرت کے خادم بھی وہیں کچہری میں موجود تھے انھوں نے کہا کہ صاحب یہ تو پاگل ہے۔ غرض میاں بدرالدین رہا ہو گئے ان کی بیوی جب ہوش میں آئی تو شوہر سے مخاطب ہوئی کہ ارے کمبخت مجھ کو کچہری میں کیوں لایا ہے اس نے کہا کہ ظلم تو لائی ہے یا میں آخر پانی پت آئے اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا کہو میاں بدرالدین ہم تمہارے لیے دُعا کریں کہا کہ حضرت بس میں دُعا سے باز آیا مجھے بغیر ہی دُعا کے پانی پت رہنے دیجئے آپ نے فرمایا تمہاری خوشی ہم نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا لیکن تم نے نہ

Marfat.com

مانا۔

◎◎◎

اللہ کے فرشتے نے مال خریدا

ایک روز کسی شخص نے تنگیِ رزق کی شکایت کی آپ نے فرمایا کہ ہم کو ایک نقل یاد آئی ہے۔ایک بڑا تاجر تھا اس نے جمعہ کے دن وعظ میں یہ آیت سُنی فِی السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ۝ اس کے دل میں شبہ پیدا ہوا کہ ہم دور دراز ملکوں کا سفر طے کر کے قابل پسند اشیاء لاتے ہیں۔تب ان سے نفع حاصل ہوتا ہے اور ہمارا پیٹ بھرتا ہے اگر اسباب خراب و ناکارہ ہو تو بھلا کون مول لے گا۔اور کیوں کر ہمارا نفع حاصل ہوگا یہ سوچ کا برادہ امتحان وہ سب قسم کی اشیاء تجارتی کو چھوڑ بیٹھا اور بے ناکہ کی سوئیاں ہزار ہا روپیہ کی بھر لیں کہ دیکھوں اس بیکار چیز کو کون خریدتا ہے۔خدا کی قدرت چند مدت کے بعد ایک سوداگر بے ناکہ کی سوئیوں کا گاہک آیا تمام دوکانوں پر دریافت کیا تو یہ چیز کہیں نہ نکلی لوگوں نے اس تاجر کا پتہ بتایا وہاں پہنچا اور بڑی خواہش ظاہر کی اس کے حسب دلخواہ دام دے دیئے اور تمام مال خرید لیا۔جب سود بک چکا اور معاملہ ہو گیا تو تاجر بہت متعجب ہوا کہ الٰہی یہ بے وقوف اس نکمی چیز کو کہاں بیچے گا اور کیا نفع اٹھائے گا یا کسی کام میں لائے گا یہ ہی خیال کر کے اس کے ہمراہ ہولیا وہ مال اٹھوا کر لے گیا اور کشتی میں لاد کر حکم دیا کہ جاؤ اس کو دریا میں ڈال دو اس وقت اُس نے سوال کیا کہ صاحب تم کون ہو کیوں تم نے یہ سوئیاں خریدیں۔اور کس لیے دریا میں پھینک دیں۔اس نے جواب دیا کہ میں فرشتہ ہوں اللہ تعالیٰ نے تیرے رزق پر متعین کیا ہے جو تیرے لیے مقدر تھا تجھ کو پہنچا دیا۔یہ تیری بے وقوفی تھی جو تو نے خیال کیا میری کوشش سے رزق ملتا ہے۔اتنا کہہ کر غائب ہو گیا غرض یہ ہے کہ جو کچھ تمہارے لیے مقدر ہے وہ کسی نہ کسی طرح تم کو بالضرور ملے گا رنج کرو یا خوشی رزق مقسوم میں کمی بیشی ممکن نہیں ۔

Marfat.com

انچہ نصیب است ہم میرسد گر نہ ستانی بہ ستم میرسد

◎◎◎

مسجد سے باہر خدا کے گھر میں

ایک روز کسی شخص نے کشائش رزق کے لیے وظیفہ پوچھا اس وقت ارشاد ہوا کہ اگر درود وظائف پر روزی موقوف ہوتی تو دنیا میں ملّانوں کے برابر کوئی دولت مند نہ ہوتا بلکہ وظائف تو اس معاملہ میں اور الٹا اثر کرتا ہے کیوں کہ دنیا ایک میل کچیل ہے اور نام خدا صابون بھلا صابون سے میل کیوں کر بڑھ سکتا ہے تم نے کسی وظیفہ خواں کے گھر ہاتھی گھوڑے بندھے نہ دیکھے ہوں گے بلکہ وظیفہ پڑھنے والے تو اکثر محتاج ہی نظر آتے ہیں۔ خدا کا نام تو صرف اس لیے ہے کہ اس کی برکت سے دنیا کی محبت دل سے دُور ہو جائے نہ اس لیے کہ آدمی دنیا میں زیادہ آلودہ ہو۔ یہ باتیں سُن کر اس شخص نے پھر اصرار کیا تو فرمایا کہ خیر یَا بَاسِطُ الْبَسْطُ رِزْقِیْ پڑھا کرو۔

دنیا طلبی کا کیا کام۔

◎◎◎

لالہ جی کی جورو نے اپنے پاس سُلا لیا

ایک روز کسی شخص نے عرض کیا کہ حضور دیکھیے تو فلاں شخص نے حصول دنیا کے لیے کیسی کیسی کوشش کی، عزت کھوئی، ذلت اٹھائی لیکن دنیا ہاتھ نہ آئی آپ نے فرمایا کہ ہاں ہم کو ایک نقل یاد آئی ہے کہ ایک امیر کسی کھترانی پر عاشق ہوا، ہر چند کوشش کی مگر کسی طور سے حصول مطلب کی راہ نہ پائی آخر کچھ مدت کے بعد اس کو پتہ ملا کہ اس عورت کا شوہر بھینس کا

Marfat.com

بڑا شوق رکھتا ہے۔ اس عاشق نے ایک بیش قیمت اور نہایت خوبصورت بھینس عمدہ نسل کی خریدی اور گنواروں کی صورت بنا کر اس کھتری کے سامنے سے نکلا وہ بھینس کو دیکھتے ہی لوٹ ہو گیا پوچھا کہ چودھری بھینس بیچو گے وہ بولا کہ لالہ جی بھینس کیا بیچوں ایک بڑا بھاری روگ لگ گیا ہے اگر کوئی بھلا مانس میرا علاج کر دے تو میں بھینس یوں ہی اس کو نذر کروں' لالہ نے پوچھا کہ بتاؤ تو سہی ایسی کیا بیماری ہے اس نے کہا کہ میری شادی ہوگئی ہے لیکن مجھ کو عورت کی صحبت کا ڈھب یاد نہیں اس شرمندگی کے مارے جان سے تنگ ہوں جو کوئی مجھ کو یہ کام سکھلا دے تو میں اس کا چیلا ہو جاؤں اور یہ بھینس بھی اس کو دے دوں۔ یہ بات سُن کر لالہ نے تامل کیا اور اپنی بیوی کے پاس دوڑے گئے اور کہا کہ ایک بیوقوف سا آدمی ہے اور ایک بھینس نہایت وعمدہ اس کے پاس ہے۔ اگر تم اس کو ذرا یہ بات سکھا دو تو کیا بگڑے گا بھینس ہم کو مفت ہاتھ لگے گی وہ بھی راضی ہوگئی بھینس والے کو اپنے مکان پر ٹھہرا لیا اور رات کو لالہ کی جورو نے اپنے پاس سلایا مگر وہ چپ چاپ پڑا رہا۔ صُبح کو لالہ نے پوچھا کہ کہو جی اب تو تم نے ترکیب سیکھ لی ہوگی بولا کہ نہیں تو لالہ جی مجھے تو کچھ بھی معلوم نہیں ہوا وہ اپنے گھر میں بہت خفا ہوا اور کہا اس کو خوب سکھا دے تا کہ بھینس دے کر اپنا رستہ لے۔ پھر تو اُس نے خوب دل کھول کر کوک شاستر کا سبق پڑھایا' لالہ نے اس سے دریافت کیا تو اس نے کہا کہ ہاں اگر ایک مہینے تک اسی طرح سکھایا جاوے تو البتہ سیکھ لوں گا ورنہ آج کا آموختہ کل کا ہے کو یاد رہے گا لالہ نے سوچا کہ یہ تو کوئی بڑا ہی مورکھ ہے اگر لوگوں کو یہ بات معلوم ہوئی تو بڑی روسیاہی ہوگی اس سے کہا کہ جاؤ میاں صاحب کہیں اور جا کے سیکھ لو۔ وہ امیر اپنی بھینس کا رسہ پکڑ کر چلتا ہوا' اسی طور سے شیطان دنیاداروں کو دنیا کی بھینس دکھلا کر طمع دنیا میں پھانس لیتا ہے وہ اپنا ننگ و ناموس بھی کھوتے ہیں اور دنیا بھی ہاتھ نہیں آتی۔

◎◎◎

Marfat.com

شیطان ہمارا عاشق ہے

نقل ہے ایک روز ایک منشی صاحب مختار کا نواب مزمل (رئیس کرنال) حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بڑی شد و مد کے ساتھ خودستائی کرنے لگے کہ حضرت دیکھئے میں نے نواب صاحب کے کیا کیا کام انجام دیئے نسب نامہ درست کرایا جاگیر مقرر ہوئی سرکار سے مراتب پائے یہ میری ہی خوبی تدبیر و حسن خدمت کا نتیجہ ہے حضرت نے فرمایا کہ منشی صاحب ہم کو ایک نقل یاد آئی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ شیطان کو طلب فرمائے گا اور بعد حساب و کتاب ستر ہزار فرشتوں کو حکم دے گا کہ اس لعین کو زنجیروں سے جکڑ کے کشاں کشاں دوزخ میں لے جاؤ وہ یہ سن کر میدان قیامت میں گر پڑے گا ہر چند فرشتے زور کریں گے وہ اپنی جگہ سے جنبش نہ کرے گا پھر اور ستر ہزار فرشتوں کو حکم ہوگا وہ سب مل کر زور لگائیں گے مگر شیطان کو حرکت نہ ہوگی غرض چار بار ستر ستر ہزار فرشتے زیادہ ہوں گیا اور جنبش بھی نہ دے سکیں گے اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے ملائکہ یہ ملعون تم سے نہیں ہلے گا اس کی گردن میں طوق لعنت کا بار گراں ہے۔ یہ اس کی طاقت ہے کہ اٹھائے پھرتا ہے تم سے وہ جنبش بھی نہ کر سکا یہ ہمارا عاشق صادق ہے جس وقت ہم حکم دیں گے خود بخود دوزخ میں جا گرے گا تم اس کو چھوڑ دو۔ سو فی الحقیقت یہ آپ ہی کے دم قدم سے ہوا۔ دوسرے کا حوصلہ نہ تھا منشی صاحب چپ رہ گئے اور نہایت نادم و خجل ہوئے اور حاضرین مجلس ہنسنے لگے۔ ع

ثنائے خود بخود گفتن نزیبد

◎◎◎

حضرت جنید رحمۃ اللہ کی کرامت

ایک روز کسی شخص نے حکیم محمد حسین پانی پتی سے استفسار کیا کہ تم کو جناب مولوی غوث علی شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے ہوتے عرصہ گذرا بھلا ان کی کوئی کشف و

Marfat.com

کرامت بھی دیکھی حکیم صاحب نے کہا نہ اس غرض سے جاتے ہیں ورنہ ہم نے کوئی بات نہیں دیکھی دوسرے دن جب حسب عادت آئے تو حضرت نے ان کو اپنے پاس بٹھایا اور مزاج پوچھا اس کے بعد اور حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد کیا کہ آج ایک نقل ہمیں یاد آئی ہے اور وہ یہ ہے کہ ابوبکر واسطی جو بڑے عالم تھے حضرت جنید کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سال بھر تک ساکت و خاموش وہاں کی صحبت کا رنگ ڈھنگ دیکھتے رہے۔ جب کوئی کشف و کرامت حضرت جنید کی جو پابند شرع تھے نہ دیکھی تو دلبرداشتہ ہو کر حضرت سے رخصت چاہی آپ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا بھلا مولوی صاحب آپ برس دن تک رہے نہ اپنی کہی نہ ہماری سُنی یہ بات ہے تو کیا ہے اس وقت موقع پا کر ابوبکر واسطی نے عرض کیا کہ حقیقت میں بات تو یہ ہے کہ میں بیعت کے ارادہ سے حاضر ہوا تھا سال بھر رہ کر دیکھتا رہا مگر آپ سے کوئی کشف و کرامت ظاہر نہیں ہوئی وہی عالموں کا سا طور و طریق ہے۔ نماز روزہ تہجد و اشراق چاشت درس تدریس جب آپ میں اور عالموں سے کوئی فوقیت نہیں پائی ناچار اس نے اجازت چاہی' حضرت نے یہ سن کر فرمایا کہ بھلا اس سال بھر میں جنید سے کوئی امر خلاف سنت رسول اللہ صلعم بھی سرزد ہوا ابوبکر نے جواب دیا کہ نہیں اس وقت حضرت نے ہاتھ جھٹک کر فرمایا کہ جا جنید کی یہی کرامت ہے ہاتھ جھٹک کر یہ کہنا تھا کہ ابوبکر نے کپڑے پھاڑ کر جنگل کی راہ لی بعد چھ مہینے کے پھر آئے تو حضرت نے مثل سابق وہی ارشاد فرمایا اور جواب پا کر پھر ہاتھ جھٹکا ابوبکر نے نعرہ مارا اور بیابان کا رستہ لیا۔ غرض تیسری دفعہ جب چھ مہینے کے بعد آئے حضرت نے ہاتھ پکڑ کے وہی ارشاد کیا تو ابوبکر نے کہا کہ میں آپ میں کوئی اُمر خلاف سنّت رسول اللہ نہیں پاتا اور یہ کہنا تھا کہ حضرت نے چھاتی سے لگالیا اور اس حاضر جوابی سے خوش ہو کر خرقہ خلافت عطا فرما کر رخصت کیا حکیم صاحب کہتے ہیں کہ میں اس نقل کو سن کر مارے شرم کے پانی پانی ہو گیا اور بہت منفعل ہوا اور پھر بُھول کر بھی ایسا خیال دل میں نہیں لایا بعد وصال حضرت یہ بات بھی زبان پر آئی ورنہ پہلے خاموش رہا۔

◎◎◎

Marfat.com

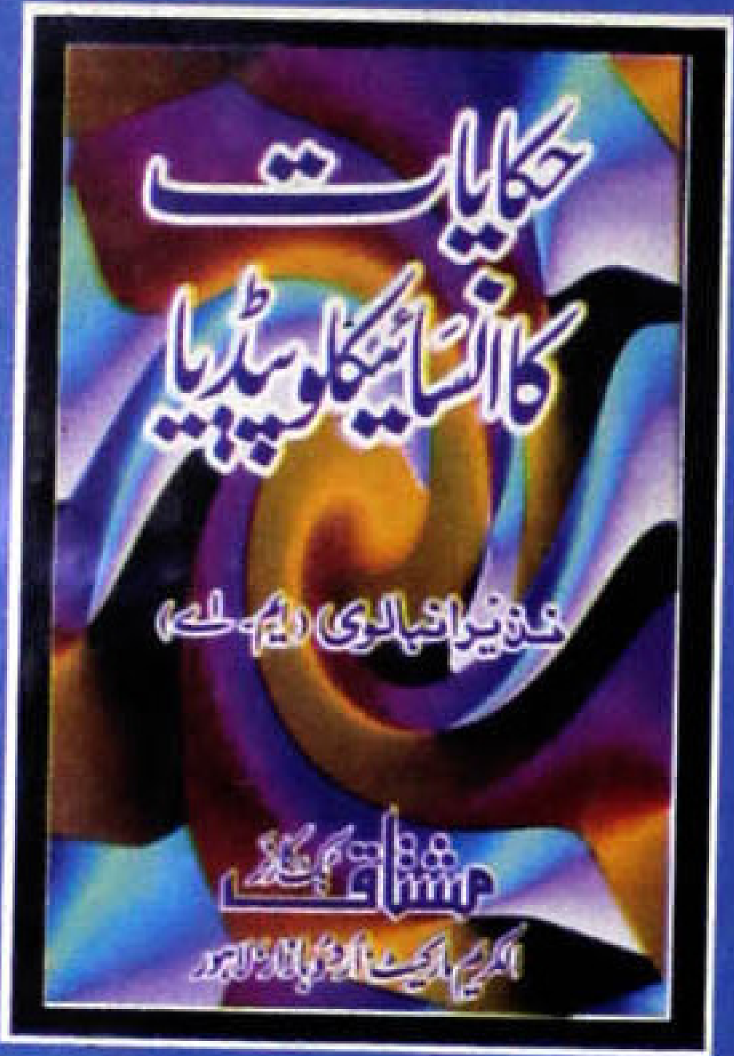

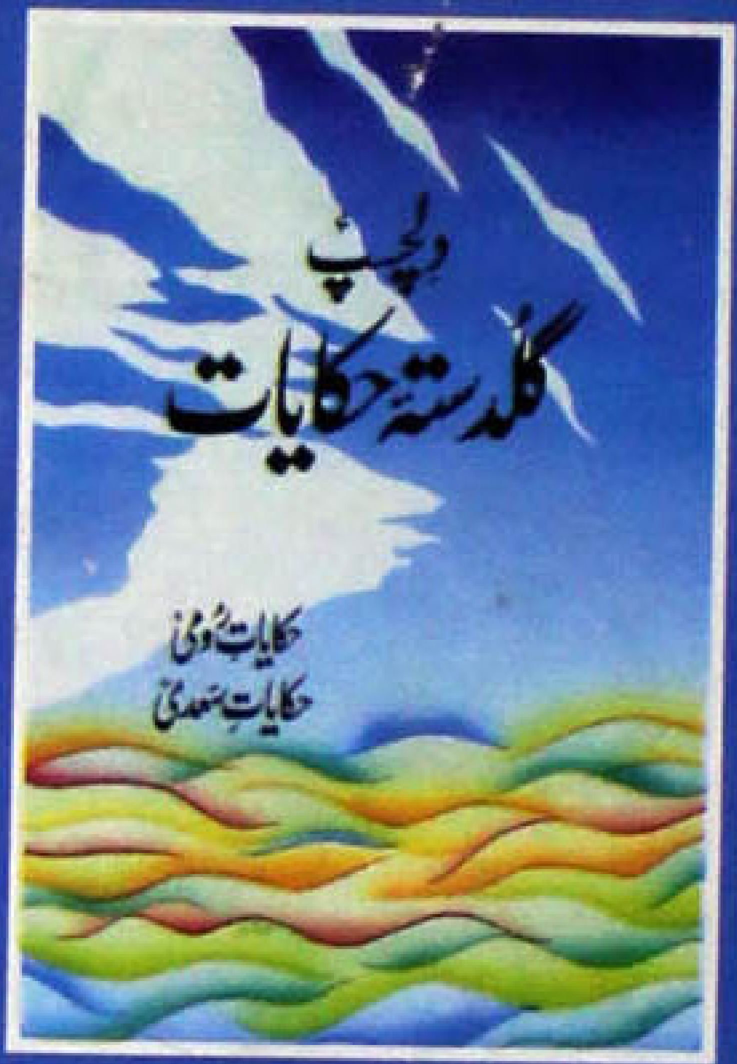

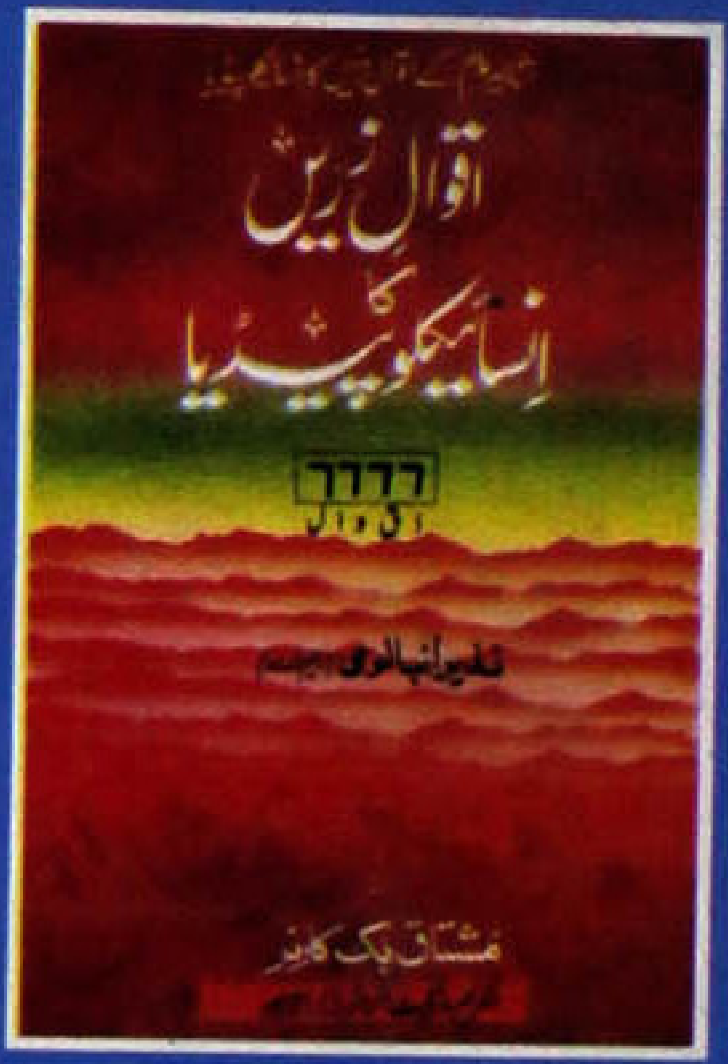

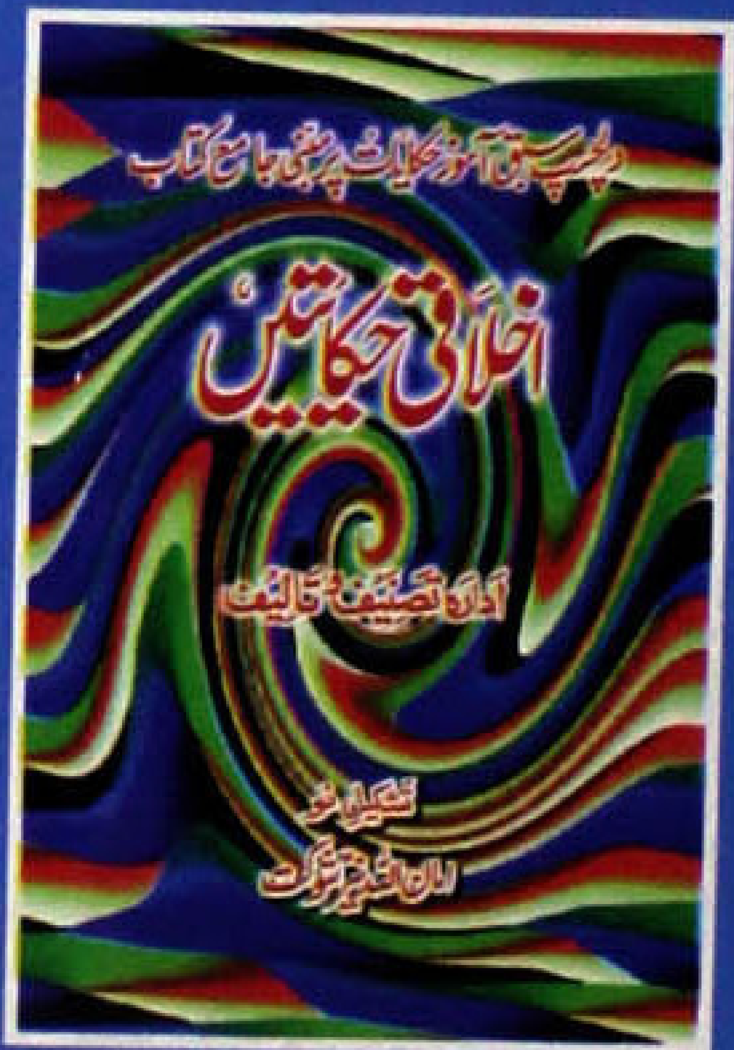

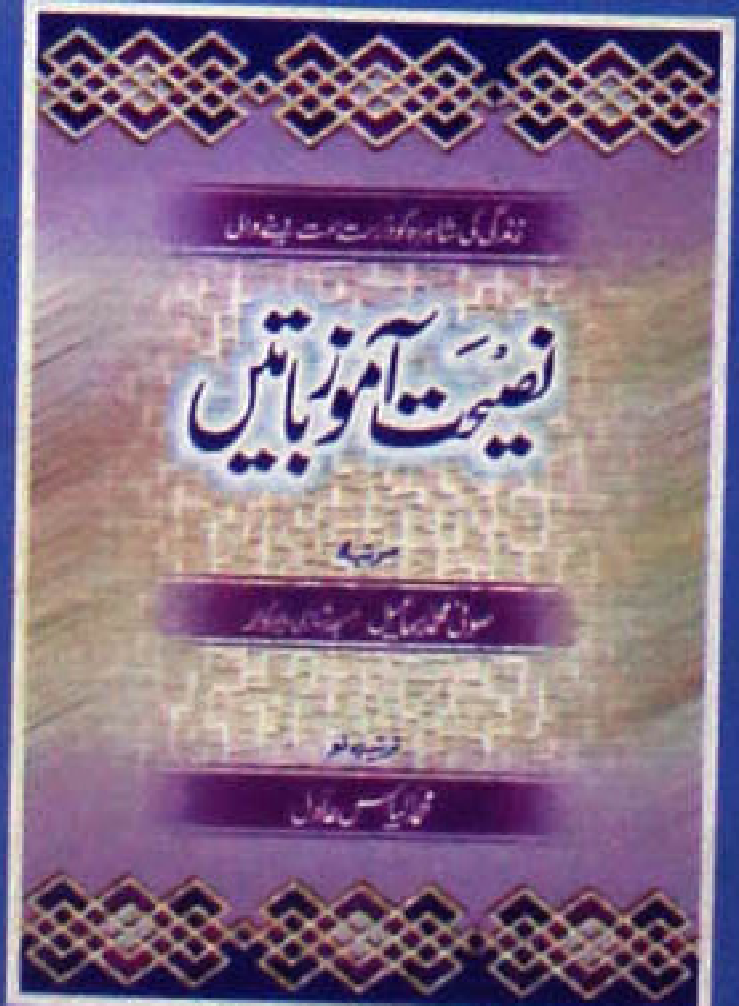

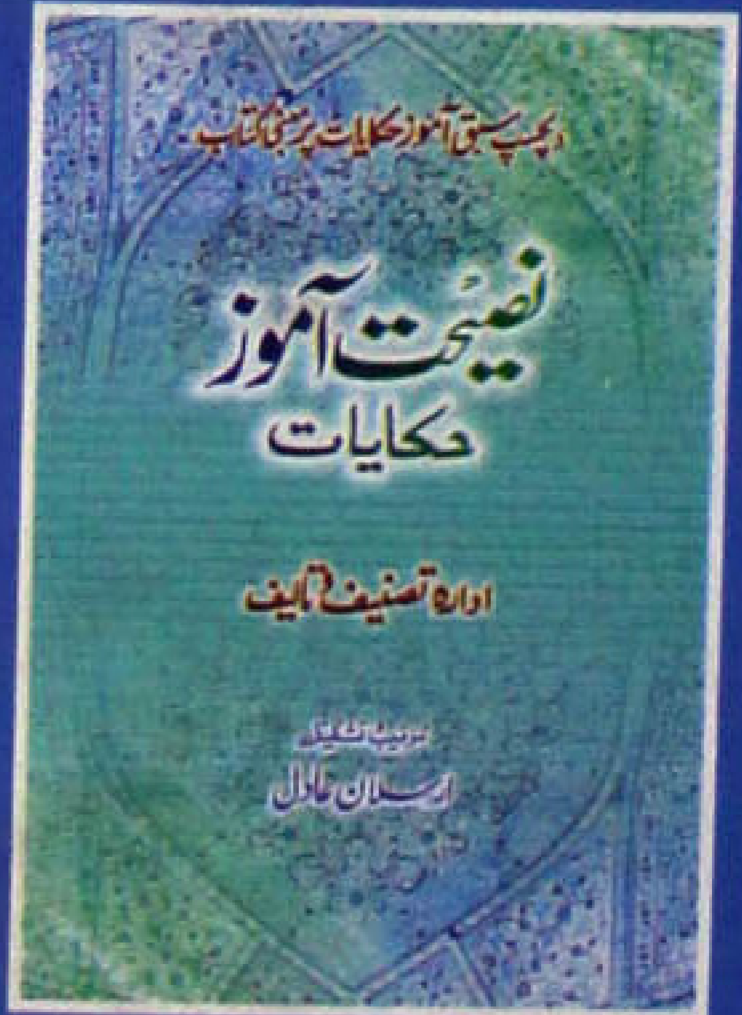

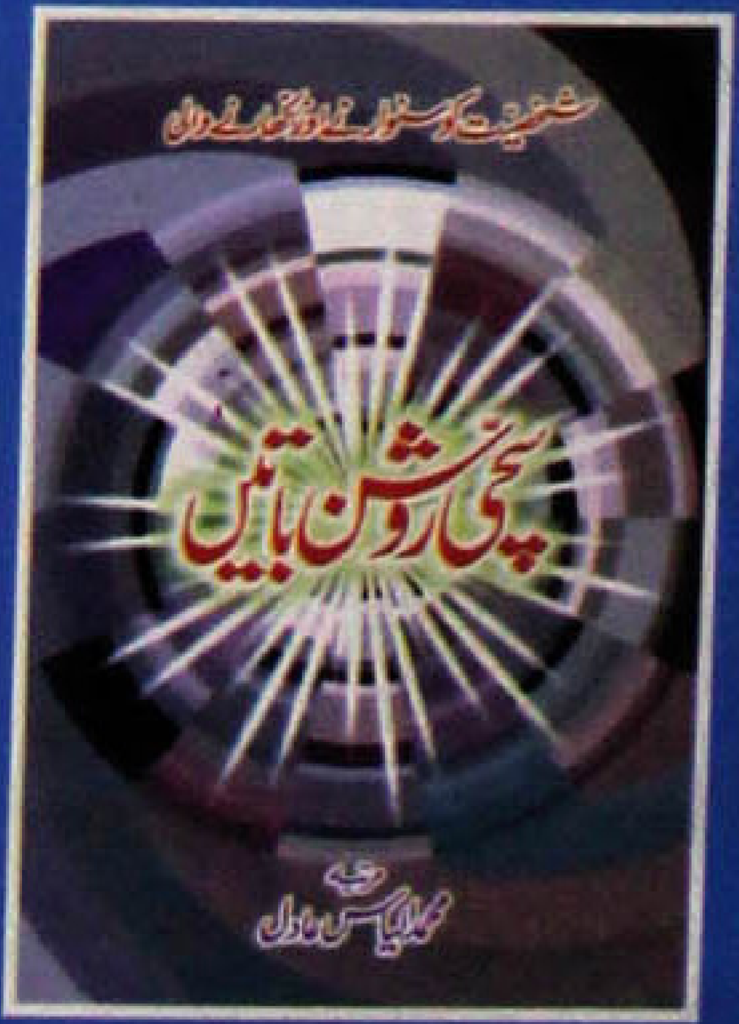

مشتاق بک کارنر

الکریم مارکیٹ۔ اردو بازار، لاہور

Marfat.com